بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

النور آن لائن

مارچ، اپریل ۲۰۲۶

ریاستہائے متحدہ امریکہ

دشمن اگر سخت کلامی کرے
تو اس کے مقابل سختی کرنے سے فائدہ نہیں
کیونکہ سخت الفاظ سے برکت دور ہو جاتی ہے

ملفوظات

دعائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 30/مئی 2014ء میں درج ذیل دعائیں کرنے تلقین فرمائی:

سورۃ الفاتحہ اور درود شریف

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔ (تذکرہ صفحہ 25 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، اور بہت عظمت والا ہے اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر اور آپ کی آل پر۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ (سورۃ اٰل عمران:9)

اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ (سورۃ البقرہ:251)

اے ہمارے ربّ! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ، وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

اے اللہ ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

میں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو میرا ربّ ہے ہر گناہ سے اور مَیں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔

رَبِّ کُلُّ شَیْئٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ (تذکرہ صفحہ 363 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اے میرے ربّ ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے ربّ پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ (سورۃ اٰل عمران:148)

اے ہمارے ربّ! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی۔ اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

یَا رَبِّ فَاسْمَعْ دُعَآئِیْ وَمَزِّقْ اَعْدَآئَکَ وَ اَعْدَآئِیْ وَاَنْجِزْ وَعْدَکَ وَانْصُرْ عَبْدَکَ وَاَرِنَا اَیَّامَکَ وَشَھِّرْلَنَا حُسَامَکَ وَلَا تَذَرْ مِنَ الْکَافِرِیْنَ شَرِیْرًا۔

کہ اے میرے رب! تو میری دعا سن اور اپنے دشمن اور میرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور اپنا وعدہ پورا فرما اور اپنے بندے کی مدد فرما اور ہمیں اپنے دن دکھا اور ہمارے لئے اپنی تلوار سونت لے اور انکار کرنے والوں میں سے کسی شریر کو باقی نہ رکھ۔ (ماخوذ از تذکرہ صفحہ 426 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ البقرہ ۲۵۸

ریاستہائے متحدہ امریکہ

النور آن لائن

Al-Nur Online USA

جلد نمبر ۵ امان، شہادت ۱۴۰۵ ہش ـــ مارچ، اپریل ۲۰۲۶ ء ـــ رمضان، شوّال، ذوالقعدہ ۱۴۴۷ ہجری شمارہ نمبر ۳۔ ۴

نگران:

ڈاکٹر مرزا مغفور احمد، امیر جماعت، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مشیر اعلیٰ:

اظہر حنیف، مبلغ انچارج، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مینجمنٹ بورڈ:

انور خان (صدر)، سیّد ساجد احمد، محمد ظفر اللہ ہنجرا، سید شمشاد احمد ناصر، سیکرٹری تربیت، سیکرٹری تعلیم القرآن، سیکرٹری امور عامہ، سیکرٹری رشتہ ناتا

مدیر اعلیٰ:

امۃ الباری ناصر

مدیر:

حسنیٰ مقبول احمد

ادارتی معاونین:

ڈاکٹر محمود احمد ناگی، طاہرہ زرتشت، زاہدہ ظہیر ساجد

سرورق: لطیف احمد

رابطہ: al-nur@ahmadiyya.us

اِس شمارے میں

بدعات 3

نصرتِ الٰہی 4

خطباتِ حضرت خلیفۃ المسیح، ایّدہُ اللہ تعالیٰ، فروری، مارچ ۲۰۲۶ء 5

والدین سے حسن سلوک 28

نمازِ جنازہ حاضر و غائب 29

خلافت پر ہماری جان واری 30

مجلسِ صحّت امریکہ کے زیرِ انتظام پہلے مسرور والی بال ٹورنامنٹ کا انعقاد 31

اسلام اور اینٹی سیمیٹزم 32

جماعت احمدیہ گنی بساؤ کے پندرھویں جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء کا کامیاب انعقاد 44

جماعت احمدیہ سینیگال کے تیرھویں جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء کا کامیاب انعقاد 45

جماعت احمدیہ نائیجر کے اٹھارویں جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء کا بابرکت انعقاد 46

جماعت احمدیہ برکینافاسو کے چونتیسویں جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء کا بابرکت انعقاد 47

جماعت احمدیہ نائیجیریا کے اکہترویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد 48

جماعت احمدیہ بینن کے چونتیسویں جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء کا بابرکت و کامیاب انعقاد 49

آئیوری کوسٹ کے ریجن بندوکو میں دو احمدیہ مساجد کا بابرکت افتتاح 50

غلبۂ احمدیت کے بعد سیاست کی فضا کیسی ہوگی؟ 51

انجام بخیر کی دعا 51

حِسَاب الجُمَّل 52

ESSAY WRITING COMPETITIONS FOR 2026 مقابلہ مضمون نویسی 65

HISTORY QUIZ COMPETITION مقابلہ تاریخ دانی 66

کیا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہے؟ 67

محفوظ قلعہ میں داخل ہونے کے لیے دعاؤں کی خصوصی تحریک 68

بدعات

قرآنِ مجید

وَ مَنۡ اَحۡسَنُ دِیۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ وَجۡہَہٗ لِلّٰہِ وَ ہُوَ مُحۡسِنٌ وَّ اتَّبَعَ مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا ؕ وَ اتَّخَذَ اللّٰہُ اِبۡرٰہِیۡمَ خَلِیۡلًا (سورۃ النساء:۱۲۶)۔

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے اور دین میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اپنی تمام تر توجہ اللہ کی خاطر وقف کر دے اور جو احسان کرنے والا ہو اور اس نے ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کی ہو اور اللہ نے ابراہیم کو دوست بنا لیا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس کی وجہ سے آج ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور غلام کی جماعت میں شامل ہیں۔ آج ہمیں اسلام کی صحیح تعلیم کی وضاحت ہو سکتی ہے، صحیح تعلیم مل سکتی ہے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے۔ آج اگر ہم دنیا میں رائج بہت سی برائیوں اور بدعتوں سے اپنے آپ کو پاک کر سکتے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر ہی کر سکتے ہیں۔ اور یہی خدا کا منشاء ہے اور یہی اس کی مرضی ہے۔ اور اس کی خبر آج سے چودہ سو سال پہلے ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دے دی تھی۔ اور ہمیں بتا دیا گیا تھا کہ اسلام کی تعلیم میں بعض بدعات اور بگاڑ داخل ہو جائیں گے جنہیں مسیح محمدی ہی آکر درست کرے گا اور صحیح راستے پر چلائے گا۔ چنانچہ آپ دیکھ لیں دنیا کے ہر ملک میں مسلمانوں میں بعض ایسی روایات یا بدعات داخل ہو چکی ہیں جن کا اسلام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ اور یہ سب کچھ صرف اس وجہ سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل نہ کرتے ہوئے اس زمانہ کے امام کی جماعت میں شامل نہیں ہو رہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے آپ کو مسیح اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق دی۔ اس لئے آپ کا فرض بنتا ہے کہ اس احسان کا جتنا بھی شکر ادا کر سکیں کریں۔ اور شکر ادا کرنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ اپنے اندر احمدیت قبول کرنے کے بعد نمایاں تبدیلیاں پیدا کریں۔ اپنے عمل، کردار، بات چیت اور چال ڈھال سے یہ ثابت کریں اور دنیا کو بتائیں کہ ہم ہی ہیں جو اسلام کا صحیح اور حقیقی نمونہ ہیں۔ (خطبہ جمعہ، فرمودہ ۹/ اپریل ۲۰۰۴ء، مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۳/ اپریل ۲۰۰۴ء)

حدیثِ مبارکہ:

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ (صحیح بخاری (۲۶۹۷)، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جَورٍ...)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دین کے معاملے میں کوئی ایسی نئی رسم پیدا کرتا ہے جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں تو وہ (رسم) ردّ کی جائے گی۔

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بدعت وہ ہے جو اپنی حقیقت میں سنت نبویہ کے معارض اور نقیض واقع ہو اور آثار نبویہ میں اس کام کے کرنے کے بارے میں زجر اور تہدید پائی جائے۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد ۵ صفحہ ۶۱۱)

ہماری قوم میں اکثر ایسے ہی فقیر نظر آتے ہیں جنہوں نے اسلام پر یہ داغ لگایا کہ ہزارہا ایسی بدعتیں ایجاد کر دیں کہ جن کا شرع شریف میں کوئی اصل صحیح نہیں پایا جاتا وہ ایسی بے ہودہ رسوم اور خیالات میں گرفتار ہیں کہ جن کے لکھنے سے بھی شرم آتی ہے بعض تو ہندوؤں کے جوگیوں کی طرح اور قریب قریب ان کی ایک خاص طور کی وضع اور پوشاک میں عمر بسر کرتے ہیں۔ اور نہایت بے جا اور وحشیانہ ریاضتوں میں جو مسنون طریقوں سے کوسوں دور ہیں اپنی عمر کو ضائع کر رہے ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد ۵، صفحہ ۴۸)

غرض اس وقت لوگوں نے سنّت اور بدعت میں سخت غلطی کھائی ہوئی ہے اور ان کو ایک خطرناک دھوکہ لگا ہوا ہے۔ وہ سنت اور بدعت میں کوئی تمیز نہیں کر سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر خود اپنی مرضی کے موافق بہت سی راہیں خود ایجاد کر لی ہیں۔ اور ان کو اپنی زندگی کے لئے کافی راہنما سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان کو گمراہ کرنے والی چیزیں ہیں۔ جب آدمی سنت اور بدعت میں تمیز کر لے اور سنت پر قدم مارے تو وہ خطرات سے بچ سکتا ہے۔ لیکن جو فرق نہیں کرتا اور سنت کو بدعت کے ساتھ ملاتا ہے اس کا انجام اچھا نہیں ہو سکتا۔ (ملفوظات، جلد ۴، صفحہ ۴۶، ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

نصرتِ الٰہی

حضرت مسیحِ پاک علیہ السلام

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالَم دکھاتی ہے

وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ رہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے

کبھی وہ خاک ہوکر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہوکر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ 114 مطبوعہ 1880ء

خطباتِ حضرت خلیفۃ المسیح، ایّدہُ اللہ تعالیٰ، فروری، مارچ ۲۰۲۶ء

خلاصہ خطبۂ جمعہ ۶ فروری ۲۰۲۶ء

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہیں اور ہر معاملے میں اسوۂ حسنہ ہیں۔ گذشتہ خطبات میں اسی ضمن میں آپؐ کی محبتِ الٰہی کا ذکر ہو رہا تھا۔ محبتِ الٰہی کے ذکر میں آپؐ کی عبادات کے بھی بہت سے واقعات آ گئے کیونکہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔

عبادات محبتِ الٰہی کے بغیر نہیں ہو سکتی اور محبتِ الٰہی عبادت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت نہ ہو تو حقیقی عبادت ہو ہی نہیں سکتی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے معیار محبت کو قرآن کریم میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ تُو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یہ اعلان کرنے کا کہہ کر ہمیں بھی ان معیاروں کو حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

عبادات کے بارے میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذریعے سے ہمیں بے شمار احکام بیان فرمائے ہیں۔ فرمایا: وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ۔ اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔

پھر ایک جگہ فرمایا: یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ وَالَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ۔ اے لوگو! اپنے ربّ کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو بھی جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ پس اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور تقویٰ اختیار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ کی عبادت کی جائے اور عبادت کے معیار کو بلند تر کیا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ احکامات ہمیں دیے تو اس کی انتہا بھی اپنے عمل سے کر کے دکھائی اور پھر ہمیں توجہ دلائی کہ حقیقی اطاعت اور پیروی تو تب ہی پوری ہو گی جب ہم اپنے آپ کو اس معیار پر لانے کی کوشش کریں گے۔ آپؐ کی وہ دعائیں جو آپؐ نے اپنی امت کے لیے کی ہیں تب ہی ہمیں اپنی لپیٹ میں لیں گی اور ہمارے لیے فائدہ مند ہوں گی جب ہم آپؐ کے اسوہ اور احکامات کو ہمیشہ پیش نظر رکھ کر عمل کی کوشش کریں گے۔

کچھ مثالیں پیش کرتا ہوں۔ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی چادر پر نماز پڑھی جس میں نقش تھے۔ آپؐ نے اس کے نقشوں کو ایک نظر دیکھا۔ جب آپؐ فارغ ہوئے تو فرمایا: میری یہ چادر ابو جہم کے پاس لے جاؤ اور ان کی سادہ (بغیر نقش والی) چادر (انبجانیہ) لے آؤ، کیونکہ اس (نقش دار چادر) نے ابھی میری نماز میں میری توجہ ہٹا دی تھی۔

حضرت جعفر بن محمدؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا۔ آپ کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا ہوتا تھا تو انہوں نے فرمایا چمڑے کا تھا اس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوتے تھے۔ حضرت حفصہؓ سے پوچھا گیا کہ آپ کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا تھا۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ پشم کا تھا اور ہم اس کی دو تہیں لگا دیتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوتے تھے۔ ایک رات میں نے سوچا کہ کیوں نہ اس کی چار تہیں لگا دوں تاکہ یہ زیادہ نرم ہو جائے۔ چنانچہ ہم نے اس کی چار تہیں لگا دیں جب صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے رات میں کیا بچھایا تھا؟ میں نے عرض کیا وہ آپ کا ہی بستر تھا صرف ہم نے اس کی چار تہیں لگا دی تھیں تاکہ وہ آپؐ کے لیے زیادہ آرام دہ ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے پہلے جیسا ہی کر دو۔ کیونکہ اس کی زیادہ نرمی میرے لیے رات کی نماز میں روک بن رہی تھی۔

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ میں سواری پر نبی کریم ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ اور یہ میری سعادت ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسولؐ زیادہ جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ پھر آپؐ کچھ دیر چلے اور فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے کہا: لبیک یا رسول اللہؐ یہ میری سعادت ہے آپؐ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا یہ کہ وہ بندوں کو عذاب نہ دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی مدح میں فرماتے ہیں: جس طرح آنحضرتؐ قرآن شریف کی اشاعت کے لیے مامور تھے ایسا ہی سنّت کی اقامت

کے لیے بھی مامور تھے۔ پس جیسا کہ قرآن شریف یقینی ہے ایسا ہی سنّت معمولہ متواترہ بھی یقینی ہے۔ یہ دونوں خدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے بجالائے اور دونوں کو اپنا فرض سمجھا۔ مثلاً جب نماز کے لیے حکم ہوا تو آنحضرتؐ نے خدا تعالیٰ کے اِس قول کو اپنے فعل سے کھول کر دکھلا دیا اور عملی رنگ میں ظاہر کر دیا کہ فجر کی نماز کی یہ رکعات ہیں اور مغرب کی یہ اور باقی نمازوں کے لیے یہ یہ رکعات ہیں۔ ایسا ہی حج کر کے دکھلایا اور پھر اپنے ہاتھ سے ہزارہا صحابہؓ کو اِس فعل کا پابند کر کے سلسلہ تعامل بڑے زور سے قائم کر دیا۔

حضرت مصلح موعودؓ تہجد کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان نوافل کا اتنا خیال تھا کہ باوجود ان کے نفل ہونے کے لوگوں کو فکر سے دیکھتے تھے کہ صحابہؓ میں سے کون یہ نفل پڑھتا ہے۔ شہر کی گلیوں میں، سڑکوں پہ پھرتے تھے تا کہ معلوم کریں کہ لوگوں میں سے کون کون نہیں پڑھتا۔ آج کل اگر کسی سے پوچھ لیا جائے کہ کتنی نمازیں پڑھتے ہیں تو لوگ ناراض ہو جاتے ہیں کہ یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تو خود تہجد کی نماز کا بھی جائزہ لیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک مجلس میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی تو بہت اچھا ہے بشر طیکہ تہجد پڑھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس دنیا میں اس میاں اور بیوی پر رحم کرے۔ اگر رات کو میاں کی آنکھ کھلے تو اٹھ کر تہجد پڑھے اور بیوی کو بھی جگائے کہ تُو بھی اٹھ کر تہجد پڑھ اور اگر وہ نہ جاگے تو اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا مارے اور جگائے۔ اسی طرح اگر بیوی کی آنکھ کھلے تو وہ خود تہجد پڑھے اور میاں کو جگائے اور اگر وہ نہ جاگے تو اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا مارے۔

آپؐ کا ہر فعل عبادت تھا کیونکہ خدا کے حکم کے ماتحت تھا۔ چنانچہ اس کی ایک مثال ہے کہ ایک شخص نے عصر کی نماز کا وقت دریافت کیا۔ اول وقت پر نماز پڑھنا مستحسن ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی دیر کی کہ وقت نہایت تنگ ہو گیا۔ نماز میں یہ دیر کرنا بھی عبادت تھا۔ کیوں؟ اس لیے کہ آپ یہ سبق دے رہے تھے کہ اگر انسان کسی وجہ سے کسی وقت اول وقت میں نماز نہ پڑھ سکے تو اگر آخری وقت میں بھی پڑھ لے تو بھی اس کی نماز ہو جائے گی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی کیفیت کیا ہوتی تھی۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ بہت ہیں جو دعا کرتے ہیں مگر ان کی آنکھیں، ان کا دل، ان کا دماغ، ان کا سینہ دعا کا مؤیّد نہیں ہوتا۔ دعا کر رہے ہوتے ہیں لیکن آنکھیں کہیں اَور ہوتی ہیں، ان کا دل کہیں اَور ہوتا ہے، دماغ کہیں اَور ہو پھر سینے میں خدا تعالیٰ کے لیے وہ محبت نہیں ہوتی جو ہونی چاہیے۔ پس وہ دعا تو پھر ایک ظاہری دعا ہی ہوتی ہے۔ جب ان کا سینہ جوش سے ابل نہیں رہا ہوتا تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی دعا اسی طرح ہوا میں اڑ جاتی ہے جس طرح گرد اڑتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ آزاد اور آپؐ سے بڑھ کر زیادہ حرّ کون ہو گا مگر آپؐ کی نسبت آتا ہے کہ آپؐ جب دعا کرتے تھے تو بعض اوقات آپؐ کے سینے سے اس طرح آواز نکل رہی ہوتی تھی جس طرح ہنڈیا ابل رہی ہو۔

نمازوں میں رقت طاری ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ اس کے لیے بھی انسان کو کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک نسخہ یہ بھی بتایا ہے کہ نماز میں اپنی شکل رونے جیسی بنالو تو اس ظاہری حالت سے بھی دل پہ اثر پڑتا ہے اور پھر انسان کا بھی رونا نکل جاتا ہے۔

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر الٰہی بھی سنت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت آیت الکرسی، سورہ اخلاص سورۃ الفلق اور سورۃ الناس جو قرآن کریم کی آخری تین سورتیں ہیں تین دفعہ پڑھ کر ہاتھوں پر پھونکتے اور پھر ہاتھ اپنے جسم پر پھیر لیتے۔ اس طرح پھیرتے کہ سر سے شروع کرتے اور جہاں تک ہاتھ پہنچ سکتا وہاں تک پھیرتے۔

بعض لوگ لکھتے ہیں کہ کوئی چھوٹی سی دعا بتائیں۔ کوئی ذکر بتائیں جو ہم کرتے رہیں تا کہ ہمارے اندر نیکیاں پیدا ہو جائیں ہمارے گناہ بھی مٹ جائیں ہمارے کام بھی ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل ہو جائے تو پہلی بات تو عبادت ہے یعنی نمازیں جو فرض ہیں۔ اس کے بعد ذکر الٰہی ہے۔ ذکر انسان کو مزید نیکیوں کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اس کے ساتھ دوسرے اخلاق اور اعمال بھی کرنا ضروری ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ جو لوگ دین کے پیشوا ہوتے ہیں انہیں بہت خیال ہوتا ہے کہ ہماری باتیں اور ذکر دوسرے لوگوں سے زیادہ ہوں۔ بعض لوگ جو علماء کہلاتے ہیں سمجھتے ہیں ہماری تعظیم زیادہ ہونی چاہیے اور پھر اس کے لیے خاص طور پر ایسی سنت سے کام لیتے ہیں تا لوگ انہیں نیک سمجھیں۔ وہ خود کو دنیا کے لیے نمونہ سمجھتے ہیں۔ اس لیے بناوٹ سے کام لیتے ہیں۔ وہ یہ سب لوگوں کو دکھانے کے لیے کرتے ہیں نہ کہ اللہ کا پیار حاصل کرنے کے لیے۔ آنحضرت ﷺ باوجود اس کے کہ سب سے زیادہ تقویٰ والے تھے، ان سب باتوں میں سادہ تھے۔ روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بعض دفعہ نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ نماز کو لمبا کروں مگر کسی بچے کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں تو اپنی نماز کو اس خوف سے کہ کہیں میں بچے کی ماں کو مشقت میں نہ ڈالوں نماز مختصر کر دیتا ہوں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ جوتوں سمیت بھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ یعنی جہاں آسانی کی ضرورت ہو اسے اختیار کر لیا کرتے تھے۔ پس اگر جوتی پاک

ہو اور کسی ایسی جگہ جہاں نجاست لگنے کا خطرہ ہو جوتی پہن کر بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ آپؐ نے ایسا کر کے امت محمدیہ پر ایک بہت بڑا احسان کیا کہ انہیں آئندہ کے لیے تکلفات اور بناوٹ سے بچا لیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم باجماعت نماز کا اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک دفعہ آپؐ کے پاس ایک نابینا آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرا مکان مسجد سے بہت دور ہے اور چونکہ مجھے مسجد پہنچنے میں سخت دقت پیش آتی ہے اس لیے اگر آپؐ اجازت دیں تو بارش کے دنوں میں اپنے گھر میں ہی نماز ادا کر لوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے پڑھ لیا کرو۔ وہ وہاں سے چلے گئے تو تھوڑی دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ ذرا اس کو واپس بلا کر لاؤ جب واپس آئے تو آپؐ نے فرمایا کیا تمہارے گھر میں اذان کی آواز پہنچ جاتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہؐ! اذان کی آواز تو پہنچ جاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر اذان کی آواز تمہارے گھر پہنچ جاتی ہے تو پھر مسجد میں آؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عبادت کے حق ادا کرنے کی توفیق دے۔ آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اختیار کرنے کی توفیق دے۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ ۱۳ فروری ۲۰۲۶ء

آنحضرت ﷺ کے اسوے پر سب سے زیادہ چلنے کے نظارے ہمیں اس زمانے میں آپؐ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعودؑ میں نظر آتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی عبادت اور اس حوالے سے نصائح وغیرہ گذشتہ خطبات میں بیان کیے گئے۔ آج مَیں حضرت مسیح موعودؑ کی عبادات کے وہ واقعات پیش کروں گا جو آنحضور ﷺ کی اتباع میں ہمیں نظر آتے ہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مرزا محمد دین صاحبؓ نے انہیں لکھ کر بھیجا کہ مَیں اپنے بچپن سے حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھتا آیا ہوں اور سب سے پہلے مَیں نے آپؑ کو حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی زندگی میں دیکھا تھا جبکہ مَیں بالکل بچہ تھا۔ آپؑ کی عادت تھی کہ رات عشاء کے بعد جلدی سو جاتے اور رات ایک بجے کے قریب تہجد کے لیے اٹھ جاتے۔ تہجد پڑھ کر تلاوت کرتے رہتے، جب صبح کی اذان ہوتی تو نماز کے لیے مسجد میں جاتے اور باجماعت نماز پڑھتے۔ کبھی نماز خود پڑھاتے، کبھی میاں جان محمد امام مسجد جماعت کرواتے۔ مَیں نے آپؑ کو مسجد میں سنّت نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ مَیں نے کبھی ریاضتِ شاقہ بھی نہیں کی اور نہ کبھی زمانہ حال کے بعض صوفیوں کی طرح مجاہداتِ شدیدہ میں اپنے نفس کو ڈالا۔ نہ گوشہ نشینی کے التزام سے کبھی چلّہ کشی کی۔ نہ کبھی خلافِ سنّت کوئی ایسا عمل رہبانیت کیا جس پر خدا تعالیٰ کے کلام کو اعتراض ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے والد صاحب محترم کے زمانۂ وفات کے نزدیک اپنی ریاضت کا ایک واقعہ تفصیل سے بیان فرمایا ہے جس میں آپؑ نے ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا جنہوں نے یہ ذکر کیا کہ کسی قدر روزے انوارِ سماوی کی پیشوائی کے لیے رکھنا سنّتِ خاندانِ نبوّت ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ سو مَیں نے کچھ مدّت تک التزامِ صوم کو مناسب سمجھا اور ساتھ ہی اس خیال سے کہ اس امر کو مخفی طور پر بجالانا بہتر ہے آپؑ نے یہ طریق اختیار فرمایا کہ گھر سے مردانہ نشست گاہ میں کھانا منگواتے اور بعض یتیم بچوں میں تقسیم فرما دیتے۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ بجز خدا تعالیٰ کے کسی کو ان روزوں کی خبر نہ تھی۔ پھر دو تین ہفتوں کے بعد آپؑ نے اپنی غذا مزید کم کی اور تمام دن میں صرف ایک روٹی تک غذا کو لے آئے۔ پھر غذا کو مزید کم کرتے کرتے یہاں تک لے آئے کہ دو تین ماہ کا بچہ بھی اُس پر صبر نہیں کر سکتا، آپؑ نے آٹھ نَو ماہ تک اس طرح روزے رکھے۔

اس وقت روزے کے عجائبات میں سے آپؑ کے تجربے میں بہت سی باتیں آئیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ بہت سے انبیاء اور اولیاء کی ملاقاتیں ان روزوں کے نتیجے میں ہوئیں۔ فرمایا کہ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کو مع حسنینؓ و علیؓ اور فاطمہؓ کے دیکھا اور یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھی۔

ایک روایت میں مذکور ہے کہ حضورؑ ایک مرتبہ کوٹھے پر سے گر پڑے جب ہوش آیا تو پوچھا کہ نماز کا وقت ہوا کہ نہیں۔ یعنی اس قدر نماز سے محبت تھی۔ ۱۸۹۵ء میں حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ کو ماہِ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا تو انہوں نے تمام مہینہ نمازِ تہجد یعنی تراویح کی نماز حضورؑ کے پیچھے ادا کی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ نمازِ وتر اوّل شب میں پڑھ لیتے اور نمازِ تراویح دو دو رکعت آخری شب میں ادا کرتے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ حضرت اماں جانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؑ نماز پنجگانہ کے علاوہ دو طرح کے نوافل پڑھا کرتے تھے۔ ایک اشراق جو آپ کبھی کبھی پڑھا کرتے دوسری نمازِ تہجد آٹھ رکعت جو آپؑ ہمیشہ پڑھا کرتے سوائے اس کے کہ آپؑ زیادہ بیمار ہوں۔ مگر ایسے میں بھی آپؑ بستر پر لیٹے لیٹے ہی دعا مانگ لیتے۔ آخری عمر

میں بوجہ کمزوری بیٹھ کر دعا کیا کرتے۔

حضرت مولوی یعقوب علی صاحبؓ لکھتے ہیں کہ آپؑ مقدمات کی پیروی میں جاتے تو صرف والد صاحب کے ارشاد کی پیروی میں۔ وہاں آپؑ اس بات کا خیال رکھتے کہ کوئی نماز قضا نہ ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کی آواز میں بہت سوز اور درد تھا۔ آپؑ کی قراءت لہردار ہوتی تھی۔ آپؑ کو قرآن کریم اور سنتِ رسولؐ سے عشق تھا، آپؑ کی عبادات کبھی اتباعِ رسولؐ سے متجاوز نہ ہوتیں۔ نماز کے علاوہ آپؑ کا وظیفہ قرآن کریم کی تلاوت، درود شریف اور استغفار تھا۔ قرآن سے تو آپؑ کو عشق تھا۔ دن رات، اٹھتے بیٹھتے اور ٹہلتے ہوئے قرآن پڑھا کرتے، اور زار زار روتے جاتے۔

حضرت مسیح موعودؑ جب نماز کے لیے مسجد نہ جاسکتے تو گھر میں ہی جماعت کروالیا کرتے اور ایسے موقعے پر اکثر ہماری والدہ کو ساتھ ملا لیتے۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ آپؑ کے بچپن کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ حضورؑ اپنی ہم سن بچی جس سے آپ کی بعد میں شادی بھی ہوگئی اسے دعا کے لیے کہتے کہ نامرادے دعا کر کہ خدا میرے نماز نصیب کرے۔ اس فقرے سے پتا چلتا ہے کہ بہت بچپن سے آپؑ کے جذبات نہایت پاک تھے۔

حضورؑ فرماتے ہیں کہ مَیں بچپن سے روزے رکھنے کا عادی ہوں... مَیں نے (بچپن میں) انتیس روزے پورے رکھے تو اُس دن میری خوشی کی عید تھی۔ روزے کی خاص برکات ہوتی ہیں۔ جیسے ہر میوے کا جدا ذائقہ ہے اسی طرح ہر عبادت میں جدا لذّت ہے ان عبادات میں روحانیت ہے جسے انسان بیان نہیں کر سکتا۔ چاہیے کہ عبادت میں انسان کی روح نہایت درجہ رقیق ہو کر پانی کی طرح بہ کر خدا سے جا ملے۔

حضورؑ نماز کے فرض ادا کرنے کے بعد فوراً گھر تشریف لے جاتے اور تصنیف کے کام میں مصروف ہو جاتے۔ نمازِ مغرب کے بعد آپؑ مسجد میں بیٹھے رہتے اور کھانا بھی وہیں دوستوں کے ساتھ کھاتے اور پھر عشاء کی نماز پڑھ کر اندر جاتے۔

حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحبؓ میاں جان محمد مرحومؓ کی نمازِ جنازہ کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ حضورؑ کو مرحوم سے بے انتہا محبت تھی۔ حضورؑ نے خود نمازِ جنازہ پڑھائی اور نماز میں اتنی دیر لگی کہ مقتدیوں کے کھڑے کھڑے پیر دُکھنے لگے۔ میرا تو کھڑے کھڑے حال بگڑ گیا۔ جب جنازے کی ادائیگی سے واپس آئے تو کسی نے عرض کیا کہ حضور! اتنی دیر آج نماز میں لگی کہ ہم تو تھک گئے۔ آپؑ کا بھی کیا حال ہوا ہوگا۔ حضورؑ نے فرمایا ہمیں تھکنے سے کیا تعلق ہم تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے، اُس سے اِس مرحوم کے لیے مغفرت مانگتے تھے۔ مانگنے والا بھی کبھی تھکا کرتا ہے؟ جو تھک جاتا ہے وہ رہ جاتا ہے۔ ہم مانگنے والے ہیں اور وہ دینے والا پھر تھکنا کیسا؟ جس سے ذرا سی بھی امید ہوتی ہے وہاں سائل ڈٹ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس سوچ کے ساتھ نمازیں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم نے تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بیعت ہی اس شرط کے ساتھ کی ہے کہ نمازیں خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم کے موافق ادا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد کرتے ہوئے نمازیں ادا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عہد کو بھی نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبے کے آخر میں حضورانور نے دو مرحومین کا ذکرِ خیر فرمایا اور ان کی نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا ارشاد فرمایا:

☆...مکرمہ امۃ الشریف صاحبہ اہلیہ محمود احمد بٹ صاحب آف نارووال۔ مرحومہ گذشتہ دنوں ۸۴ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند، قرآن کریم کی بکثرت تلاوت کرنے والی، جماعتی لٹریچر کا مطالعہ کرنے والی نیک خاتون تھیں۔

☆...مکرم شیخ بشیر احمد صاحب آف لاہور جو گذشتہ دنوں ۹۷ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم تہجد گزار، پابندِ صوم و صلوٰۃ، ملنسار، اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ جماعت لاہور کے سرگرم رکن تھے۔ حضورانور نے فرمایا کہ مَیں نے بھی دیکھا ہے بہت عاجزی والے انسان تھے۔

حضورانور نے مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی۔

(الفضل انٹرنیشنل ویبسائٹ 16 فروری 2026ء)

خلاصۂ خطبۂ جمعہ ۲۰ فروری ۲۰۲۶ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کل سے رمضان شروع ہے، یہ روزوں کا مہینہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے اور اپنی روحانی اصلاح کے لیے مہیا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ اِس مہینے سے ہر احمدی کو زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ حقیقی فائدہ تبھی ہوتا ہے، جب رمضان کے بعد بھی ہم محبّتِ الٰہی اور عبادت کے معیار قائم رکھنے بلکہ بلند کرنے کی کوشش کریں، تبھی ہم اپنے مقصدِ پیدائش کو بھی پُورا کرنے والے ہوں گے۔

گذشتہ چند جمعوں سے مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّتِ الٰہی، عبادت کے طریق اور معیار اور مؤمنین کو اِس پر عمل کرنے کی جو آپؐ نے نصائح وہدایات فرمائیں، اُن کے بارے میں بیان کر تا رہاہوں۔ پھر آپؐ کے غلامِ صادقؑ کے آپؐ کے اُسوۂ حسنہ ہی کی پیروی میں واقعات بیان کیے تھے۔ تو یہ مضمون ابھی بھی چل رہا ہے اور آج رمضان کی مناسبت سے بھی یہی چلتا رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے اِسی حوالے سے کچھ واقعات بیان کروں گا، جن سے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور دعاؤں کا اظہار ہوتا ہے۔ صرف یہی نہ ہو کہ ہم اِن واقعات کو سنیں اور محظوظ ہوں بلکہ یہ ہمارے لیے راہنما ہونے چاہئیں۔

حضورِ انور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی مولوی محمد عبد اللہ بوتالوی صاحبؓ کے ایک بیان سے متعلق روایت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اُنہوں نے بتایا کہ غالباً ۱۹۰۷ء کی بات ہے کہ ایک دفعہ امۃ الرحمٰن صاحبہ بنت قاضی ضیاء الدین صاحب مرحوم، جو کہتے ہیں کہ میری ننھیالی رشتہ دار بھی تھیں، اُنہوں نے ایک کاغذ کا پُرزہ مجھے دیا، جو ردّی کے طور پر تھا۔ لیکن اُس پر چونکہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اُمّ المومنین کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی عبارتیں تھیں، اِس لیے مَیں نے اُن کو تبرکاً نہایت شوق سے حاصل کیا اور محفوظ رکھا۔ پھر کہتے ہیں کہ مجھ سے کسی وقت اِدھر اُدھر ہوگیا۔ لیکن چونکہ اِس کے ساتھ ایک واقعہ کا تعلق ہے، جو مجھے امۃ الرحمٰن صاحبہ نے خود سنایا تھا، اِس لیے اِس بے تکلفانہ لکھی ہوئی عبارت میں حضرت مسیح موعودؑ کے تعلق باللہ، تقویٰ، طہارت اور عبادت میں شغف پر روشنی پڑتی ہے۔ اِس لیے مَیں اِس کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

امۃ الرحمٰن صاحبہ نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اُمّ المومنین نے یہ تجربہ کرنا چاہا کہ دیکھیں کہ آنکھیں بند کر کے کاغذ پر لکھا جا سکتا ہے کہ نہیں۔ چنانچہ وہ پُرزہ کاغذ پکڑ کر اُس پر حضرت مسیح موعودؑ نے یہ عبارت لکھی، جو مجھے حرف بہ حرف یاد ہے۔ حضورؑ نے آنکھیں بند کرنے کی حالت میں جو لکھا، وہ یہ تھا کہ انسان کو چاہیے کہ ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور پنج وقت اُس کے حضور دعا کرتا رہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ پس یہ وہ معیار ہے، جس کی آپؑ نے ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو تلقین کی، آپؑ کو ہر وقت صرف یہی خیال رہتا تھا کہ میرے ماننے والے بلکہ ہر مومن انسان، ایسا ہو جس میں خدا خوفی ہو اور وہ ہمیشہ عبادت کی طرف توجہ رکھنے والا ہو۔

اِسی طرح حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ایک اور واقعہ بیان کیا ہے کہ میاں عبد اللہ صاحب سنوریؓ نے بتایا کہ حضرت صاحبؑ نے ۱۸۸۴ء میں ارادہ فرمایا تھا کہ قادیان سے باہر جا کر چلّہ کشی کریں اور ہندوستان کی سیر بھی کریں۔ پہلے سوجان پور ضلع گورداسپور میں جا کر خلوت میں رہنے کا ارادہ کیا لیکن بعد میں الہام ہوا کہ تمہاری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی۔ چنانچہ جنوری ۱۸۸۶ء میں ہوشیار پور جانے سے پہلے مجھے قادیان بلا لیا گیا اور شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کو خط لکھا گیا کہ مَیں دو ماہ کے لیے ہوشیار پور آنا چاہتا ہوں، شہر کے کنارے پر بالا خانہ والے مکان کا انتظام کیا جائے، اُنہوں نے اپنا ایک طویلے کے نام سے مشہور مکان خالی کر دیا۔ حضور بہلی میں بیٹھ کر دریائے بیاس کے راستے تشریف لے گئے۔ ساتھ میاں عبد اللہ، شیخ حامد علی اور فتح خان تھے۔ دریا عبور کرنے کے لیے کشتی لی، جب کشتی چل رہی تھی، تو حضورؑ نے فرمایا کہ میاں عبد اللہ کامل کی صحبت اس سفر دریا کی طرح ہے جس میں پار ہونے کی بھی اُمید ہے اور غرق ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے حضور کی یہ بات سرسری طور پر سنی لیکن بعد میں جب فتح خان مرتد ہوا تو یہ بات یاد آئی۔

حضورؑ نے بذریعہ دستی اشتہار اعلان کر دیا کہ چالیس دن تک مجھے کوئی صاحب ملنے نہ آئیں اور نہ کوئی صاحب مجھے دعوت کے لیے بُلائیں۔ ان چالیس دن کے گزرنے کے بعد مَیں بیس دن اور ٹھہروں گا، اِن بیس دنوں میں ملاقات اور سوال جواب کی اجازت ہوگی۔ ہمیں بھی حکم دیا کہ ڈیوڑھی کے اندر زنجیر ہر وقت لگی رہے اور گھر میں بھی کوئی شخص مجھے نہ بُلائے کوئی اُوپر نہ آئے، نماز بھی اُوپر ادا کروں گا، جُمعے کے لیے آپؑ نے یہ فرمایا کہ کوئی ویران سی مسجد تلاش کرو، جو شہر کے ایک طرف ہو، جہاں ہم علیحدگی میں نماز ادا کر سکیں۔

ایک دفعہ حضرت صاحبؑ نے مجھے فرمایا کہ میاں عبد اللہ! اِن دنوں میں مجھ پر بڑے بڑے خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھلے ہیں اور بعض اوقات دیر تک خدا تعالیٰ مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے، اگر اِن واقعات کو لکھا جاوے، تو وہ کئی ورق ہو جاویں۔ چنانچہ میاں عبد اللہ صاحب کہتے ہیں کہ پسر موعود کے متعلق الہامات بھی اِسی چلّے میں ہوئے تھے اور بعد چلّے کے ہوشیار پور سے ہی آپؑ نے اِس پیشگوئی کا اعلان فرمایا تھا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء کا اشتہار ہے، جو جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک خاص توارد ہے کہ آج ۲۰؍ فروری ہے اور پسر موعود کی پیشگوئی کے بڑی شان سے پُورا ہونے کا دن بھی ہے۔ وہ پسر موعود جو پیشگوئی کے مطابق پیدا ہوا، باون سالہ خلافت اُس کی قائم رہی اور اللہ تعالیٰ نے اُسے کامیابیوں سے نوازا۔ وہ ساری پیشگوئیاں، الہامات اور باتیں، جو پیشگوئی مصلح موعود میں تھیں، وہ سب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ میں پُوری ہوئیں۔ اور یہ توارد مَیں اِس لیے کہہ رہا ہوں کہ یہ واقعہ آج ہی کے دن میرے سامنے

آگیا، ورنہ آگے پیچھے بھی آسکتا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کی اِسی میں یہ حکمت تھی کہ آج کے دن ہی آئے اور مَیں بیان بھی کر دوں۔ اِس کے

آج کل جلسے بھی جماعت میں ہو رہے ہیں اور اُس سے تاریخ کا بھی پتا لگ جاتا ہے، ایم ٹی اے پر بھی پروگرام آرہے ہیں، اُن سے بھی تاریخ کا پتالگ جاتا ہے، اُنہیں دیکھنا چاہیے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے میاں عبداللہ سے دریافت کیا کہ حضرت صاحبؑ اِس خلوت کے زمانے میں کیا کرتے تھے اور کس طرح عبادت کرتے تھے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ ہمیں معلوم نہیں، کیونکہ آپ اُوپر بالا خانے میں رہتے تھے، بیان کرتے تھے کہ ایک دن جب مَیں کھانا رکھنے اُوپر گیا، تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے: بُوْرِكَ مَنْ فِيهَا وَمَنْ حَوْلَهَا اور تشریح فرمائی کہ مَنْ فِيْهَا سے مَیں مُراد ہوں یعنی حضرت مسیح موعودؑ اور مَنْ حَوْلَهَا سے تم لوگ مُراد ہو۔

اُن دنوں فتح خان بہت معتقد تھا اور کہتا تھا کہ مَیں حضرت صاحب کو نبی سمجھتا ہوں، لیکن جب اُسے ٹھوکر لگی تو وہ مرتد ہو گیا۔

اِس تناظر میں حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ اِس لیے انسان کو ہمیشہ اپنے انجام بخیر کی دعا اور اپنے ایمان کی مضبوطی کی کوشش کرتے رہنا چاہیے اور اِس کے لیے دعا بھی مانگنی چاہیے اور خاص طور پر اِن دعاؤں میں، جو رمضان میں کریں، یہ دعا بھی ہر ایک کو کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا انجام بخیر کرے اور ایمان میں مضبوط رکھے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اِسی طرح ایک اور واقعہ آپؑ کے نماز پڑھنے کے بارے میں ہے۔ بعض لوگ نماز کے فقہی مسائل کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ کس طرح ہاتھ باندھنے چاہئیں اور نماز کی مختلف حرکات کس طرح ہوں؟ میاں علی محمد صاحب، حضرت مسیح موعودؑ کے نماز کا طریق بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں نے حضور کو نماز سُنّت پڑھتے ہوئے دیکھا، حضور علیہ السلام نے ہاتھ ناف سے اُوپر باندھے ہوئے تھے اور دائیں ہاتھ کی درمیانی اُنگلی کُہنی تک پہنچتی تھی بلکہ کچھ پیچھے ہی رہتی تھی، سجدہ کرتے وقت آپؑ دونوں ہاتھوں کے درمیان ماتھا اور ناک زمین پر رکھتے تھے اور اُنگلیاں سیدھی کعبے کی سمت ہوتی تھیں اور جب آپؑ سجدے سے اُٹھتے تھے، تو کیونکہ آپؑ کی دستارِ مبارک ڈھیلی ہوتی تھی، پیچھے ہٹ جاتی تھی، اُس کو اُنگلی سے سیدھا کر لیتے تھے۔

اِسی طرح حضرت بھائی چودھری عبدالرحمٰن صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور تہجد کی نماز بڑی عاجزی سے پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ چھوٹی مسجد کے سامنے والی کوٹھڑی میں بھی آواز سنائی دیتی تھی۔ حضورؑ کا معمول تھا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کو بار بار دُہراتے تھے۔ پس یہ دعا ہمیں بھی دُہرانی چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ہدایت پر قائم رکھے۔

حضرت ماسٹر نذیر حسین صاحب آپؑ کی تہجّد کی نماز کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رات کے کوئی تین بجے حضور کو دیکھا، تو حضور نماز پڑھ رہے تھے، مَیں بھی وضو کر کے حضور کے پیچھے کچھ فاصلے پر نماز پڑھنے لگ گیا۔ اور مَیں نے بہت کوشش کی کہ حضور جتنا قیام یا رکوع یا سجدہ کرنے کی کوشش کروں، مگر نہ کر سکا، صرف دو رکعتوں میں ہی مَیں سخت تھک گیا اور حضور ابھی اُسی رکعت میں ہی تھے، جس میں خاکسار شامل ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ دن کے وقت جب حضور کے گرد ہم بیٹھے ہوئے تھے اور حضور جماعت کو تہجّد پڑھنے کی تاکید فرما رہے تھے، تو خاکسار نے عرض کیا کہ اگر تہجد نہ پڑھی جائے، تو پھر کم از کم کیا کیا جائے؟ اِس پر حضور نے فرمایا کہ اُس وقت اِستغفار کثرت سے پڑھے، خدا کی تسبیح و تحمید کثرت سے کرے، اِس سے پھر تہجّد پڑھنے کی توفیق مِل جاتی ہے۔

حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ اب یہ جو دعائیں آپؑ نے سکھائیں، اِس لیے نہیں کہ تہجد کا متبادل ہو جائیں گی، بلکہ اِس لیے کہ اِن سے تہجد پڑھنے کی توفیق ملے گی۔ پس یہ وہ نسخہ ہے کہ جسے ہمیں بھی سُستی کے دنوں میں اپنانا چاہیے۔

آج کل ہم رمضان سے گزر رہے ہیں اور تہجد کی کچھ نہ کچھ توفیق تو مِل ہی جاتی ہے، اگر نہیں بھی ملتی تو کوشش کرنی چاہیے، بے شک مسجد میں تراویح بھی پڑھائی جاتی ہے اور یہ کمزوروں یا ایسے لوگوں کے لیے جو صبح صحیح وقت پر اُٹھ نہیں سکتے یا زیادہ وقت نہیں دے سکتے، متبادل کے طور پر ہوتی ہے۔ لیکن یہ ایسا متبادل نہیں، جو پُورا حق ادا کر سکے، آنحضرتؐ کی سُنّت اور آپؑ کے غلامِ صادقؑ کا طریق تو یہی ہے کہ رات کو اُٹھ کر تہجد پڑھی جائے۔ اِس لیے چاہے تراویح پڑھ بھی لی ہو، کوشش یہ کرنی چاہیے کہ دو نفل یا چار نفل ہی سہی، لیکن نمازِ تہجد ضرور پڑھیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے یا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ سبحان اللّٰہ و بحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم بہت پڑھنا چاہیے۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اِس وجہ سے آپؑ اِسے بہت کثرت سے پڑھتے تھے حتّٰی کہ رات کو بستر پر کروٹ بدلتے ہوئے بھی یہی کلمہ آپؑ کی زبان پر ہوتا تھا۔

آپؑ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اختیار دے کہ خلوت اور جلوت میں سے تُو

کس کو پسند کرتا ہے، تو اُس پاک ذات کی قسم ہے کہ مَیں خلوت کو اختیار کروں۔ مجھے تو کشاں کشاں میدانِ عمل میں اُنہوں نے نکالا ہے۔ جو لذّت مجھے خلوت میں آتی ہے، اِس سے بجز خدا کے کون واقف ہے۔ مَیں تقریباً ۲۵؍ سال تک خلوت میں بیٹھا ہوں اور کبھی ایک لحظہ کے لیے نہیں چاہا کہ دربارِ شہرت کی کرسی پر بیٹھوں۔

حضورِ انور نے آخر پر فرمایا کہ آپؑ نے دوسری جگہ یہ بھی فرمایا ہوا ہے کہ دنیاداری بالکل ترک بھی نہیں کرنی، جو اللہ تعالیٰ نے انعامات دیے ہیں، اُن کی قدر بھی کرنی ہے، ہر ایک کو اپنے حالات بھی دیکھ کر دیکھنا چاہیے کہ دنیا میں اِتنے نہ ڈوب جائیں کہ بالکل ڈوب جائیں اور اِتنا تارک الدنیا بھی نہ ہوں کہ جو دنیا کے حقّ ہیں، وہ بھی ختم ہو جائیں۔ ایک سموئی ہوئی اسلام کی تعلیم ہے، اُس کو اختیار کرنا چاہیے، لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو کبھی نہیں چھوڑنا، اِس پہلو سے ہمیشہ بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ اِس رمضان میں ہمیں حقیقت میں عبادت کا بھی صحیح حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اپنی محبّت میں بھی ہمیں بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم زیادہ سے زیادہ اِس رمضان کا فیض اُٹھاتے رہیں اور بعد میں بھی اِس فیض کے اثرات ہم پر قائم رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ بنائے، جو حقیقی مومن اور ایک مسلمان کی نشانی ہے۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضورِ انور نے رمضان المبارک کی مناسبت سے دعاؤں کی تحریک فرمائی۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ ۲۷ فروری ۲۰۲۶ء

تمام انبیاء دنیا میں توحید کے قیام کے لیے آئے ہیں اور انہوں نے اپنی قوموں کو اس کی تعلیم دی۔ آنحضرت ﷺ بھی اسی پیغام کو لے کر آئے، اسی کام کو جاری رکھنے کے لیے آئے۔ توحید کی روح کو ہی اپنے ماننے والوں میں پیدا کرنے کے لیے آئے۔

آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر توحید کو قبول کرنے کے دلائل دیے ہیں۔ آپؐ نے شرک کے خلاف اگر جہاد کیا تو بغیر دلیل کے نہیں بلکہ شرک کی برائی سمجھائی اور اس کو سمجھا کر اس کے خلاف نفرت پیدا کی۔ آپؐ کی یہ تعلیم جس نے آپؐ کے ماننے والوں پر اثر کیا اس لیے پُر اثر تھی کہ خود آپؐ کا ہر قول و فعل اس کی حقیقی تصویر تھا۔ آپؐ کو فکر تھی کہ جس طرح دوسری قوموں نے اپنے انبیاء کو سجدے کی جگہ بنالیا ہے مسلم امّہ میں بھی یہ خوفناک گناہ پیدا نہ ہو جائے۔ قرآن کریم میں بار بار مختلف پہلوؤں سے ہمیں توحید کی تعلیم دی گئی ہے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ سورہ انبیاء میں فرماتا ہے: وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَيۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم اس کی طرف وحی کرتے تھے کہ یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّيۡنَ۔ تُو کہہ دے کہ مجھے تو حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے کروں۔

قرآن کریم کے آخر میں اللہ اپنی توحید کا اعلان فرماتا ہے کہ قُلۡ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ۔ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ۔ تُو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور اس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں ہر قسم کے شرک کے رد کا اعلان فرمایا۔

آنحضرت ﷺ کی فطرت ایسی پاکیزہ تھی کہ توحید کی محبت آپؐ کے رگ و ریشہ میں ودیعت کی گئی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے چند واقعات پیش کرتا ہوں۔

حضرت ام ایمنؓ بیان کرتی ہیں کہ بوانہ نامی ایک بت تھا جس کی قریش بہت تعظیم کرتے تھے۔ اس کے پاس حاضری دیتے۔ ابو طالب بھی وہاں اپنی قوم کے ساتھ جاتے اور رسول اللہ ﷺ کو بھی ساتھ لے کر جانا چاہتے مگر آپؐ انکار کر دیتے۔ ایک دفعہ اپنی پھوپھیوں کے بہت اصرار پر وہاں چلے گئے مگر سخت خوفزدہ ہو کر واپس آگئے اور کہا کہ مَیں نے وہاں ایک عجیب منظر دیکھا ہے۔ جوں ہی میں بت کے قریب جانے لگتا ہوں تو ایک سفید پوش شخص چلا کر کہتا تھا کہ اے محمدؐ! پیچھے رہو اور اس بت کو مت چھوؤ۔

بچپن میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ سفر شام کے دوران آپؐ کی ملاقات عیسائی راہب بحیرہ سے ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ایک سوال پر فرمایا تھا کہ مجھ سے لات اور عزّیٰ بتوں کے بارے میں مت پوچھو۔ خدا کی قسم! ان سے بڑھ کر مجھے اور کسی چیز سے نفرت نہیں۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لے کر ملک شام گئے تو اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک آدمی کے درمیان کسی معاملے میں اختلاف

ہو گیا۔ اس آدمی نے کہا: لات اور عزّیٰ کی قسم کھاؤ تو مَیں تمہاری بات مانوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ساری عمر ان کی قسم نہیں کھائی۔

بعثت سے قبل خدائے واحد کی عبادت کے لیے آپؐ غار حرا میں جایا کرتے تھے جو مکہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ آج کل اس کو جبل نور کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب چالیس برس کے ہوئے۔ ایک دن جبرائیلؑ نمودار ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی وحی نازل ہوئی جس کے ذریعے خدا تعالیٰ نے آپؐ کو مبعوث فرمایا۔ پہلی وحی کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو توحید باری تعالیٰ کی طرف بلانا شروع کیا اور شرک کے خلاف تعلیم دینے لگے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ اظہار سچائی کے لیے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔

اس فخر میں ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپؐ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔

جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اُتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت ﷺ کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر کہ آپ ایک ایسے زمانے میں مبعوث ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا۔ پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جب کہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے۔

بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعے اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے۔

افسوس! کہ آج اُمّت محمدیہ بھی توحید کے اعزاز کو بھولتی جارہی ہے جس کی تلقین ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ توحیدِ خالص کو بھولنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی صفات پر بھی وہ خالص ایمان نہیں رہا جو ایک مسلمان کا خاصہ ہونا چاہیے۔ ایسے میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو ماننے والوں کا کام ہے کہ توحید کو سمجھیں اور اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔

یہ عبادت کا خاص مہینہ ہے۔ رمضان میں اس کے لیے خاص طور پر کوشش ہونی چاہیے اور اس کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام زندگی میں جس طرح توحید کے قیام کے لیے کوشش کی اگر ہمیں آپؐ سے محبت کا دعویٰ ہے تو ہمیں اس کے لیے خاص کوشش کرنی پڑے گی۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ سے فرماتا ہے اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تُو دنیا کے کونے کونے کے لوگوں کو ڈرا لیکن پہلے اپنے عزیزوں کو ڈرا اس لیے کہ ان کا تجھ پر دہرا حق ہے۔ چنانچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کی تعمیل میں مکہ کے دستور کے مطابق کوہ صفا پر کھڑے ہو گئے اور مختلف قبائل کا نام لے کر بلانا شروع کیا۔ پہلے آپؐ نے آل غالب کو بلایا۔ پھر لوئی قبیلہ کو آواز دی۔ پھر آل مُرّہ کو آواز دی پھر آل کلاب، اہل قصی کو بلایا۔ یہاں تک سب لوگ جمع ہو گئے۔ جب اہل مکہ جمع ہو گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بہت بڑا لشکر جمع ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات مانو گے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں ہم آپ کی بات مانیں گے کیونکہ ہم نے ہمیشہ آپ کو راست باز یعنی سچا پایا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لوگو سنو! مَیں تمہیں ایک اہم خبر دیتا ہوں۔ مجھے اللہ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ تم اگر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔

آپؐ کا یہ کہنا تھا کہ ابولہب جوش سے کہنے لگا کہ نعوذ باللہ تجھ پر ہلاکت ہو۔ اتنی سی بات کے لیے تُو نے ہمیں اکٹھا کیا تھا۔ اور اسی طرح دوسرے لوگ استہزا کرتے ہوئے چلے گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ایک نبی یا رسول خدا کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اور اس کا فرقہ لوگوں کو ہونہار اور راست باز، باہمت اور ترقی کرنے والا دکھائی دیتا ہے تو اس کی نسبت موجود قوموں اور فرقوں کے دلوں میں ضرور ایک قسم کا بغض اور حسد پیدا ہو جاتا ہے۔ بالخصوص ہر ایک مذہب کے علماء اور گدی نشین تو بہت ہی بغض ظاہر کرتے ہیں کیونکہ اس مردِ خدا کے ظہور سے ان کی آمدنی اور وجاہتوں میں فرق آ جاتا ہے۔ ان کے شاگرد اُن کے دام سے نکلنا شروع کرتے ہیں کیونکہ تمام ایمانی اور اخلاقی اور علمی خوبیاں اس شخص میں پاتے ہیں جو خدا کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اور جو معزز خطاب اُن کے علماء کو دیے گئے تھے جیسے نجم الامہ اور شمس الامہ اور شیخ المشائخ وغیرہ اب وہ اُن کے لیے موزوں نہیں رہے۔ سو اہل عقل اُن سے منہ پھیر لیتے ہیں کیونکہ وہ اپنے ایمانوں کو ضائع کرنا نہیں چاہتے۔ ناچار ان نقصانوں کی وجہ سے علماء اور مشائخ کا فرقہ ہمیشہ نبیوں اور رسولوں سے حسد کرتا چلا جاتا ہے۔ یہی اسباب تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مشرکوں اور یہودیوں اور عیسائیوں کے عالموں کو حق کے قبول کرنے سے محروم رکھا بلکہ سخت عداوت پر آمادہ کیا۔ لہٰذا وہ اس

فکر میں لگ گئے کہ کسی طرح اسلام کو صفحہ دنیا سے مٹادیں اور چونکہ مسلمان اسلام کے ابتدائی زمانے میں تھوڑے تھے اس لیے ان کے مخالفوں نے مسلمانوں یعنی صحابہ سے سخت دشمنی کا برتاؤ کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: جب مخالفت تیز ہو گئی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ نے مکہ والوں کو خدا تعالیٰ کا یہ پیغام پہنچانا شروع کیا کہ اس دنیا کا پیدا کرنے والا خدا ایک ہے۔ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ سب نبی توحید کا اقرار کیا کرتے تھے اور اپنے ہم قوموں کو بھی اسی تعلیم کی طرف بلایا کرتے تھے۔ تم بھی خدائے واحد پر ایمان لاؤ۔ ان پتھروں کے بتوں کو چھوڑ دو یہ بالکل بے کار ہیں۔ تم دیکھتے نہیں کہ خدا تعالیٰ کی توحید کو چھوڑ کر تمہارے خیالات بھی گندے اور دل بھی تاریک ہو گئے۔ تم کو حلال و حرام کی تمیز نہیں رہی۔ اچھے اور برے میں امتیاز نہیں کر سکتے۔ اپنی ماؤں کی بے حرمتی کرتے ہو۔ اپنی بہنوں اور بیٹیوں پر ظلم کرتے ہو اور ان کے حق انہیں نہیں دیتے ہو۔ اپنی بیویوں سے تمہارا سلوک اچھا نہیں۔ یتامیٰ کے حق مارتے ہو اور بیواؤں سے برا سلوک کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ خدا کا قرب پانے کے لیے طریقہ یہ ہے کہ ہر حقدار کو اس کا حق دو۔ عورتوں کی عزت کرو اور ان کے حق ادا کرو۔ یتیموں کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھو اور ان کی خبر گیری کو اعلیٰ درجہ کی نیکی سمجھو۔ بیواؤں کا سہارا بنو۔ انصاف اور عدل ہی نہیں بلکہ رحم اور احسان کو اپنا شعار بناؤ۔ جب مکہ کے لوگوں کی رغبت اسلام کی طرف بڑھنے لگی تو ایک دن مکے کے سردار جمع ہو کر ابو طالب کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہمارے رئیس ہیں اور آپ کی خاطر ہم محمد ﷺ کو کچھ نہیں کہتے۔ اب وقت آگیا ہے کہ آپ کے ساتھ ہم آخری فیصلہ کریں۔ یا تو آپ اسے سمجھائیں اور پوچھیں کہ آخر وہ ہم سے کیا چاہتا ہے اور اگر اس کی خواہش عزت حاصل کرنے، دولت حاصل کرنے کی ہے تو ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ اگر وہ شادی کی خواہش رکھتا ہے تو مکے کی ہر لڑکی جو اسے پسند ہو اسے اس سے بیاہنے کو تیار ہیں۔ ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دے۔ اگر وہ ہماری تجویز نہ مانے تو پھر دو باتوں میں سے ایک ہو گی یا آپ کو اپنا بھتیجا چھوڑنا ہو گا یا قوم آپ کی ریاست سے انکار کر دے گی۔

ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلا کر کہا: اے میرے بھتیجے! میری قوم میرے پاس یہ پیغام لائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اے میرے چچا! مَیں یہ نہیں کہتا کہ آپ اپنی قوم کو چھوڑ دیں اور میرا ساتھ دیں۔ لیکن مجھے خدائے واحد لاشریک کی قسم ہے کہ اگر سورج کو میرے دائیں ہاتھ اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ پر لا کر کھڑا کر دیں تب بھی میں خدا تعالیٰ کی توحید کا وعظ کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ میں اپنے کام میں لگا رہوں گا جب تک خدا مجھے موت دے دے۔ اخلاص سے بھرا ہوا یہ جواب ابو طالب کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی تھا۔ انہوں نے کہا اے میرے بھتیجے! جا اور اپنا فرض ادا کرتا رہ۔ قوم اگر مجھے چھوڑنا چاہتی ہے تو بے شک چھوڑ دیں میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔

توحید کے قیام کے لیے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے کفار مکہ کی طرف سے ہر قسم کے ظلم و ستم کو برداشت کیا۔ کفار مکہ کی طرح آج بھی جن قوموں میں یہ برائیاں ہیں وہ توحید سے دوری کی وجہ سے ہی ہے۔ ہمارا کام ہے کہ توحید کا اعلان کرتے رہیں اور جہاں توحید کے پیغام کو پہنچائیں، وہاں اپنی روحانی اور اخلاقی حالتوں میں بھی ایک واضح تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ ۶ مارچ ۲۰۲۶ء

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ
يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو پیغام لائے اس کا مقصد خدائے واحد و یگانہ پر ایمان لانا، اس کی عبادت کرنا، اس کی توحید کا قیام اور اس کے لیے کوشش کرنا اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کرنا ہے اور پھر ایک اُمّتِ واحدہ بن کر آپس میں بھائی بھائی بن کر رہنا ہے۔ لیکن آج اس دعوے کے باوجود کہ ہم کلمہ گو ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر یقین رکھتے ہیں ہمارے اندر پھاڑ ہے اور اکائی نہیں۔ ہمارے اعمال وہ نہیں ہیں جس تعلیم کا ہم دعویٰ کرتے ہیں۔ نتیجۃً اگر ہم مسلم دنیا کی موجودہ حالت پر غور کریں تو وہ انتہائی قابل فکر ہے۔

اگرچہ بعض اسلامی ممالک کے پاس قدرتی وسائل اور دولت بھی ہے لیکن اس کے باوجود دنیا کی طاقتوں کے سامنے نہ ان کا کوئی خاص مقام ہے اور نہ دین کی ترقی کے لیے ان کا کوئی خاص کردار ہے اور نہ ہی اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے وہ کوشش نظر آتی ہے جو ہونی چاہیے۔ اس کا نتیجہ بالکل ظاہر ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کئی مرتبہ کہا ہے کہ پھر غیر اس صورتحال سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

پس مسلمان حکومتوں، سیاست دانوں اور بادشاہتوں کو چاہیے کہ صرف وہ اپنے

ذاتی مفادات حاصل کرنے کی بجائے یہ کوشش کریں کہ ہم نے بحیثیت ملّتِ اسلامیہ ایک ہونا ہے اور اس کے لیے ہم نے بھرپور کوشش کرنی ہے۔ جب ایسا ہوگا تبھی ہم دنیا کے حملوں سے بچ سکیں گے۔ تبھی اپنا وقار قائم کر سکیں گے اور تبھی اسلام مخالف طاقتوں کو اپنے اندر پھاڑ ڈالنے سے روک سکیں گے۔ اس کے لیے ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں کیا انتظام فرمایا ہے۔ وہ کون سا الٰہی انتظام ہے جس پر اگر ہم عمل کریں یا اس کو مانیں تو ہم ان باتوں سے بچ سکتے ہیں اور ایک ملّتِ واحدہ بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وہ انتظام یہ ہے کہ اس نے مسیح موعود کو بھیجا تا کہ وہ ایک اُمّتِ واحدہ بنائے۔

پس ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے۔ جب ہم اس بارے میں سوچیں گے۔ اسلامی دنیا کے یہ مسلمان ممالک اس بات پہ سوچیں گے تبھی اپنے خلاف اٹھنے والے فتنوں اور فسادوں سے بچ سکیں گے۔ بہرحال احمدی ہونے کی حیثیت سے ہماری تو یہی کوشش اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلم اُمّت کو ایک کرے اور انہیں ان فسادوں اور مظالم سے بچائے جن میں وہ آج کل پِس رہے ہیں۔

دنیا کے حالات کے بارے میں ایک عرصے سے میں کہہ رہا ہوں۔ پہلے تو یہ خیال تھا کہ شاید صرف یورپ اور دیگر مغربی ممالک ان حالات کی وجہ بنیں گے لیکن وہ تو اس کی وجہ بن ہی رہے ہیں لیکن خود اسلامی ممالک بھی اس کی وجہ بنے ہوئے ہیں۔ اس کے لیے ان مغربی طاقتوں نے ہی پہلے اسلامی ممالک میں فساد پیدا کروایا اور پھر آہستہ آہستہ اس فساد کو ہوا دیتے ہوئے اسے ایک سے دوسرے ملک تک پھیلاتے چلے گئے۔ اس کے پیچھے ان کے کیا منصوبے ہیں؟ یہ بالکل ظاہر ہے کہ وہ اپنی طاقت کے ذریعے سے ان ممالک کے وسائل پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور انہیں اپنے زیر استعمال لانا چاہتے ہیں۔ اگرچہ بعض عرب ممالک کے پاس دولت بھی ہے جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا لیکن اس کے باوجود یہ مغربی طاقتیں انہیں اپنا زیر نگیں بنائے ہوئے ہیں۔ بہرحال مَیں جو باتیں ایک عرصے سے کرتا آرہا ہوں ان لوگوں کے سامنے، غیروں کے سامنے اور اپنوں کے سامنے بھی آج ان کے نتائج ہم بہت کھل کر دیکھ رہے ہیں۔

ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ دجالی طاقتیں ہم مسلمانوں کو کبھی امن اور سکون سے رہتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتیں۔ ان کا اصل ایجنڈا ہی یہی ہے کہ مسلم دنیا میں ہمیشہ فساد پیدا کیا جاتا رہے۔ دجالی طاقتیں ہمیشہ یہ دھوکا دیتی رہی ہیں کہ عرب ممالک میں جہاں تیل کی دولت یا دوسرے وسائل ہیں ہم امن کے قیام کے لیے تم سے معاہدہ کرتے ہیں لیکن درحقیقت ان کے اندرونی منصوبے کچھ اَور تھے جو آج کھل کر سامنے آ چکے ہیں۔

پس ہمارا کام یہ ہے کہ آج دعاؤں کے ذریعے خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکیں اور مسلم دنیا کے لیے خاص دعا کریں۔ اس کی اس وقت بہت ضرورت ہے۔

آج کل کی یہ جنگ جو مڈل ایسٹ میں ہو رہی ہے، کا جائزہ لینے سے ہم دیکھتے ہیں اور یہ بات بڑی واضح ہوتی ہے کہ امریکہ نے بہت سارے مسلم ممالک میں اپنے فوجی اڈّے قائم کیے ہوئے ہیں لیکن کس لیے؟ اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا ان ممالک کی حفاظت کے لیے؟ آخر ان عرب ممالک کو خطرہ کس سے تھا؟ ان طاقتوں نے خود ہی خطرات پیدا کیے اور پھر یہ تصوّر قائم کیا کہ تم لوگوں کو خطرہ ہے اس لیے تمہاری حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ ان اڈّوں کو قائم کیا جائے۔ اور جس سے مسلمانوں کو خطرہ تھا اس کے خلاف تو ہو سکتا ہے کہ یہ کبھی اپنی طاقت یا ہتھیار استعمال بھی نہیں کریں گے۔ یا پھر ان کی طرف سے مسلمانوں کو اس بات پر قائل کیا گیا کہ ہمیں اڈّے فراہم کرو، ہم تمہارے مفادات اور تجارت کو فائدہ دیں گے۔ حالانکہ ان کا اصل مقصد اس ریجن میں اور اس علاقے میں یہ تھا کہ جو ان کی اپنی مخالف طاقتیں ہیں ان کے مقابلے میں مضبوط بنیادوں پر اپنی موجودگی کو قائم رکھا جائے۔ اگر عرب ممالک کو کوئی خطرہ تھا بھی تو وہ ان طاقتوں کا اپنا ہی پیدا کردہ تھا ورنہ تو ان کے آپس میں کوئی ایسے خطرے کی بات نہیں تھی۔ بہرحال انہوں نے یہ اڈّے اس لیے قائم کیے تاکہ ریجن میں ان کی برتری قائم رہے۔ غیر اسلامی دنیا پر بھی اور اسلامی دنیا پر بھی اپنی برتری قائم کرنا چاہتے تھے۔ ایران تو ہمیشہ سے ان لوگوں کو کھٹکتا رہتا تھا اور عقائد کے اختلاف کی وجہ سے بعض مسلمان ممالک بھی ان کے مخالف تھے جس کا ان طاقتوں نے پھر فائدہ اٹھایا۔ چونکہ اسرائیل کے خلاف ایران کی پالیسی زیادہ سخت تھی اس لیے انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ عرب ممالک کو کسی طرح رام کر کے وہاں اڈّے قائم کیے جائیں تا کہ اسرائیل کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے اور ایران کو خوفزدہ کرنے کے لیے اپنی موجودگی قائم رکھی جائے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے اور ہم اس کا نتیجہ دیکھ بھی چکے ہیں کہ ان اڈّوں کی وجہ سے عرب ممالک پر بھی حملے کے امکانات تھے جو بالآخر ہوئے اور ان کی معیشت بھی تباہ ہوئی۔ جہاں تیل کی دولت ہے یا tourism ہے ان پر منفی اثرات پڑ رہے ہیں اور پڑے۔ اس صورتحال کا فائدہ بھی انہی طاقتوں کو ہوا ہے اور آئندہ بھی ہوگا کیونکہ جب جنگ ہوتی ہے اور معیشت متاثر ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ مخالف فریق بھی جوابی حملہ کرتا ہے اور دوسروں کے اڈّوں کو تباہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ چونکہ ان کی ایران کے ساتھ جنگ تھی اس لیے ایران نے بھی وہی کیا جو آج ہمیں نظر آرہا ہے کہ اس نے عرب ممالک میں موجود امریکی اڈّوں کو نشانہ بنایا اور انہیں تباہ کیا یا نقصان پہنچایا۔ ایک عرب جرنلسٹ نے کل ہی لکھا ہے کہ عربوں کو محتاط رہنا چاہیے کیونکہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ یہ سب حملہ ایران کر رہا ہے، یہ ایران نہیں کر رہا بلکہ امریکہ اور اسرائیل خود بھی کر سکتے ہیں۔ اگر پہلے ایران نے کیے بھی ہیں تو اب ان سے فائدہ اٹھا کے وہ کریں گے اور

بعض حملوں کی ایران نے تردید بھی کی ہے۔ اور اس نے یہاں تک بھی لکھ دیا ہے کہ ممکن ہے کہ ایک وقت میں امریکہ اور اسرائیل اس جنگ سے نکل جائیں اور یہ مسلم دنیا آپس میں لڑتی رہے جو وہ چاہتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے عراق کی جنگ کے دوران بھی یہ تنبیہ فرمائی تھی کہ اب یہ فساد دنیا میں پھیلتا چلا جائے گا۔(ماخوذ از خلیج کا بحران صفحہ 29، 76) کاش کہ مسلمان دنیا اس بات کو سمجھے۔

اب جائزہ لے لیں کہ عراق کی جنگ کے ساتھ ہی دوسرے مسلمان ممالک میں بھی بدامنی پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان میں فساد پیدا کیا گیا ہے اور اس کے بعد سے دوسرے مسلمان ملکوں میں بھی مسلسل بدامنی پیدا ہو رہی ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان دنیا میں بعض مسلمان ملک ہی ایک دوسرے کے خلاف لڑ بھی رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ بدامنی انہی مغربی طاقتوں کی پھیلائی ہوئی ہے اور بظاہر اس کے رکنے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص تقدیر ہو اور اس کے لیے بھی بہر حال ان کو کوشش کرنی پڑے گی۔ اس کے لیے بہر حال ہمیں دعائیں بھی کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ مسلم دنیا کو اس بدامنی اور فساد سے بچائے اور محفوظ رکھے اور مسلمان دنیا اور مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ پُرامن ہو جائیں اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں۔ یہی ان کی اسلامی تعلیم ہے نہ یہ کہ وہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے والے ہوں۔

پس ہمارا یہی کام ہے اور ہم ایک عرصے سے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہم نے اپنوں اور غیروں دونوں کو ظلم سے روکنے کے لیے آگاہی دینی ہے، ان کو ہوشیار کرنا ہے کیونکہ یہ ظلم اب جس طرح روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اس سے لگ رہا ہے کہ وسیع پیمانے پر جنگِ عظیم ہونی ہے بلکہ بعض مغربی تبصرہ نگاروں کے نزدیک تو عالمی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ مَیں بھی یہی کہتا ہوں کہ شروع ہو چکی ہے۔ لیکن اگر اب بھی مسلمان دنیا عقل سے کام لے، ہوش کرے، ایک ہو جائے اور آپس میں سر جوڑ لے تو وہ اب بھی دجال کے فتنوں سے محفوظ رہ سکتی ہے۔

دنیا کا جائزہ لے کر دیکھیں تو اس وقت خطرہ بہت بڑا ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ ہر ایک کے اپنے مفادات ہیں اور جب انتہا درجے کی خود غرضی پیدا ہو جائے تو پھر انسان کچھ اَور نہیں سوچتا صرف اپنے بارے میں سوچتا ہے۔

پس ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ اگر دنیا میں فساد کم کرنا ہے تو یہ صرف اپنا حق لینے سے کم نہیں ہو گا بلکہ حق دینا بھی پڑے گا۔ اگر مسلمان دنیا اس بات کو سمجھ لے اور مغربی اور بڑی طاقتوں میں موجود اپنے ہمدردوں سے کہے کہ امن کے قیام کے لیے تمہیں بھی اپنے کچھ حقوق چھوڑنے پڑیں گے بلکہ حقوق کیا چھوڑنے پڑیں گے وہ تو خود دوسروں کے حقوق غصب کر رہے ہیں۔ انہیں یہ بتانا ہو گا کہ تمہیں بھی انصاف سے کام لینا ہو گا تب ہی ہم دنیا میں امن قائم کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے جیسا کہ مَیں نے کہا مَیں ایک عرصے سے لوگوں کو توجہ دلا تا رہا ہوں۔ وہی لوگ جو اس وقت میری باتیں سن کے کہا کرتے تھے کہ تم دنیا کے بارے میں بہت مایوس کن باتیں کرتے ہو، منفی قسم کا تصوّر رکھتے ہو کہ دنیا خطرناک جنگ میں شامل ہو جائے گی آج وہی لوگ خود کہنے لگ گئے ہیں کہ چند سال پہلے جس چیز کو ہم ناممکن سمجھتے تھے اب وہی چیز ممکن بن گئی ہے اور جنگیں شروع ہو چکی ہیں۔

ان کے اپنے تجزیہ نگار جو امریکہ اور یورپ میں بیٹھے ہیں اب یہ لکھنے لگ گئے ہیں کہ جنگ عظیم کی شروعات ہو چکی ہیں جیسا کہ پہلے میں نے کہا اور یہ بڑھتی چلی جائے گی اور جب تک یہ لوگ اپنے غلط قسم کے مفادات کے حصول کے لیے کوششیں کرتے رہیں گے اس خطرے میں کمی ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ جب جنگ ہوتی ہے تو نقصان دونوں طرف کا ہوتا ہے۔ اب مشرق وسطیٰ میں جو جنگ ہو رہی ہے کہنے کو تو یہ جنگ امریکہ نے ایران پر حملہ کر کے شروع کی ہے لیکن ایران نے واضح طور پر پہلے وارننگ دی تھی کہ اگر ہم پہ حملہ ہوا تو عرب ممالک میں امریکہ کے جو اڈے ہیں جو انہوں نے کسی خاص مقصد کے لیے بنائے تھے اور اب وہ مقصد حاصل بھی کر رہے ہیں ہم ان پر حملہ کریں گے۔ ایران نے واضح طور پر کہا تھا۔ پھر جب جنگ شروع ہوئی تو ایران پر بمباری ہوئی۔ ان کے شہروں کو تباہ و برباد کیا گیا۔ معصوموں اور بچوں کو مارا گیا۔ ان کے روحانی لیڈر کی رہائش گاہ پر حملہ کیا گیا۔ ان کے اکثر افراد خاندان کی زندگی کا خاتمہ کیا گیا۔ ان طاقتوں کا یہ خیال تھا اور یہ نعرے لگاتے تھے کہ ہم اس regime کو ختم کریں گے تو پھر ایرانیوں کو آزادی مل جائے گی۔ لیکن اس سے کیا اثر ہوا؟ جو کچھ تھوڑے بہت مخالف بھی تھے وہ بھی اب ان کے حق میں ہو گئے۔ اور اس لیڈر کو جن کا نام خامنہ ای صاحب ہے ان کو تو شہادت کا مقام مل گیا۔ اور اس شہادت کے مقام کی وجہ سے قوم میں ان کی اَور عزّت بڑھ گئی۔

ان کے بچوں کو بھی مار دیا گیا، پورے خاندان کو مارا گیا۔ تو یہ ظلم جو ہوا اس سے regime change تو کیا ہونی تھی ان کی عزّت اور احترام اَور زیادہ بڑھ گیا ہے۔ بہر حال ایران نے بھی ردّ عمل کے طور پر عرب ممالک میں ان اڈوں پر حملہ کیا جو مغربی طاقتوں اور امریکہ کے اڈّے تھے۔ اس کے علاوہ بعض ایسی جگہیں بھی ہیں جیسے تیل کے کنویں وغیرہ ہیں جہاں امریکہ نے یہ دھمکی دینی شروع کر دی کہ ایران نے سعودی عرب کے فلاں تیل کے علاقے پر حملہ کیا تو ہم یوں کر دیں گے اور بعض جگہ کہا بھی کہ حملہ کر دیا ہے اس لیے ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے۔ اس پر ایران نے واضح کہا کہ نہ ہم نے ایسی جگہوں پہ حملہ کیا ہے اور نہ ہمارا ایسا کوئی ارادہ ہے۔ یہ مسلمانوں کے

دلوں میں مسلمانوں کے خلاف نفرتیں پیدا کرنے کی ایک اَور چال ہے۔ لڑائی تو پہلے ہی ہو رہی ہے۔ یہ کہہ کے صرف ان نفرتوں کو مزید ہوا دینے کی کوشش ہے اور جیسا کہ پہلے ایک جرنلسٹ کا میں نے بیان پڑھا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے یہ خود بھی نقصان پہنچائیں اور ایران کا نام لگا دیں۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے ایسے حالات میں مسلمان دنیا کو بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیے۔ لیکن ہم احمدی باوجود درد رکھنے کے مجبور ہیں ہم کچھ کر نہیں سکتے سوائے اس کے کہ انہیں ہوشیار کریں۔ ان کے لیے دعا کریں اور یہ بات سمجھانے کی کوشش کریں کہ جو ہو رہا ہے غلط ہو رہا ہے۔ مسلمان حکومتیں اب بھی سمجھ جائیں اور صرف اپنے ملکی مفادات کو نہیں بلکہ مسلم اُمّہ کے مفادات کو سامنے رکھیں اور کسی بھی قسم کی غدّاری کی مرتکب نہ ہوں۔ تو اب بھی ایک حد تک بچت ہو سکتی ہے۔

مشرق وسطیٰ کے جو عرب ممالک ہیں گو ان میں سے بعض کے پاس تیل کی دولت ہے لیکن نہ تو ان میں دفاعی صلاحیت ہے، نہ ہی ان کی صنعت ترقی کر رہی ہے۔ صرف تیل کی دولت یا بعض جگہوں پر tourism کے فروغ دینے سے اور اس کو develope کرنے سے ترقی نہیں ہو سکتی۔ ان کا مکمل انحصار مغربی دنیا اور مغربی طاقتوں پر ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ان کی اسی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مغربی طاقتوں نے وہاں اپنے اڈّے بنائے ہیں۔ پھر جب ایران کے خلاف جنگ شروع ہوئی تو ایران نے بھی عرب ملکوں پر حملے شروع کر دیے۔ نہ عرب ملکوں پر حملے نہیں کیے بلکہ امریکی اڈّوں پر حملے کیے ہیں لیکن اب عربوں کو یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ تمہارے پہ حملہ کیا ہے۔ جیسا کہ واضح ہے کہ اب یہ جنگ ایک خوفناک صورت اختیار کر چکی ہے۔ ایران کی طرف سے میزائل پھینکے جا رہے ہیں جنہیں intercept کرنے کے لیے امریکیوں نے اپنا ایک دفاعی نظام تو بنایا ہوا ہے لیکن تجزیہ نگار اب یہ لکھ رہے ہیں کہ اگر ایران پچاس ہزار ڈالر کا ایک میزائل پھینکتا ہے تو اسے تباہ کرنے پر آنے والا خرچ جو ہے جو میزائل اس کا توڑ کر رہے ہیں، وہ کئی ملین ڈالرز کا ہے۔ بعض تجزیہ نگار تو یہ لکھتے ہیں کہ معاشی لحاظ سے اس کا نقصان امریکہ کو ہو رہا ہے لیکن صرف یہ ایک خیال ہے۔ یہ طاقتیں پہلے ہی ہر چیز کا حساب رکھتی ہیں اور پورا جائزہ لیتی ہیں۔ انہوں نے یہ سب کچھ طے کیا ہوا ہے اور میرا خیال نہیں ہے کہ یہ طاقتیں کبھی یہ نقصان اپنے اوپر ڈالیں گی بلکہ وہ ان عرب ممالک سے ہی یہ رقم وصول کر رہی ہوں گی کہ ہم تمہارا دفاع کر رہے ہیں۔ ایک طرف تو ان کے تیل کے کنویں بند ہو رہے ہیں، مہنگائی بڑھ رہی ہے اور تیل کی پیداوار میں کمی آ رہی ہے تو دوسری طرف انہیں یہ نقصان بھی پورا کرنا پڑے گا جس سے ان کے ریزرو بہت کم ہو جائیں گے یا ختم ہو جائیں گے۔ آخر کار عرب دنیا کی معیشت کو بہت زیادہ نقصان ہو گا۔ گو کہ مغربی دنیا یا بڑی طاقتوں کو بھی نقصان ہو گا لیکن سب سے زیادہ نقصان عربوں کو پہنچے گا اور اس بات کو انہیں اب بھی سمجھنا چاہیے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ امریکہ کے موجودہ صدر اپنی پرانی حکومتوں کی پالیسی کو ہی عملی شکل دے رہے ہیں۔ یہ صرف آج کی حکومت کی پالیسی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ سے ان کی یہی پالیسی رہی ہے کہ جہاں دل چاہے وہاں کے وسائل پر زبردستی قبضہ کر لو اور پھر کسی نہ کسی بہانے سے اس کا جواز پیدا کرنے کی کوشش کرو کہ یہ وجہ ہوئی یا وہ وجہ ہوئی بلکہ اب تو آج امریکہ کے جو موجودہ وائس پریذیڈنٹ ہیں اس نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اگر فلاں ملک ہمارے ساتھ شامل نہیں ہوتا تو ہم زبردستی ان کے وسائل پر قبضہ کریں گے اور اسے اپنے ساتھ شامل کروائیں گے۔ جو ممالک جنگ میں شامل نہیں ہوتے ان پر پابندیاں لگائی جاتی ہیں sanction لگائی جاتی ہیں۔

پچھلے دنوں سپین کے وزیر اعظم نے یہ جرأت دکھائی اور کہا کہ ہم اس جنگ میں حصہ دار نہیں بنیں گے اور نہ ہی اپنے اڈّے دیں گے تو اسے دھمکی دی گئی کہ امریکہ تمہارے ساتھ تجارتی تعلقات ختم کر دے گا۔ یوں دھونس جما کر اور غلط طریقوں سے نقصان پہنچانے کی کوشش کر کے ممالک کو اور لوگوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ ان کے ساتھ شامل ہوں۔ اس صورتحال میں انصاف تو کہیں باقی نہیں رہا اور جب انصاف نہ رہے تو پھر تباہی آتی ہے اور ایسے خطرناک نتائج نکلتے ہیں جو اب پیدا ہو رہے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک نتائج اور بھیانک نتائج پیدا ہوں گے۔

گذشتہ دنوں یورپین پارلیمنٹ میں ان کی ایک ممبر پارلیمنٹ جو سپینش ہیں اور خاتون ہیں انہوں نے بڑا کھل کے وہاں بیان دیا کہ امریکہ کی کسی جنگ سے عورت کو آزادی نہیں ملی۔ کیونکہ عورت تھی تو انہوں نے عورت کا نکتہ اٹھایا۔ کہتی ہیں امریکیوں کا جو یہ دعویٰ ہے کہ ہم ایرانی عورتوں کی آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں تو یہ سب جھوٹ ہے اور کبھی اس سے ایرانی عورت کو آزادی نہیں ملے گی اور نہ کبھی امریکہ نے کسی عورت کی آزادی کے لیے جنگ لڑی ہے اور نہ اس کے ذریعہ ان کو آزادی دلانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ بہرحال خلاصہ یہ ہے کہ ان ملکوں میں گو امریکہ کی پہلے سے ہی ایک حد تک اجارہ داری تھی لیکن اب اس میں اسرائیل کو کھلے عام شامل کر کے اس اجارہ داری کو مضبوط تر کیا جا رہا ہے۔

عرب اور اسلامی ممالک یہ بات نہیں سمجھتے کہ زبردستی، دھونس، غلط طریقوں اور دجالی چالوں سے ہمیں ایک ایسی جگہ پھنسایا جا رہا ہے جہاں ہم اپنے ہی ایک مسلمان ملک سے جنگ کریں۔ مسلمانوں کو مسلمانوں سے ہی لڑایا جا رہا ہے۔

بہرحال اب روس اور چین بھی اپنا بلاک بنا رہے ہیں اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ بلاک جو اب بن رہے ہیں آئندہ بھی بنیں گے یا ان میں وسعت پیدا ہو گی اور مزید بنتے

چلے جائیں گے اور مضبوط ہوں گے۔ اسلامی دنیا اب جنگ کا میدان بنی رہے گی کیونکہ ان کے پاس ایسے وسائل ہیں جن پر یہ لوگ قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ کاش! مسلمان اس بات کو سمجھیں اور عقل کریں۔

اب یہ یعنی امریکہ اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ ہم نے ایران پر اس لیے حملہ کیا کیونکہ اس کا فلاں ارادہ تھا اگر وہ ایسا کرتا تو یوں ہو جاتا۔ ایٹم بم بنالیتا یا فلاں ہو جاتا۔ یعنی صرف ایک تصوّر پیدا کر کے جنگ شروع کر دی کہ اگر یوں ہوتا تو یہ ہو جاتا۔ یہ تو سراسر زبردستی والی بات ہے۔ اب تو خود ان کے اپنے مغربی تجزیہ نگاروں نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ایران کو تباہ کرنا یا اس سے جنگ کرنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا کہ یہ سمجھ رہے تھے۔ ایران ایک بڑا وسیع اور پھیلا ہوا ملک ہے۔ ان کے پاس کچھ نہ کچھ طاقت ہے اور یہ جنگ لمبی بھی چل سکتی ہے گو کہ اس کا نقصان پوری دنیا کی معیشت پر ہو گا لیکن مسلمان دنیا پر اس کا اثر بہت زیادہ ہو گا مگر پھر سب سے بڑی اور افسوسناک بات یہ ہے کہ اس میں مسلمان ہی مسلمان کا خون بہا رہا ہے۔ بہر حال مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔ سینکڑوں بچے مار دیے، سینکڑوں معصوم مار دیے۔ اگر مغربی ممالک کی طرف دیکھیں تو وہاں کے کالم نگار یہ لکھنے لگ گئے ہیں کہ اگر اسرائیل یا امریکہ میں یا کسی بھی مغربی ملک میں حملہ ہو اور ہمارے چند بچے مارے جائیں تو اخبارات میں کالم پر کالم لکھے جاتے ہیں اور کئی کئی دن لکھتے چلے جائیں گے لیکن یہاں ایک سکول پر بمباری کر کے سینکڑوں بچے مار دیے مگر وہاں کوئی کچھ کہنے والا نہیں۔ پہلے فلسطین میں یہ حال کیا اور اب ایران میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مسلمان کی جان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل دے کہ وہ عقل سے کام لیں۔ آپس میں مل بیٹھ کر مسائل حل کرنے کی کوشش کریں۔ جب وہ توحید کا دعویٰ کرنے والے ہیں تو انہیں توحید کے قیام کے لیے ایک ہونا چاہیے۔ یونہی الزام تراشیوں سے جھگڑے بنانے کی ضرورت کوئی نہیں ہے اور یہ کہہ دینا کہ فلاں کے عقائد کی وجہ سے جھگڑے بڑھ رہے ہیں، بعض دفعہ عقائد کی وجہ سے بھی جھگڑے بڑھ رہے ہوتے ہیں اور یہ تو عام ہوتا ہے۔ جو مرضی چاہیں وہ کریں مسلمانوں میں آپس میں جو چپقلشیں ہیں وہ اس وجہ سے بھی ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اتنے محتاط اور اتنے شفقت کرنے والے تھے کہ صحابہؓ نے بعض دفعہ آپؐ کے سامنے بیان کیا کہ فلاں شخص منافق ہے تو آپؐ نے فرمایا: جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے مَیں اسے کچھ نہیں کہہ سکتا اور تم بھی اسے منافق نہ کہو۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب المساجد فی البیوت، حدیث:425)

پس ذرا ذرا سی بات پر جھگڑے کرنا دراصل اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچانے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان دنیا کو اس کی بھی عقل دے۔ اب بھی وہ سمجھ جائیں۔ صرف عقائد کے اختلاف کی وجہ سے ایران کے خلاف نہ ہو جائیں۔

اسلام توحید کے قیام کے لیے آیا ہے۔ اس لیے اس کی کوشش کرنی چاہیے۔ بڑی طاقتوں کو اپنا خدا نہ سمجھیں کیونکہ ہمیشہ رہنے والی طاقت صرف خدا تعالیٰ کی ہے۔ اگر ان بڑی طاقتوں کو ہی سب کچھ سمجھ لیا تو پھر یہ لوگ ایک ایک کر کے تمام اسلامی دنیا پر قبضہ کر لیں گے اور یہ جو ظاہری حکومتیں ہیں یہ بھی ختم ہو جائیں گی۔ پس اب بھی وقت ہے ہوش کرنے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف جھکیں۔ ان دنیاداروں نے دنیا کا امن و سکون اور خاص طور پر مسلم دنیا کا امن و سکون برباد کیا ہے اور آئندہ بھی کریں گے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ

وَاِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَہُمَا ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰىہُمَا عَلَی الۡاُخۡرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیۡ تَبۡغِیۡ حَتّٰی تَفِیۡٓءَ اِلٰۤی اَمۡرِ اللّٰہِ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَہُمَا بِالۡعَدۡلِ وَاَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ۔ (الحجرات:10)

کہ اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں میں صلح کرا دو پھر اگر صلح ہو جانے کے بعد ان میں سے کوئی ایک دوسرے پر چڑھائی کرے تو سب مل کر اس چڑھائی کرنے والے کے خلاف جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پھر اگر وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے تو عدل کے ساتھ ان دونوں لڑنے والوں میں صلح کرا دو اور انصاف کو مد نظر رکھو۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

پس یہ وہ نقشہ ہے، یہ وہ نکتہ ہے جو گو کہ دنیا کے امن کے لیے بھی بہت ضروری ہے لیکن مسلمان دنیا کو تو خاص طور پر اس پر عمل کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کے لیے یہ واضح ہدایت فرمائی ہے۔ پس عدل اور انصاف کے تقاضے پورے کریں اور اسلامی ممالک کی جو تنظیم ہے وہ بھی اس میں اپنا کردار ادا کرے۔

یہ بات بھی واضح ہونی چاہیے کہ صلح کرواتے وقت اپنے ذاتی مفادات سامنے نہیں رکھنے بلکہ اصل مسئلے کا فیصلہ کرنا چاہیے کہ اس کی کیا وجوہات ہیں اور وجوہات تو وہی ہیں جو ہمیں صاف نظر آ رہی ہیں کہ دجالی طاقتیں ہمیں لڑانا چاہتی ہیں۔ اقوام متحدہ یو این وغیرہ جو بنی ہیں انہوں نے بھی کوئی مثبت کردار ادا نہیں کیا بلکہ اب تو خود یہ لوگ اس کے خلاف بولنے لگ گئے ہیں۔ پس اگر ہم ذاتی مفادات سے بالا ہو کر اپنے ملکی مفادات سے بالا ہو کر یہ کام کریں گے تو تب ہی ہم بچ سکتے ہیں ورنہ ہم ان دجالی طاقتوں کی گود میں چلے جائیں گے۔ پس سب مسلم ممالک کو سر جوڑ کر بیٹھنے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ اس آیت کے آگے فرماتا ہے کہ

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَ اَخَوَیۡکُمۡ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ

تُرْحَمُوْنَ۔(الحجرات:11) کہ مومنوں کا رشتہ آپس میں صرف بھائی بھائی کا ہے۔ پس تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان جو آپس میں لڑتے ہوں صلح کروادیا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اگر مسلمانوں میں اختلاف ہو بھی جائے جیسا کہ ایران اور بعض عرب ممالک کے درمیان کہا جاتا ہے کہ اختلاف ہے یا دوسرے مسلم ممالک میں اختلاف ہے تو انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ان کا آپس میں اصل تعلق اسلامی اخوّت اور بھائی چارے کا ہے۔ چھوٹے چھوٹے جھگڑے اس اسلامی اخوّت کو توڑنے کی وجہ نہیں بننے چاہئیں اور اس بات پر مسلمان ممالک کو خاص طور پر توجہ دینی چاہیے ورنہ جیسا کہ میں نے کہا کہ اسلام مخالف طاقتیں اس سے فائدہ اٹھائیں گی۔

پس عرب ممالک کو چاہیے اور ایران کی حکومت کو بھی چاہیے کہ وہ صلح کا حل نکالیں۔ چین اور بعض دوسرے ممالک جن میں پاکستان بھی شامل ہے انہوں نے صلح کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کی پیشکش کی ہے۔ کاش! کہ مسلم دنیا اس بات کو سمجھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے۔ بہرحال ہمارا کام تو یہی ہے کہ خاص طور پر مسلمان دنیا اور معصوموں کے لیے دعا کریں۔ رمضان کے مہینے میں خاص طور پر صرف اپنی ذاتی دعاؤں کی طرف توجہ نہ دیں بلکہ اُمّتِ مسلمہ کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے کہ دنیا میں اور خاص طور پر مسلم دنیا میں امن قائم ہو سکے۔ مسلمان مسلمان کی گردن کاٹنے والا نہ ہو۔ یہ لوگ جو آپس میں لڑ کر غلط طریقے سے ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں اس عمل سے وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بن رہے ہیں۔ ایسے لوگ نہ صرف اس جہان میں نقصان اٹھانے والے ہیں بلکہ اگلے جہان میں بھی نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔ اس لیے اس بات کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے ہمیں خاص طور پر دعا کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی رنگ میں دعاؤں کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

آج کچھ جنازہ غائب بھی مَیں پڑھاؤں گا۔ کچھ مرحومین کا میں ذکر کرتا ہوں۔ پہلا ذکر مکرمہ صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ کا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں اور ناصر محمد سیال صاحب مرحوم کی اہلیہ تھیں۔ چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ جو یہاں مبلغ بھی رہے ہیں ان کی بہو تھیں۔ تقریباً اَنانوے (89) سال کی عمر میں پچھلے دنوں ان کی وفات ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ یہ حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہؓ ام طاہر کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں اور حضرت مصلح موعودؓ کے بچوں میں بھی سب سے چھوٹی تھیں۔ ان کا نکاح حضرت مصلح موعودؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1955ء میں پڑھایا تھا اور حضورؓ کیونکہ بیمار تھے، بستر پر لیٹے ہوئے ہی آپؓ نے نکاح کا خطبہ دیا اور دعا کروائی اور چند گھر کے لوگ بیچ میں شامل تھے۔ لیکن لکھنے والے نے لکھا ہے کہ اس تقریب کے دوران اوّل سے آخر تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر ایک خاص کیفیت طاری رہی اور پھر حضرت مصلح موعودؓ نے ہی 1956ء میں ان کی شادی کی اور دعا سے ان کو رخصت کیا۔ ان کے چار بچے ہیں۔ ایک بیٹا ظاہر مصطفیٰ جو ان کا پہلا بیٹا ہے، جو انہوں نے اپنی ہمشیرہ صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ کو دے دیا تھا جنہوں نے بچپن سے ہی اس کو پالا ہے۔ بیٹی ہے یاسمین ملک۔ یہ بھی کینیڈا میں ہے۔ سعدیہ احمد، یہ یہاں یوکے میں رہتی ہیں۔ صوفیہ احمد یہ ربوہ میں ہیں۔ ناظر خدمت درویشاں مرزا صمد احمد کی اہلیہ ہیں۔ مکرم ناصر محمد سیال صاحب وقف زندگی تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جب فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ شروع کیا تو اس میں ان کو ریسرچ کے لیے لگایا۔ اس کے بعد جب ریسرچ انسٹیٹیوٹ بند ہو گیا تو پھر جماعت نے ان کو اجازت دے دی کہ اپنا کام کریں۔

ان کی بیٹی صوفیہ لکھتی ہیں کہ غریبوں کا خیال رکھنے والی تھیں۔ اَور لوگوں نے بھی مجھے لکھا ہے کہ ہمارا خیال رکھنے والی اور ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرنے والی تھیں۔ ان کے بچپن میں حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ ان کے بعض واقعات بھی ہیں، بعض خوابیں ہیں حضرت مصلح موعودؓ کی جن میں ان کا ذکر ہے۔ اس لحاظ سے ان کے ذکر کے ساتھ ہی کچھ پرانی تاریخ بھی آ جاتی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی اصول پرستی اور جماعتی کارکن کی عزّت کا آپ کو کتنا خیال ہے اس کا ایک گھریلو واقعہ انہوں نے خود بیان کیا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی جوتی باہر پڑی ہوتی تھی جو وہ صاف کر دیتے تھے۔ تو انہوں نے اپنی جوتی بھی وہاں رکھ دی۔ حضرت مصلح موعودؓ جوتی اٹھا کے لے آئے۔ اور کہا یہ کس کی جوتی ہے؟ خیر غصے میں تھے تو کوئی بولا نہیں۔ خیر آخر میں انہوں نے کہا اچھا بتاؤ کس کی ہے میں کچھ نہیں کہتا۔ تو انہوں نے حالانکہ یہ حضرت مصلح موعودؓ کی بڑی لاڈلی تھیں کہا کہ میری۔ حضرت مصلح موعودؓ نے کہا آئندہ سے تم اگر خود نہیں پالش کر سکتی تو مجھے دے دیا کرو مگر جماعتی کارکن سے پالش نہیں کروانی۔ بہرحال صدقہ خیرات دینے والی تھیں اور غریبوں کا خیال رکھنے والی تھیں۔ کہتی ہیں میں نے پرانے کھاتے ان کے کتابوں میں سے نکالے تو بہت سارے اخراجات غریبوں کی مدد کے لیے اس حساب میں لکھے ہوئے تھے جو باقاعدہ دیتی تھیں۔

جب یہ سات سال کی تھیں تو ان کی والدہ امّ طاہر حضرت مریم صاحبہؓ فوت ہو گئیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے لکھا ہے کہ "مرحومہ کو لے کر ہم شیخ بشیر احمد صاحب کے گھر پہنچے تو چھوٹی لڑکی امۃ الجمیل جو ان کی اور میری بہت لاڈلی تھی اور کل سات برس کی عمر کی ہے، اسے میں نے دیکھا کہ ہائے امی! ہائے امی! کہہ کر چیخیں مار کر رو رہی

ہے۔ میں اس بچی کے پاس گیا اور اسے کہا جمی! (ہم اسے جمی کہتے ہیں) لاڈ سے۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں میں نے اسے کہا کہ "امی اللہ میاں کے گھر گئی ہیں۔ وہاں ان کو زیادہ آرام ملے گا اور اللہ میاں کی یہی مرضی تھی کہ اب وہ وہاں چلی جائیں۔ دیکھو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے۔ تمہارے دادا جان فوت ہوگئے۔ کیا تمہاری امی ان سے بڑھ کر تھیں؟" پھر حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں: "میرے خدا کا سایہ اس بچی سے ایک منٹ کے لیے بھی جدا نہ ہو۔ میرے اس فقرہ کے بعد اس نے ماں کے لیے آج تک کوئی چیخ نہیں ماری اور یہ فقرہ سنتے ہی بالکل خاموش ہوگئی بلکہ دوسرے دن جنازے کے وقت جب اس کی بڑی بہن... صدمہ سے چیخ مار کر بے ہوش ہوگئی تو میری چھوٹی بیوی مریم صدیقہ کے پاس جاکر میری جمی ان سے کہنے لگی چھوٹی آپا!..." (حضرت مریم صدیقہ صاحبہ کو بچے چھوٹی آپا کہتے تھے) کہ "باجی کتنی پاگل ہے۔ ابا جان کہتے ہیں امی کے مرنے میں اللہ کی مرضی تھی یہ پھر بھی روتی ہے۔" پھر حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ "اے میرے ربّ! اے میرے ربّ! جس کی چھوٹی بچی نے تیری رضاء کے لیے اپنی ماں کی موت پر غم نہ کیا، کیا تُو اسے اگلے جہان میں ہر غم سے محفوظ نہ رکھے گا۔" پھر آپؓ نے حضرت مریم صاحبہ، حضرت ام طاہر صاحبہ کے لیے دعا کی کہ "اے میرے رحیم خدا! تجھ سے ایسی امید رکھنا تیرے بندوں کا حق ہے اور اس امید کا پورا کرنا تیرے شایانِ شان ہے۔"

(میری مریم، انوار العلوم، جلد 17 صفحہ 365-366)

بہرحال چندوں وغیرہ میں بڑی باقاعدہ تھیں۔ حصہ جائیداد اپنا پورا حساب صاف کر کے پہلے سے رکھا ہوا تھا اور ہمسایوں کی وفات پر ان کے گھروں میں کھانا باقاعدہ بھجوایا کرتی تھیں اور ہمیشہ آنے جانے والوں کو کہتی تھیں، مجھے بھی انہوں نے کئی دفعہ کہا کہ دعا کرو کہ میرا انجام بخیر ہو۔

ان کی نواسی نصرت کہتی ہیں کہ نانی نماز کے وقت سے پہلے ہی تیاری کر کے بیٹھ جاتیں اور بڑی بے تابی سے وقت کا انتظار کر رہی ہوتیں اور لمبی لمبی دعائیں کرتیں بلکہ انہوں نے فہرست بنائی تھی جن لوگوں کے لیے دعا کرنی ہے۔ کہتی ہیں مَیں بچپن میں چھوٹی عمر میں تھی تو اپنی نانی کی لمبی اور روتی ہوئی دعائیں سن کر گھبرا جاتی تھی لیکن بہرحال ان لوگوں کے لیے بھی دعا کیا کرتی تھیں۔

ہادی علی صاحب نے لکھا ہے جیسا کہ میں نے کہا ان کے ساتھ بعض پرانی یادیں بھی وابستہ ہیں، واقعات بھی ہیں، حضرت مصلح موعودؓ کی بعض رؤیا بھی ہیں۔ بہرحال ہادی علی صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ مَیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ کار پر سفر کر رہی تھی تو حضورؓ کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ کہتی ہیں مَیں نے دیکھا کہ حضرت مصلح موعودؓ انگلیوں پر بار بار کچھ گن رہے ہیں تو آپ نے پوچھا ابا جان! آپ کیا گن رہے ہیں؟ تو حضورؓ نے بتایا کہ میں دنیا کے تمام ملکوں میں اپنے مبلغین کی تعداد کے اندازے کر رہا ہوں اور مجھے ساری دنیا میں کم از کم اتنے لاکھ مبلغین چاہئیں تبھی ہم دنیا کو حقیقی اسلام سے آگاہ کر سکتے ہیں۔ تو یہ تڑپ تھی حضرت مصلح موعودؓ کی اور ان کی بعض روایتیں اس بارہ میں ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کا ایک رؤیا بھی ہے اور کیونکہ وہ ان کے حوالے سے ہے اس لیے بیان کرتا ہوں۔ جون 1948ء کا یہ رؤیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ جون میں مَیں ناصر آباد سندھ میں تھا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک مینار ہے بہت اونچا اور سفید، قادیان کے مینارے کی شکل کا، اس کی نچلی منزل کے اوپر کے چھجے پر دروازے کے پاس میری لڑکی امۃ الجمیل بیٹھی ہے اور بڑی بے تکلفی سے چھجے پر سے اس نے پیر لٹکائے ہوئے ہیں۔ اتنے میں میری نظر مینارے پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ مینارے کے سب سے اوپر کی منزل یعنی اس سے نچلی منزل کے دروازے میں سے ایک بہت بڑا سانپ جو کئی گز لمبا اور ڈیڑھ فٹ موٹا ہے سبز رنگ کا ہے وہ سر نکال کے نچلی منزل کی طرف آرہا ہے۔ اس سے اُترا اور اس طرح وہ نچلی منزل پہ آیا۔ مختصراً بیان کر دیتا ہوں۔ بیان تو کافی لمبا ہے اور حتّٰی کہ سب سے نچلی منزل سے اوپر کی منزل پر پہنچ گیا اور پھر اس نے نچلی منزل کی چھت کی طرف رخ کیا۔ اس وقت یہ خیال حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں میرے دل میں آیا کہ امۃ الجمیل چھجے پر دروازے کے پاس بیٹھی ہوئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ مڑ کر سانپ ان کو کاٹ لے۔ ساتھ ہی میں ڈرتا ہوں کہ اگر لڑکی ہلی تو گر جائے گی اسے چوٹ لگے گی۔ تب میں نے نہایت لجاجت سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنی شروع کی۔ اس کا یہ فقرہ مجھے یاد ہے کہ اَللّٰھُمَّ اَعِذْھَالِیْ وَلِلْجَمَاعَۃِ الْاَحْمَدِیَّۃِ وَلِغُرَبَائِھَا۔ کہ ہمارے اللہ! اس کو میری خاطر اور جماعت احمدیہ کی خاطر اور اس کے غرباء کی خاطر اس بلا سے نجات دے۔ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں عربی میں غرباء کے معنی مسافروں کے ہوتے ہیں اور اردو میں غرباء کے معنی مسکینوں کے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس جگہ اردو محاورہ استعمال کیا گیا ہے یا عربی محاورہ اور اس میں بعض مسافروں کی طرف بھی اشارہ ہے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ مَیں یہ دعا کرتا گیا اور میں نے دیکھا کہ امۃ الجمیل نے خود بخود خطرہ محسوس کر کے چھجے کی طرف سے سرکنا شروع کیا اور سرکتے سرکتے کئی گز وہ دروازے سے پرے ہٹ گئی اور اتنے میں سانپ اس دروازے سے اتر کر جمیل کی طرف متوجہ ہوا مگر پھر چونکہ وہ کچھ دور تھی اس لیے اس کا پیچھا نہیں کیا بلکہ زمین کی طرف اترنا شروع کیا۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ یہ رؤیا بظاہر بچی کے لیے نہایت مبارک ہے کہ اس میں دعا ہے۔ وہ میرے لیے ٹھنڈک کا موجب ہونے کے علاوہ جماعت اور غرباء کے لیے بھی مفید ہوگی۔ واللہ اعلم۔ (ماخوذ از رؤیا و کشوف سیدنا محمود، صفحات 416-417)(ماخوذ از الفضل، جلد 2 نمبر 287، مورخہ 19، دسمبر 1948ء صفحہ 3)

اَور بھی حضرت مصلح موعودؓ کی بعض رؤیا ہیں جن میں ان کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ جس کا ذکر کرنا ہے وہ ہالینڈ کے ڈاکٹر رشید احمد خان صاحب ہیں جو مکرم نظام الدین صاحب کے بیٹے تھے۔ گذشتہ دنوں اکانوے (91) سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور ان کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ ڈاکٹر رشید صاحب کے والد نظام الدین صاحب صوبہ سرحد کے سابق امیر ڈاکٹر فتح دین صاحب (بحوالہ صوبہ خیبر پختونخواہ (سابقہ صوبہ سرحد) میں احمدیت کا نفوذ صفحہ 107) کے چھوٹے بھائی تھے اور ان کے ذریعے سے ہی ان کے خاندان میں احمدیت آئی۔ 1905ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ میں ایک خطاب فرمایا اس وقت ڈاکٹر فتح دین صاحب سکول میں پڑھتے تھے۔ سکول کے اساتذہ نے طالب علموں کو سختی سے منع کیا تھا کہ کبھی بھی یہاں ان کی تقریر سننے نہ جانا۔ یہ جادوگر ہے اور تمہیں پھر قابو کر لے گا۔ ہمیشہ سے جو الزام نبیوں پہ لگایا جاتا ہے مولوی حضرت مسیح موعودؑ پر یہ الزام لگاتے تھے۔ بہرحال یہ کہتے ہیں فتح دین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خطاب سننے چلے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ دیکھ کر چھوٹی سی عمر میں ان کو یقین ہو گیا کہ یہ سچے ہیں۔ چنانچہ بعد میں تعلیم مکمل کر کے 1914ء میں حضرت خلیفة المسیح الاولؓ کے زمانے میں جا کے انہوں نے بیعت کی۔ بڑے نیک فطرت تھے۔ مرحوم رشید صاحب بھی بڑے نیک فطرت تھے۔ سلیم الطبع تھے۔ ملنسار تھے۔ خدا ترس تھے۔ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ دوسروں کے لیے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے تھے۔ بڑے نڈر اور شجاع تھے۔ خلافت کے شیدائی تھے اور ہر وقت ہر قربانی کے لیے تیار رہنے والے تھے۔ غریبوں کی کفالت، مستحقین کی مدد کسی کو بتائے بغیر کیا کرتے تھے۔ کئی نومبائعین جن پر مخالفین جھوٹے مقدمے بنا لیتے ان کی ضمانت کے لیے بھی آپ چلے جاتے اور فرقان فورس میں بھی شامل رہے۔ ان کو یہ بھی سعادت حاصل ہوئی کہ ان کو اور ان کے سسر عباس خان صاحب کو اور ان کے بھائی منظور صاحب کو صوبہ سرحد میں حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ نے وقف جدید کے تحت مختلف علاقوں میں بھجوایا اور یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ پرانے احمدی خاندانوں سے رابطہ بحال کریں اور تبلیغ کا کام سرانجام دیں۔ چنانچہ انہوں نے یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

تبلیغ کا ان کو بڑا شوق تھا۔ ایک دوست دولت خان صاحب کو تبلیغ کی تو انہوں نے بیعت کی۔ ان پر اس پر مقدمہ بھی شروع ہو گیا۔ ان پہ بھی مقدمہ ہو گیا اور ان کی گرفتاری بھی ہو گئی۔ ضمانت کے لیے کوئی سامنے نہیں آ رہا تھا۔ مچلکے قبول نہیں ہو رہے تھے تو رشید صاحب خود ہی اپنے داماد کو لے کے وہاں گئے۔ وہاں مولویوں کا پانچ ہزار کا جلوس تھا۔ انہوں نے ان پر پتھراؤ شروع کر دیا۔ ان کے داماد کے سر پر پتھر لگا پھر وہ گر گئے تو ان کو مارا۔ آخر ان کی وہیں شہادت ہو گئی اور پولیس نے بقول ان کے جو ان شیطانوں کا عمل ہے کہ ہم تو ثواب حاصل کر رہے ہیں۔ پھر پولیس نے بھی اس لاش کو ٹھڈے مارنے شروع کیے کہ ہم بھی ثواب حاصل کریں۔ بہرحال ان کو بھی مارا اور ان کے جسم کی تقریباً تمام ہڈیاں ہی توڑ دیں۔ بہت چوٹیں لگیں۔ ان کے نشان بعد میں بھی مَیں دیکھتا رہا ہوں۔ چہرے پر بھی نشان تھے اور بازو وغیرہ بھی مڑ جاتے تھے۔ انہی چوٹوں کی وجہ سے مڑے ہوئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو بچایا اور مار مار کے ان کو مردہ سمجھ کے چھوڑ گئے۔ بعد میں پولیس ان کی لاش کو لے کے جا رہی تھی۔ جب یہ ہسپتال کے قریب پہنچے تو انہوں نے کہا کہ میں زندہ ہوں اور مجھے فلاں جگہ پہنچا دو۔ بہرحال ڈاکٹروں نے انہیں دیکھا۔ ان کو بھی حیرت تھی کہ زندہ کس طرح ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ رکھنا تھا اس کے بعد ان چوٹوں کے باوجود تیس سال سے زائد یہ زندہ رہے اور بڑے active رہے اور بہرحال پولیس کو انہوں نے کہا کہ مجھے پشاور پہنچا دو اور وہاں پولیس مخالف بھی تھی، پہنچانا مشکل بھی تھا لیکن وہاں بعض لوگوں کو یہ بھی فائدہ ہو جاتا ہے کہ پیسے اگر دو پولیس کو تو کام بن جاتا ہے۔ تو انہوں نے کہا تم نے جو رقم مجھ سے لینی ہے لے لو تو مجھے پہنچا دو۔ بہرحال اس پر وہاں جو پولیس والا افسر تھا وہ مان گیا اور ان کو پشاور پہنچایا۔ پھر یہ ربوہ آئے ان کا علاج ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نئی زندگی دی۔ کہاں تو یہ تھا کہ ان کو مردہ خانے پہنچایا جا رہا تھا اور کہاں یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کے بعد بھی تیس سال تک زندہ رکھا اور بڑا active زندہ رکھا۔ ہالینڈ میں بھی رہے۔ وہاں جماعت کے کام بھی کرتے رہے۔ 74ء میں بھی ان پہ دشمنوں نے پستول تان لیا تھا تو اس وقت بھی انہوں نے بڑی جرأت سے کہا تھا۔ مولویوں کے یہ کہنے پر کہ کلمہ پڑھو، مسلمان ہو جاؤ تو انہوں نے کہا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں پہلے ہی پڑھتا ہوں۔ اسی پر میرا ایمان ہے اَور میں کس طرح مسلمان بنوں؟ انہوں نے کہا نہیں! مرزا صاحب کو گالیاں دو۔ انہوں نے کہا مَیں گالیاں تو نہیں دوں گا۔ یہ کوئی اسلام نہیں ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ میں تو درود پڑھنے والا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنے والا ہوں۔ مَیں اس قسم کی حرکتیں نہیں کر سکتا۔ پھر انہوں نے کہا کہ مَیں نے ان کو ایک صحابی کا واقعہ سنایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ اُحد میں شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو انہوں نے کہا میرے اور جنت کے درمیان تو ایک کھجور ہی حائل ہے اور اس کو اٹھا کے ایک طرف پھینک دیا اور دشمن کے اوپر تنہا حملہ آور ہوئے اور ان کے جسم کے ٹکڑے ہو گئے۔ یہ واقعہ کہتے ہیں مَیں نے ان کو سنایا اور مَیں نے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان تو یہ کھجور بھی ابھی حائل نہیں کیونکہ تم نے میرے سینے پہ بندوق

رکھی ہوئی ہے تم دبادو اور شہید کر دو لیکن مَیں یہ باتیں نہیں کروں گا جو تم کہتے ہو کہ مسیح موعودؑ کو گالیاں دو۔ اور بڑی جرأت کا انہوں نے مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے بچوں کو بھی نیکیاں قائم کرنے کی توفیق دے۔

تیسرا ذکر ہے مکرمہ زینب بی بی صاحبہ کا، جو بشیر احمد صاحب مرحوم سابق صدر جماعت اور امام مسجد چک 275 کرتارپور کی اہلیہ تھیں۔ گذشتہ دنوں پچاسی (85) سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور ان کے والد علی محمد صاحب خادم مسجد دار الذکر فیصل آباد تھے۔ بڑی دعاگو، تہجد گزار، نمازوں کی پابند، قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کرنے والی، مہمان نواز، خلافت کے ساتھ گہری عقیدت رکھنے والی، نیک فطرت خاتون تھیں۔ غریب لوگوں کی مدد بھی کیا کرتی تھیں اور خطبہ جمعہ بھی بڑی باقاعدگی سے سنتیں، گھر والوں کو بلا کر سناتیں۔ پسماندگان میں ان کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ کئی پوتے پوتیاں واقف زندگی ہیں۔ ان کی بیٹی امۃ الرشید صاحبہ جو طاہر احمد سیفی صاحب مبلغ سلسلہ کی اہلیہ ہیں جو لوساکا زیمبیا میں مبلغ سلسلہ ہیں۔ اور آج کل لوساکا میں ہی تھیں جب ان کی وفات ہوئی ہے تو وہ بیٹی بھی اپنی والدہ کی وفات پہ شامل نہیں ہو سکیں، جا نہیں سکیں، جنازہ نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ ۱۳ مارچ ۲۰۲۶ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالے سے دو جمعہ پہلے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت کے پہلو توحید کے لیے تڑپ کا ذکر کیا تھا۔ یہ وہ مقصد تھا جس کے قیام کے لیے آپؐ آئے اور اس کے لیے نہ صرف آپؐ کے اپنے قول و فعل سے تڑپ کا اظہار ہوتا ہے بلکہ آپؐ نے اپنے صحابہؓ میں، اپنے ماننے والوں میں بھی توحید کی خاطر ہر قربانی دینے کے لیے تیار رہنے کی ایسی روح پھونکی جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

آج بھی میں آپؐ کی سیرت کے اسی پہلو کا ذکر کروں گا اور اس حوالے سے بعض صحابہؓ کی قربانیوں کا بھی ذکر آجائے گا۔

ایک دفعہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ کیا تم ہمارے معبودوں کے بارے میں یہ بات نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اس پر وہ آپؐ کے گرد جمع ہو گئے۔ اس وقت کسی نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اپنے دوست کی خبر لو۔ حضرت ابوبکرؓ نکلے اور مسجد حرام میں پہنچے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں پایا کہ لوگ آپؐ کے ارد گرد اکٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا تمہارا بُرا ہو۔ کیا تم اس لیے اس شخص کو قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے؟ اس پر انہوں نے آنحضرت ﷺ کو تو چھوڑ دیا اور حضرت ابوبکرؓ کی طرف لپکے اور ان کو مارنے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی کہتی ہیں کہ آپ ہمارے پاس اس حالت میں آئے کہ آپ اپنے بالوں کو ہاتھ لگاتے تھے تو وہ آپ کے ہاتھ میں آجاتے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ آپ ﷺ بازار سے گزر رہے تھے تو مکہ کے اوباشوں کی ایک جماعت آپؐ کے گرد ہوگئی اور رستہ بھر آپؐ کی گردن پر یہ کہہ کر تھپڑ مارتی چلی گئی کہ لوگو یہ وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ آپؐ کے گھر میں ارد گرد کے گھروں سے متواتر پتھر پھینکے جاتے تھے، آپؐ کے گھر میں گندی چیزیں پھینکی جاتی تھیں۔ کھانا پکانے والی جگہوں میں بھی گندی چیزیں پھینکی جاتی تھیں۔ لیکن

ہزاروں ہزار درود ہوں آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر کہ توحید کے قیام کے لیے جو تڑپ آپؐ کے سینے میں موجزن تھی وہ کبھی بھی ایک لمحہ کے لیے کم نہ ہوئی اور ان ساری تکالیف کو گویا قلبی بشاشت کے ساتھ بڑی خوشی کے ساتھ قبول کیا اور پھر بھی بنی نوع انسان سے شفقت اور محبت میں ذرا برابر بھی کمی نہیں ہوئی۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ مسجد حرام میں کھڑے ہوئے اور مشرکین مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تم کہو: لا الٰہ الا اللہ۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑے۔ حارث بن ابی ہالہ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ حارث نے آپ کو بچانے کے لیے ان لوگوں سے لڑنا شروع کر دیا اور انہیں رسول اللہ ﷺ سے علیحدہ کر دیا۔ پھر وہ سارے ان پر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ انہیں شہید کر دیا۔

کفارِ مکہ نے تین سال تک آپؐ کو اور آپؐ کے خاندان والوں کو شعب ابی طالب میں اس طرح قید رکھا کہ ہر قسم کا سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا۔ جب یہ ختم ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے توحید کا پرچار پہلے سے بڑھ کر عام کر دیا۔

آپؐ کے سفر طائف کا بھی مشہور واقعہ ہے۔ وہاں آپؐ پر جو ظلم ہوا تاریخ میں مختلف حوالے سے بیان ہوا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے جب شعب

ابی طالب کا محاصرہ اٹھ گیا تو آنحضرت ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ طائف میں جا کر وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ آپ ﷺ نے طائف میں دس دن قیام کیا اور شہر کے بہت سے رؤساء سے یکے بعد دیگرے ملاقات کی مگر اس شہر کی قسمت میں بھی مکے کی طرح اس وقت اسلام لانا مقدر نہ تھا۔ آخر آپؐ نے طائف کے رئیس اعظم کے پاس جا کر اسلام کی دعوت دی مگر اس نے بھی صاف انکار کیا اور کہنے لگا بہتر ہو گا آپ یہاں سے چلے جائیں۔ اس کے بعد اس بدبخت نے شہر کے آوارہ آدمی آپؐ کے پیچھے لگا دیے۔ یہ لوگ شور کرتے ہوئے آپؐ کے پیچھے ہو لیے اور آپؐ پر پتھر برسانے شروع کیے جس سے آپؐ کا سارا بدن خون سے تربتر ہو گیا۔ طائف سے تین میل کے فاصلے پر مکے کے رئیس عتبہ بن ربیعہ کا ایک باغ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس میں آ کر پناہ لی اور ظالم لوگ تھک کر واپس لوٹ گئے۔ عتبہ نے اپنے ایک عیسائی غلام عداس کے ہاتھ آپؐ کو ایک کشتی میں انگور بھیجے۔ آپؐ نے عداس سے اس کا نام پوچھا اور کہا تم کہاں سے ہو؟ اس نے کہا میں نینوا سے ہوں۔ آپؐ نے فرمایا میں تمہاری بستی میں آنے والے نبی یونس بن متی کا بھائی ہوں۔ تھوڑی دیر آنحضرت ﷺ نے اس باغ میں آرام فرمایا اور پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم توحید کے قیام کے لیے مکے میں انفرادی اور اجتماعی تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ عرب کے بازاروں میں چلے جایا کرتے اور وہاں خدائے واحد لاشریک کی طرف آنے کا پیغام دیتے۔ مکہ سے باہر مختلف جگہوں پر لوگ اکٹھے ہوا کرتے تھے۔ انہیں اسواق العرب کہا جاتا تھا۔ ان میں عکاز، مجنّہ اور ذوالمجاز عرب کے بازار تھے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام حج میں عکاز اور مجنّہ کے میلوں میں جاتے اور لوگوں کو گھروں اور قیام گاہوں میں جا کر دعوت دیتے۔ آپؐ فرماتے کون ہے جو مجھے پناہ دے گا؟ کون ہے جو میری مدد کرے گا تاکہ میں اپنے ربّ کا پیغام پہنچا دوں۔

صحابہ کرامؓ پر بھی توحید کے قبول کرنے پر بہت ظلم ہوئے۔ قریش مکہ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ اسلام سے روکنے کی کوشش کرتے رہے اور دوسری طرف اسلام قبول کرنے والوں پر ظلم و بربریت کا وہ بازار گرم کیا اور ایسا وحشیانہ سلوک کیا کہ قلم میں تفصیل لکھنے کی طاقت نہیں۔ حضرت بلالؓ ایمان لائے تو ان کے مالک نے ان کو پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور ان پر سنگریزے اور گائے کی کھال ڈال دی اور کہنے لگے کہ تمہارا ربّ لات اور عزّیٰ ہے مگر آپؓ احد، احد ہی کہتے تھے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو سات اوقیہ یعنی ۲۸۰ درہم میں خرید کر آزاد کر دیا۔

قریش مکہ صرف مسلمانوں پر ہی ظلم نہ کرتے بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک بھی کسی طرح محفوظ نہ تھی۔ سب سے زیادہ اذیت اور دکھ اور تکلیف کا سامنا آنحضرت ﷺ کو کرنا پڑا۔ آپؐ کا نام محمد تھا۔ اس نام کو بگاڑ کر مذمم کہا جاتا یعنی نعوذ باللہ سب سے زیادہ مذمت کیا جانے والا۔ آپؐ کو کذاب اور جھوٹا کہا جاتا، فریبی، لالچی اور دھوکے باز کہا جاتا۔ پتھر مارے جاتے اور کبھی گندگی آپ پر ڈالی جاتی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اُس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی۔ اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اُس کی جان گداز ہوئی۔ اس لیے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اُس کے، کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریّت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اُس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔

اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔ وہ لوگ جو اس غلط خیال پر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاوے یا مرتد ہو جائے اور توحید پر قائم ہو اور خدا کو واحد لاشریک جانتا ہو وہ بھی نجات پا جائے گا اور ایمان نہ لانے یا مرتد ہونے سے اس کا کچھ بھی حرج نہ ہو گا... نجات تو دو امر پر موقوف ہے۔ (۱) ایک یہ کہ یقین کامل کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت پر ایمان لاوے۔ (۲) دوسرے یہ کہ ایسی کامل محبت حضرت احدیت جلّ شانہ کی اُس کے دل میں جاگزین ہو کہ جس کے استیلا اور غلبہ کا یہ نتیجہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت عین اُس کی راحت جان ہو جس کے بغیر وہ جی ہی نہ سکے اور اس کی محبت تمام اغیار کی محبتوں کو پامال اور معدوم کر دے یہی توحید حقیقی ہے کہ بجز متابعت ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ کیوں حاصل نہیں ہو سکتی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کی ذات غیب الغیب اور وراء الوراء اور نہایت مخفی واقع ہوئی ہے

جس کو عقول انسانیہ محض اپنی طاقت سے دریافت نہیں کر سکتیں اور کوئی برہان عقلی اس کے وجود پر قطعی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ عقل کی دوڑ اور سعی صرف اس حد تک ہے کہ اس عالم کی صنعتوں پر نظر کر کے صانع کی ضرورت محسوس کرے مگر ضرورت کا محسوس کرنا اور شے ہے اور اس درجہ عین الیقین تک پہنچنا کہ جس خدا کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے وہ در حقیقت موجود بھی ہے یہ اور بات ہے…پس یقیناً سمجھو کہ توحید یقینی محض نبی کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے دہریوں اور بدمذہبوں کو ہزارہا آسمانی نشان دکھلا کر خدا تعالیٰ کے وجود کا قائل کر دیا اور اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی کرنے والے اُن نشانوں کو دہریوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

پس ہمیں چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچا عشق کریں۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے غلام صادق کو توحید کے قیام کے لیے بھیجا ہے اور ہم نے آپ کی بیعت کی ہے۔ اس لیے ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اس کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ رمضان کے دنوں میں خاص طور پر ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ توحید کے قیام کے لیے ہم سب سے آگے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ امت مسلمہ کے لیے بھی دعا کریں یہ بھی حقیقی توحید کو سمجھنے والے ہوں اور اس پر عمل کرنے والے ہوں۔

آخر پر حضور انور نے مکرم ذکر اللہ تایو ایوب صاحب مربی سلسلہ نائیجیریا کا ذکر خیر فرمایا، نیز اس کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ آپ گذشتہ دنوں ۸۰/سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے۔ ۱۹۶۵ء میں ایک رؤیا کے ذریعہ بیعت کی۔ ۱۹۶۶ء میں مشنری ٹریننگ کالج گھانا میں داخلہ لیا۔ ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۷۰ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۷۹ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ پھر واپس نائیجیریا آئے اور خدمت کا آغاز کیا۔ مختلف مقامات پر خدمت کی توفیق ملی۔ نائب امیر بھی رہے، جامعہ احمدیہ نائیجیریا میں بطور پرنسپل بھی رہے۔ بہترین کھلاڑی بھی تھے۔ اچھے مصنف، ماہر لسانیات اور شاعر بھی تھے۔ نہایت مخلص، وفادار اور عاجز انسان تھے۔ (الفضل ڈاٹ آرگ، 16 مارچ2026ء)

خلاصۂ خطبۂ عید الفطر ۲۰ مارچ ۲۰۲۶ء

رمضان المبارک کے اختتام کے بعد آج مورخہ یکم شوّال برطانیہ میں عید الفطر منائی جارہی ہے۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ کا مرکزی اجتماع مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ میں منعقد ہوا جہاں پانچ ہزار سے زائد احباب جماعت نے شرکت کی۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہم آج رمضان کے مہینے سے گزر کر عید منا رہے ہیں۔ لیکن یہ عید رمضان المبارک سے گزر کر خدا تعالیٰ کے شکرانے کی خوشی کی عید ہونی چاہیے۔ بہت سے لوگوں کو تہجد پڑھنے کی توفیق ملی، بڑی تعداد کو تراویح پڑھنے، قرآن کریم کی تلاوت کرنے، درس سننے، ذکرِ الٰہی کرنے کی توفیق ملی۔ بعض لوگوں کو اعتکاف بیٹھنے کا بھی موقع ملا۔ رمضان ان ہی برکات کے حصول کا نام ہے۔ اگر رمضان میں بھی ان نیکیوں کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوئی تو ایسے لوگوں کے لیے عید محض ایک تہوار ہے، یہ حقیقی عید کا مقصد نہیں۔ یہ عید تو دراصل ایک شکرانے کی عید ہے اور مَیں امید کرتا ہوں کہ احمدیوں کی اکثریت نے اسی رنگ میں رمضان کا بابرکت مہینہ گزارا ہو گا تا کہ وہ تقویٰ اور رشد و ہدایت میں بڑھیں۔

سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہی پیغام دیا ہے کہ ہم نے ہمیشہ خدا تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی بنیادی صفات کا ذکر ہے، اس کی شکر گزاری کا طریق سکھایا گیا ہے۔ ہدایت مانگنے کے لیے دعا سکھائی گئی ہے۔ انعام یافتہ لوگوں میں شامل ہونے اور گمراہی اور غضب سے بچنے کے لیے دعا سکھلائی گئی ہے۔ اس دعا سے انسان کا مکمل انحصار خدا تعالیٰ پر ہو جاتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ پہل انسان کی طرف سے ہو۔ پس رمضان کے فیض سے حصہ پانے کے لیے انسان کو مسلسل کوشش کرنی ہوگی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کے متعلق فرماتے ہیں کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کو تقدم اس لیے ہے کہ انسان دعا کے وقت تمام قویٰ سے کام لے کر اللہ کی طرف آتا ہے۔ یہ ایک بے ادبی اور گستاخی ہے کہ قویٰ سے کام نہ لے کر اور قانونِ قدرت کے قواعد سے کام نہ لے کر آ گئے۔ مثلاً اگر کسان تخم ریزی سے پہلے ہی یہ دعا کرے کہ الٰہی! اس کھیت کو ہرا بھرا کر دے اور پھل لگا تو یہ شوخی اور ٹھٹھا ہے۔

فرمایا: یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا وہ اللہ کی آزمائش کرتا ہے اس لیے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے۔

بعض لوگوں کا خیال یہ ہوتا ہے کہ ہم نے رمضان میں جو نیکیاں کر دی ہیں اب

اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ وہ ساری زندگی نہیں تو کم از کم اگلے رمضان تک ہمیں ضرور اپنی رحمتوں سے نوازتا رہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے ہزار طریق اور ہیں تو کیا یہ ضروری ہے کہ اس سے مانگنے کے لیے ضرور بے ادبی کا طریق اختیار کیا جائے۔

یاد رکھو! روزے رکھنے کی توفیق بھی خدا سے ہی ملتی ہے۔ اگر ہم نے روزے رکھے ہیں تو ہم نے کوئی تکلیف نہیں اٹھائی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے جو ہمیں نیکی کا موقع دیا ہے۔

عید کے حوالے سے ہمیں یہی دعا کرنی چاہیے کہ اے خدا! تُو نے آج ہمیں عید منانے کی توفیق دی ہے ہمارے روزوں کے بعد تُو نے یہ فضل کیا ہے۔ پس اب اس رمضان سے جڑی وہ خوشیاں بھی ہمیں دکھا۔

ہماری اصل خوشی تو وہ ہو گی جب ہم تیری توحید اور تیری حکومت کو دنیا میں قائم ہوتا دیکھیں گے۔ آج مسلمانوں کی حالت قابلِ رحم ہے۔ پس جب ہم مسلمانوں کی حالت کو بدلتا ہوا دیکھیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام اور آپؐ کے غلام صادق کے مشن کو پورا ہوتا ہوا دیکھیں گے اور دجالی قوتوں کو ہارا ہوا دیکھیں گے تو تب ہی ہماری حقیقی عید ہو گی۔

سورہ فاتحہ کی آیات میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اے اللہ! ہم تو کمزور ہیں ہم تیری مدد کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتے۔ سورہ فاتحہ میں کبر اور غرور کو چھوڑنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! اپنے آپ کو مُردوں کی طرح سمجھو اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے قوت حاصل کرو۔

اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ میں نفس امارہ کی شر انگیزی کی شدت کی طرف اشارہ ہے جو نیکیوں کی طرف راغب ہونے سے دور بھاگتا ہے جیسے ان سدھی اونٹنی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ ذوق شوق، حضورِ قلب، بھرپور ایمان کے لیے، روحانی طور پر تیرے احکامات پر لبیک کہنے کے لیے سرور اور نور کے لیے اور معارف کے زیورات اور مسرت کے لباس سے دل کو آراستہ کرنے کے لیے تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں۔ تاہم تیرے فضل کے ساتھ یقین کے میدانوں میں سبقت لے جانے والے بن جائیں اور اپنے مقصد کو انتہا تک پہنچائیں۔

فرمایا: اے خدا! ہم تیری ذات کے سوا کسی چیز کی عبادت نہیں کرتے اور تجھے ہر چیز پر ترجیح دیتے ہیں اور تیرے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کر رہے۔ ہم تجھے واحد و یگانہ ماننے والوں میں سے ہیں۔ اس آیت میں خدائے عزّ و جلّ نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ یہ دعا تمام بھائیوں کے لیے ہے۔ اس دعا میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو باہمی مصالحت، اتحاد اور دوستی کی رغبت دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس دعا میں یہ بھی سکھایا ہے کہ اپنے آپ کو مشقت میں ڈال کر اپنے بھائی کی بھلائی چاہو۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر ایسا ہو تو بہت سے امیر لوگ غریبوں کا خیال رکھنے والے بن جائیں اور عیدیں غریب لوگوں کے لیے بھی خوشی اور مسرت کا باعث بن جائیں۔ جو کس مپرسی کی حالت میں ہیں اگر ان کے لیے بھی ہم اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کی دعا کریں گے تو بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہم بن جائیں گے۔ یہ بھی ایک عبادت ہے اور اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اپنے بھائی کے درمیان کوئی فرق نہ کرے اور پوری طرح اس کا خیر خواہ بن جائے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ تاکیدی حکم دیتا ہے کہ اے میرے بندو! بھائیوں اور محبوں کے ایک دوسرے کو تحائف دینے کی طرح ایک دوسرے کو دعا کا تحفہ دیا کرو۔

حضور انور نے فرمایا کہ یاد رکھیں کہ حقیقی عید اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے میں ہے اس کے ساتھ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آج کل مسلمانوں کی جو حالت ہے اور فتنہ و فساد کی وجہ سے جنگی حالات کی وجہ سے لوگ حکم پورا کرنے کے لیے تو عید کی نماز پڑھ رہے ہیں وگرنہ ظالمانہ حملوں کی وجہ سے ان کے گھر برباد ہیں۔ ان پر خوف کی حالت طاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ انہیں ظالموں کے ظلم سے بچائے۔ یہ دنیاوی خداؤں کے شکنجوں سے آزادی پانے والے ہوں۔ تمام دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کے لیے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ سب کی حفاظت فرمائے۔ جب ہم سب کو دعا میں شامل کریں گے تو ہماری دعائیں بھی قبول ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ وہ دن لائے کہ ساری دنیا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہرائے اور خدا کی توحید قائم ہو۔ اللہ کرے کہ یہ صرف زبانی عید نہ ہو بلکہ حقیقی معنوں میں مبارک عید ہو جائے۔ بعض ممالک میں کل عید ہو گی۔ ان کے لیے بھی اللہ تعالیٰ عید مبارک کرے اور اپنی حفاظت میں رکھے۔ خاص طور پر پاکستان میں اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ آمین۔ (الفضل ڈاٹ آرگ، 26 مارچ 2026ء)

خلاصۂ خطبۂ جمعہ ۲۰ مارچ ۲۰۲۶ء

آج عید کا خطبہ بھی مَیں نے دیا ہے، اِس لیے اِس وقت مَیں مختصر خطبہ دوں گا، اِس کے لیے مَیں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس لیا ہے۔ جس کی طرف ہمیں ہمیشہ توجہ دینی چاہیے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جس قدر وسیع ہوں وہ اُس کے مراتبِ عالیہ کا موجب ہوتے ہیں کیونکہ اُس کا نصب العین دین ہوتا ہے۔

اس تناظر میں حضورِ انور نے فرمایا کہ دنیا کے ساتھ تعلقات بھی اِس لیے اچھے ہوتے ہیں کہ مقصد اُن کا دین ہو، یہ مومن کی نشانی ہے۔

فرمایا: اور دنیا، اُس کا مال و جاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذّات نہ ہو، بلکہ حصولِ دنیا میں اصل غرض دین ہو۔

حضورِ انور نے اس اَمر پر زور دیتے ہوئے تصریح فرمائی کہ دنیا بھی کماؤ، تو غرض یہ ہونی چاہیے کہ ہمارا دین بہتر ہو، ہم نے دین کی خدمت کرنی ہے۔ دنیا بھی کمانی ہے، تو دین کی بہتری کے لیے نہ کہ غلط کام کر کے اپنی دنیا و آخرت بگاڑنے کے لیے بلکہ اپنی آخرت سنوانے کے لیے اور اپنا دین سنوارنے کے لیے ہمیں دنیا کمانی چاہیے۔

فرمایا کہ اور ایسے طور پر دنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔ جیسے انسان کسی جگہ سے دوسری جگہ جانے کے واسطے سفر کے لیے سواری اور زادِ راہ کو ساتھ لیتا ہے تو اُس کی اصل غرض منزلِ مقصود پر پہنچنا ہوتی ہے نہ خود سواری اور راستے کی ضروریات۔ اس مثال کی وضاحت کرتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ ساری چیزیں جو ہم ساتھ لیتے ہیں سفر میں، آسانیاں پیدا کرنے کے لیے، اُس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ آرام سے سفر کٹ جائے اور ہم منزلِ مقصود پر پہنچ جائیں نہ یہ کہ اُن سے ہم سفر میں لُطف انداز ہوں۔

فرمایا: اِسی طرح پر انسان دنیا کو حاصل کرے مگر دین کا خادم سمجھ کر۔

حضورِ انور نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا سکھائی ہے کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہ اَے اللہ! ہمیں دنیا کی حسنات سے بھی نواز اور آخرت کی حسنات سے بھی نواز۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا تعلیم فرمائی ہے کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً۔ اِس میں بھی دنیا کو مقدّم کیا ہے، لیکن کس دنیا کو؟ فرمایا: حَسَنَةُ الدُّنْيَا کو کہ جو آخرت میں حسنات کا موجب ہو جاوے۔ اسی ضمن میں حضورِ انور نے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ایسی دنیا جس کو حاصل کر کے آخرت میں بھی فائدہ ہو۔ ایسی دنیا کی چیزیں ملیں جو آخرت کی حسنات کا موجب ہو جائیں، نہ یہ کہ ہمیں آخرت میں شرمساری کا سامنا کرنا پڑے۔ بالکل جب دنیا میں پڑ جائیں گے، تو شرمساری کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ اِس دعا کی تعلیم سے صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ مومن کو دنیا کے حصول میں حَسَنَاتُ الْاٰخِرَة کا خیال رکھنا چاہیے اور ساتھ ہی حَسَنَةُ الدُّنْيَا کے لفظ میں اُن تمام بہترین ذرائع حصولِ دنیا کا ذکر آگیا ہے جو ایک مومن مسلمان کو حصولِ دنیا کے لیے اختیار کرنے چاہئیں۔ دنیا کو ہر ایسے طریق سے حاصل کرو جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خُوبی ہی ہو، نہ وہ طریق جو کسی دوسرے بنی نوع انسان کی تکلیف رسائی کا موجب ہو، نہ ہم جنسوں میں کسی عار و شرم کا باعث ہو۔ ایسی دنیا بے شک حَسَنَۃُ الْاٰخِرَۃ کا موجب ہو گی۔

حضورِ انور نے اسی حوالے سے توجہ دلائی کہ ایسی دنیا کماؤ، جس سے نہ صرف تمہیں فائدہ پہنچ رہا ہو، بلکہ انسانیت کو بھی فائدہ پہنچ رہا ہو۔ اور دنیا میں ایسی حرکتیں نہ ہوں، جو تمہارے لیے شرم کا باعث بنیں، تمہارے خاندان اور تمہارے قریبیوں کے لیے شرم کا باعث بنیں۔ بلکہ پاک صاف زندگی ہو، نیکی اور تقویٰ پر چلنے والی زندگی ہو، اور جب ایسی زندگی ہو گی اور تم ایسی دنیا کمانے کے لیے اپنی زندگی صَرف کرو گے، تو وہ تمہیں دنیا و آخرت دونوں میں نوازے گی۔

پس آج جب کہ دنیا عمومی طور پر اپنے مقاصد اور مفادات کے حصول میں پڑی ہوئی ہے، ذاتی مفادات کو ترجیح دی جاتی ہے، اگر قوموں کو دیکھیں تو اُنہیں صرف اپنی قوم کی فکر ہے، انسانیت کی نہیں۔ اور اِس میں پڑ کر یہ لوگ اپنی تباہی کے سامان کر رہے ہیں۔ ہمیں ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی حسنات مانگنے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ ہمیں ایسے حالات میں اِس طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہم اپنی دنیا و آخرت سنوار سکیں اور ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہ سکیں۔ دنیا تباہی کے گڑھے میں جا رہی ہے، جیسا کہ مَیں نے کہا، اللہ تعالیٰ ہمیں اِس سے محفوظ رکھے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمیں اپنے اعمال بھی بہتر کرنے کی توفیق ملے اور اس لحاظ سے دعائیں کرنے کی بھی توفیق ملے، جیسا کہ ابھی (عید کے) خطبے میں بھی مَیں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقت میں اِن حسنات کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بہترین دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے اور اُنہیں قبول بھی فرمائے۔

(الفضل ڈاٹ آرگ، 23 مارچ 2026ء)

خلاصہِ خطبہِ جمعہ ۲۷ مارچ ۲۰۲۶ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالے سے توحید کا ذکر ہو رہا تھا، فتح مکہ کے وقت بتوں کو گرانے کی تفصیل گذشتہ خطبات میں بیان ہو چکی ہے۔ یہ سب کچھ آپؐ نے توحید کے اعلان کے طور پر کیا تھا، یعنی جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو، اُن کا تو یہ حال ہے۔ اہلِ طائف کے بُت لات کے متعلق ایک روایت یوں ملتی ہے کہ یہ درخواست کی تھی کہ لات بُت کو تین سال تک نہ توڑا جائے۔ آپؐ کی غیرتِ توحید نے یہ مداہنت قبول نہ فرمائی۔ اہلِ طائف نے ایک سال اور پھر ایک ماہ تک اس بُت کو منہدم نہ کیے جانے کی سفارش کی مگر آپؐ نے اس درخواست کو بھی قبول نہ کیا اور اس بت کو گروا دیا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کے قیام کے لیے مشرکینِ مکّہ جیسی طاقتور قوم کا مقابلہ کیا اور آخر کار خانہ کعبہ کو تین سو ساٹھ بتوں سے پاک کر دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپؐ نے اسلام قبول کرنے والوں کے دلوں میں بھی توحید قائم کرنے کے لیے ایک عظیم بابرکت جہاد فرمایا اور اپنی قوتِ قدسیہ کے طفیل توحید سے پیار کرنے والی ایک جماعت قائم فرمادی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی اتنے لطیف اور عمدہ انداز میں تربیت فرمائی کہ شرک کا شائبہ بھی کسی کی سوچ میں پیدا نہ ہونے پائے۔

حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو جیسے نصاریٰ نے مسیح کی تعریف میں مبالغہ کیا تھا۔ مَیں تو صرف خدا کا بندہ ہوں۔ پس تم کہو کہ خدا کا بندہ اور اس کا رسول۔

ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تمہیں منع فرماتا ہے کہ تم اپنے باپ دادوں کی قسمیں کھاؤ۔ جس نے بھی قَسم کھانی ہو تو وہ اللہ کی قَسم کھائے یا خاموش رہے۔ آپؐ کو یہ برداشت نہیں تھا کہ خدا کی توحید کے سامنے کسی بھی چیز کو ہلکا سا بھی رکھا جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جنّت اور جہنم واجب کرنے والی دو چیزیں کون سی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کا شریک کسی کو نہیں ٹھہراتا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص فوت ہوا جبکہ وہ اللہ کا شریک بناتا تھا وہ آگ میں داخل ہوگا۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم پر سب سے زیادہ جس چیز کا خوف ہے وہ شرکِ اصغر ہے یعنی ریاکاری (دکھاوا)۔

قیامت کے دن جب لوگوں کو اُن کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُن (ریاکاروں) سے فرمائے گا کہ ان کے پاس جاؤ جن لوگوں کے لیے تم دنیا میں دکھاوا کرتے تھے۔ انہی کے پاس جاؤ اور دیکھو کیا تمہیں اُن کے پاس کوئی بدلہ ملتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابنِ آدم نے مجھے جھٹلایا اور اُس کے لیے مناسب نہیں تھا اور اس نے مجھے گالی دی اور یہ اس کے لیے مناسب نہیں تھا۔ جو اُس کا جھٹلانا ہے وہ اس کا یہ کہنا ہے کہ مَیں اسے ہر گز دوبارہ پیدا نہیں کروں گا جس طرح اسے میں نے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور جو اُس کا گالی دینا ہے وہ اُس کا یہ کہنا ہے کہ مَیں نے بیٹا بنالیا ہے حالانکہ مَیں بے نیاز ہوں۔

سورہ اخلاص کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ 'اللہ الصمد' اللہ وہ ہستی ہے جس کے سب محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں اس اقل عبارت کو جو بقدر ایک سطر بھی نہیں دیکھنا چاہیے کہ کس لطافت اور عمدگی سے ہر ایک قسم کی شراکت سے وجودِ حضرتِ باری کا منزہ ہونا بیان فرمایا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ اخلاص کو ثلث القرآن قرار دیا ہے یعنی قرآن کا تیسرا حصّہ۔ حضرت مصلح موعودؓ اس حوالے سے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس (سورہ اخلاص) کا مضمون خاص اہمیت رکھتا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری دَور میں دو بڑے فتنے پیدا ہونے تھے ایک دجالی فتنہ اور دوسرا یاجوج ماجوج۔

ان دونوں فتنوں نے یکے بعد دیگرے اسلام سے ٹکر لینی تھی۔ ایک فتنہ خدائے واحد کی بجائے تین خداؤں کا عقیدہ لیے ہوئے ہے یعنی خدا باپ، خدا بیٹا اور خدا روح القدس۔ دوسرا فتنہ دہریت کا ہے یعنی وہ سرے سے خدا کا منکر ہے۔ قرآن کریم نے ان ہر دو فتنوں کے عقائد کی تردید کی ہے۔ قرآن کریم نے صرف خدا باپ (یعنی خدائے واحد) کی خدائی کو قائم کیا ہے اور خدا بیٹے اور روح القدس کی سختی سے نفی اور تردید کی ہے۔ گویا قرآن کریم نے تین خداؤں میں سے صرف ایک خدا یعنی خدائے واحد و یگانہ کی حقیقی خدائی کا قیام فرمایا ہے اور یہ صاف بات ہے کہ چونکہ خدا باپ کی تائید قرآن کریم کا تیسرا حصہ ہے اس لیے یہ سورہ اخلاص قرآن کریم کا تیسرا حصّہ بنتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ توحید یقینی محض نبی کے ذریعے سے ہی مل سکتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے دہریوں اور بدمذہبوں کو ہزارہا آسمانی نشان دکھلا کر خدا تعالیٰ کے وجود کا قائل کر لیا۔

آج اس زمانے میں یاجوج ماجوج اور دجال تو ایک طرف خود مسلمانوں کے اندر

بھی اصل حقیقی توحید کا ادراک نہیں رہا۔ پس اس زمانے میں آنحضور ﷺ کے غلام نے مسیح موعود اور مہدی موعود نے آنا تھا اور وہ آیا اور اُس نے توحید کے خلاف ہر حملے کا مقابلہ کیا۔ پس حقیقی بیعت کا حق ہم تب ہی ادا کر سکتے ہیں جب ہم حقیقی توحید کو ماننے والے ہوں۔

توحید کے اعلیٰ مقام کے متعلق ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ نے خدا سے عرض کیا کہ اے خدا! مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دے جس سے مَیں تیرا ذکر بھی کروں اور تجھ سے دعا بھی کروں۔ خدا نے کہا کہ اے موسیٰ! کہو لا الہ الا اللہ۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ اے خدا تیرے سب بندے یہی کہتے ہیں۔ خدا نے یہی کلمہ کہنے کا دوبارہ ارشاد فرمایا۔ حضرت موسیٰ کے اصرار پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! اگر میرے سوا دنیا کی سب چیزیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسرے پلڑے میں لا الہ الا اللہ کو رکھا جائے تو لا الہ الا اللہ سب چیزوں پر بھاری ہو جائے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ ایک جگہ فرماتے ہیں حضرت مقدس نبوی ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے گناہ دُور ہو جاتے ہیں۔ یہ بالکل سچ ہے اور یہی واقعی حقیقت ہے کہ جو محض خدا کو واحد لاشریک جانتا ہے اور ایمان لاتا ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو اسی قادر ویکتا نے بھیجا ہے تو بے شک اگر اسی کلمہ پر اُس کا خاتمہ ہو تو وہ نجات پا جائے گا۔

ایک موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا جس نے کہا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سِوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰ اس کا بندہ اور اس کی بندی کا بیٹا ہے اور اس کا کلمہ ہے جو اس نے مریم کی طرف القا کیا اور اس کی طرف سے ایک روح ہے اور یہ کہ جنت حق ہے اور جہنم حق ہے۔ اللہ اسے جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے گا داخل کرے گا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ رسول کریم ﷺ کی شان خواہ کتنی ہی بلند ہو اور آپؐ سے ہمیں کتنی ہی محبت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی شان بہرحال آپؐ کی شان سے بہت بالا ہے۔ خدا تعالیٰ ازلی ابدی ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ اس کے فیضانوں میں سے ایک بہت بڑا فیضان ہیں اور یہ آپؐ کی ذات سے دشمنی ہوگی کہ ہم آپؐ کو کوئی ایسا مقام دے دیں جس کے دینے سے خدا تعالیٰ کا مقام چھنتا ہو۔

آنحضور ﷺ کو توحید کے قیام کا اس قدر خیال تھا کہ جان کنی کی حالت میں بھی بار بار آپؐ کے منہ سے یہ کلمات نکلتے تھے کہ خدا یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ آپؐ بار بار یہی فرماتے تھے۔ گویا قوم کو آخری نصیحت اور آخری پیغام جو آپؐ نے دیا وہ یہی تھا کہ مجھے مشرکانہ مقام نہ دینا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس بات کا ہمیں خیال رکھنا چاہیے کہ ہم توحید کی حقیقت کا ادراک پیدا کرکے آنحضرت ﷺ کے توحید کے قیام کے لیے درد کو سمجھ کر اس کے لیے پوری کوشش کرکے حقیقی موحد بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور نے امریکہ اور اسرائیل کی ایران کے خلاف جاری جنگ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جنگ کے حالات بدترین سے بدترین ہوتے جارہے ہیں۔ امریکہ اور اسرائیل اس کوشش میں ہیں کہ ان کی اجارہ داری ساری دنیا اور بالخصوص مسلمان دنیا پر قائم ہو جائے۔ یہ دنیا کا نقشہ بدلنے کی کوششیں ہیں۔

خدا کرے کہ مسلمان دنیا کو اب بھی سمجھ آجائے کہ کس طرف یہ لوگ جارہے ہیں اور ان کا ایک ہونا بہت ضروری ہے۔

سنا ہے پاکستان، ایران اور ان ملکوں امریکہ وغیرہ کی صلح کی کوششیں کر رہا ہے۔ نقصان تو بیچ میں عرب ملکوں کا بھی ہو رہا ہے۔ پاکستان اس لحاظ سے کوشش کر رہا ہے۔ اس پر بھی ایران کے بعض حلقوں کو بدظنّی ہوگئی ہے کہ یہ بھی غلط ہے اور ایران کے تجزیہ نگاروں میں یہ بھی کہا جانے لگا ہے کہ پاکستان ایران کی سرحد کے ساتھ اپنے علاقے میں امریکی فوجوں کی مدد کر رہا ہے، ان کی یا ایسی قوتوں کی تربیت کر رہا ہے جو ایران کے خلاف جنگ کریں۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ بالکل غلط بات ہے۔ پاکستان نے اس کی نفی کی ہے۔ دشمن ان حالات سے فائدہ اٹھا کر بے چینی پیدا کرنا چاہتا ہے تاکہ مسلمان ممالک کبھی ایک دوسرے کے مددگار نہ بن سکیں۔ اس لیے بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس لحاظ سے بھی دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسلامی ملکوں کو وحدت کی لڑی میں پروئے جانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ (الفضل ویبسائٹ، 30مارچ 2026ء)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے مکمل خطبات انٹرنیٹ پر متعدد ذرائع سے دیکھنے، سننے اور پڑھنے کے لیے مہیا ہیں۔

alislam.org/friday-sermon الفضل انٹرنیشنل mta.tv بدر قادیان

والدین سے حسن سلوک

ہے فرض حکم عبادت ہمیں بجا لانا
بڑا گنہ ہے خدا کا شریک ٹھہرانا

اور اس کے ساتھ ہے مولا کریم کا ارشاد
ہو حرزِ جان وبالوالدینِ احسانا

سلام ماں کو کہ قدموں کے نیچے جنت ہے
سلام باپ کو ہے سائباں کریمانہ

اگر حیات ہوں ماں باپ خوش نصیبی ہے
کسی طرح بھی ہر اک وقت ان کے کام آنا

نہ کہنا 'اُف' کبھی کچھ ناگوار بھی گزرے
جھکانا رحم کے پر ان کی ڈھال بن جانا

اطاعت ان کی مقدم ہے اور لازم ہے
خوشی سے رکھنا سر آنکھوں پہ ان کا فرمانا

کہیں نہ ٹھیس لگے دل کے آبگینے کو
چھلک نہ جائے کہیں غم کا ان کے پیمانہ

ثواب و اجر تو قربانیوں سے ملتا ہے
کسی بھی حال میں ماتھے پہ بل نہیں لانا

وہ ٹوکیں بے وجہ ، بھولیں یا بات دہرائیں
تو نرمی اور محبت سے ان کو سمجھانا

ہوا کے رخ پہ دھرے مضمحل چراغ ہیں یہ
کسی بھی وقت مقدر ہے ان کا بجھ جانا

دکھائیں ہم انہیں خدمت کا حق ادا کر کے
اگر بڑھاپے میں اولاد سے ہے سکھ پانا

دعائیں لے لو کہ ہر ایک پل غنیمت ہے
یہ زادِ راہ ہے جنت کا ایک پروانہ

جزا یہاں بھی وہ دیتا ہے حسنِ خدمت کی
وہاں جزا کا ہے مولا کا اپنا پیمانہ

ہمیں جب ان کی ضرورت تھی وہ رہے حاضر
ضرورت ان کو پڑے جب تو خوب کام آنا

بڑھاپا بےبسی کمزوریاں عوارض ہیں
پڑے نہ ان کو بڑھاپے میں کوئی غم کھانا

ہمارے نیک عمل صدقہ جاریہ ہوں گے
ہمارا فرض ہے ان کو ثواب پہنچانا

وہ جیسے کرتے ہیں احساں ہمارے بچپن میں
خدایا ان پہ تو ویسا ہی رحم فرمانا

(امۃ الباری ناصر۔ امریکہ)

نمازِ جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تحریر کرتے ہیں کہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بعد دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر نمازِ جنازہ حاضر اور مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

بتاریخ ۷؍فروری ۲۰۲۶ء بروز ہفتہ بارہ بجے بعد دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ)

نمازِ جنازہ غائب

۳۔ مکرم الطاف حسین صاحب ابن مکرم ملک محمد حسین صاحب (امریکہ)

۲۰؍اکتوبر ۲۰۲۵ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے دادا مکرم ملک شیر بہادر صاحب کے ذریعہ ہوا۔ مرحوم نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کے پابند تھے۔ صدقات اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اپنے ہمسایوں، رشتہ داروں، دوستوں اور ساتھ کام کرنے والوں کا بے حد خیال رکھنے والے، بڑے خوش اخلاق، باوفا، عاجز اور مخلص انسان تھے۔ احباب جماعت اور غیر از جماعت افراد کو مفت ہومیوپیتھک ادویات فراہم کرتے اور اکثر خود گھروں تک بھی پہنچا دیا کرتے تھے۔ مرحوم نے اپنے والدین کی خدمت اور دیکھ بھال کا خاص خیال رکھا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں شامل ہیں۔

۴۔ مکرم مصطفیٰ کمال الدین بھوئیاں صاحب (آف امریکہ)

۶؍ستمبر ۲۰۲۵ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کو ۱۹۹۶ء میں ڈھاکہ (بنگلہ دیش) میں بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جماعت کے مخلص اور فعال ممبر تھے۔ مرحوم کے والدین، بھائی، اہلیہ اور دونوں بیٹے جماعت کے سخت مخالف تھے لیکن اس کے باوجود آپ نے جماعت کے ساتھ ہمیشہ اخلاص اور وفا کا تعلق قائم رکھا۔ باقاعدگی سے چندہ ادا کیا کرتے تھے۔ مرحوم بہت مہمان نواز شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کو فریضہ حج ادا کرنے کی بھی توفیق ملی۔ نمازوں کی ادائیگی میں باقاعدہ اور حضور انور کے خطبات بھی بڑی باقاعدگی سے سنتے تھے۔ آپ کو بطور لوکل سیکرٹری تربیت اور زعیم مجلس انصاراللہ خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم موصی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔ (الفضل ڈاٹ آرگ، 24 فروری 2026ء)

اپنے علم اور معرفت کی ترقی کے لئے
سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن خریدیں اور پڑھیں
زرِ سالانہ ایک سو ڈالر میں سال میں پچاس شمارے وصول فرمائیں۔
Subscribe online at www.amibookstore.us under subscriptions.

خلافت پر ہماری جان واری

خلافت پر ہماری جان واری
یہ نعمت خود خدا نے ہے اُتاری

چمن میں ہر طرف چھائی خزاں تھی
کرم سے چل پڑی بادِ بہاری

یہ تحفہ مہدیؑ موعودؑ لایا
ہے لازم ہم کریں طاعت گزاری

پھلے پھولے محبت کی یہ کھیتی
کریں سب مل کر اس کی آبیاری

ہر اِک شر سے خدا محفوظ رکھے
خلافت کا رہے فیضان جاری

کیا ہے عہد جو ہم نے خدا سے
کریں تا عمر اس کی پاسداری

ہمیں عزت ملی اس سے جہاں میں
وگرنہ ہے زمانے بھر میں خواری

کڑی اِس دھوپ میں سایہ گھنا ہے
دعاؤں سے کریں ہم آبیاری

کریں ہم نازؔ اپنی جاں نچھاور
کہ اُس نے ہم پہ یہ نعمت اُتاری

طاہرہ زرتشت نازؔ

مجلس صحّت امریکہ کے زیر انتظام پہلے مسرور والی بال ٹورنامنٹ کا انعقاد

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس صحت جماعت احمدیہ امریکہ کو مجلس انصاراللہ اور مجلس خدام الاحمدیہ کے تعاون سے پہلا مسرور والی بال ٹورنامنٹ مورخہ ۱۴و۱۵ر فروری ۲۰۲۶ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس ٹورنامنٹ میں ملک بھر سے ۱۲ر ٹیموں نے شرکت کی۔

اس دوروزہ پروگرام کی افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا مکرم مشہود چودھری صاحب نے مہمانوں کا تعارف پیش کیا۔ مکرم بشیر احمد شمس صاحب نائب صدر مجلس صحت امریکہ نے تمام کھلاڑیوں کو خوش آمدید کہا اور کھیل کے دوران نظم وضبط اور دوران کھیل اعلیٰ اخلاق کو قائم رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم وقاص اصغر صاحب ناظم اعلیٰ نے اس ٹورنامنٹ کے قواعد وضوابط پڑھ کر سنائے۔ مکرم نوید ملک صاحب صدر جماعت احمدیہ میری لینڈ نے دعا کروائی جس کے بعد تمام ٹیموں کی مہمان خصوصی اور انتظامیہ کے ساتھ تصاویر ہوئیں۔

ٹورنامنٹ میں شامل ۱۲ر ٹیموں کو دو گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ اس ٹورنامنٹ میں فائنل سمیت ۳۳ر میچ کھیلے گئے۔ تمام ٹیموں نے بہترین کھیل کا مظاہرہ کیا اور شائقین کی کثیر تعداد ان میچوں سے لطف اندوز ہوئی اور کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ اس ٹورنامنٹ کا فائنل میچ جارجیا اور ساؤتھ ورجینیا اے کے درمیان کھیلا گیا جو ایک سخت اور دلچسپ مقابلے کے بعد جارجیا کی ٹیم نے جیت لیا۔

اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم بشیر احمد شمس صاحب نائب صدر مجلس صحت امریکہ تھے جنہوں نے اختتامی تقریر میں شائقین، ٹورنامنٹ کی انتظامیہ اور کھلاڑیوں کا شکریہ ادا کیا۔ مہمان خصوصی نے ٹورنامنٹ کے بہترین کھلاڑیوں اور اسی طرح اول آنے والی ٹیم کے کپتان مکرم سعادت احمد صاحب اور دوم آنے والی ٹیم کے کپتان مکرم شکیل احمد صاحب میں ٹرافیاں تقسیم کیں۔ ایم ٹی اے امریکہ کا بھی اس ٹورنامنٹ میں بھرپور تعاون حاصل رہا۔ اختتامی دعا کے ساتھ یہ ٹورنامنٹ اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

(رپورٹ: شمشاد احمد ناصر۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل) (الفضل ڈاٹ آرگ ویبسائٹ 17 مارچ 2026ء)

اسلام اور اینٹی سیمیٹزم

ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ

التسبیح فی رَدِّ القول الضریع

قرآن کریم کی جن آیات پر اعتراض کیا گیا ہے ان کا جائزہ ظاہر کرتا ہے کہ جہاں یہود پر تنقید کی گئی ہے وہاں بعض اعمال کا ذکر ہو رہا ہے اور ساتھ ہی کہا گیا ہے کہ اگر وہ ان اعمال سے باز آجائیں اور اپنے اعمال درست کر لیں تو اس تنقید کے نیچے نہ ہوں گے۔ یہی بات قرآن کریم مسیحیوں، مشرکین وغیرہ دوسری اقوام کے متعلق بھی کہتا ہے۔ پس قرآن کریم پر نسلی تعصب کا الزام ہر لحاظ سے غلط ہے

آج کل اسلام پر جو بڑے اعتراضات ہو رہے ہیں ان میں سے ایک اینٹی سیمیٹزم ہے۔ یعنی یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ قرآن کریم اور آنحضورؐ نے یہود کے ساتھ نفرت، نسل پرستی اور امتیازی سلوک پر مبنی برتاؤ کی تعلیم دی ہے۔ اسی وجہ سے مسلمان ہمیشہ سے یہود کے ساتھ نفرت کرتے آئے ہیں۔ اس بات کا تعلق عرب۔ اسرائیل جھگڑے یا یورپی اینٹی سیمیٹزم کے مسلمان معاشروں میں پھیلنے سے نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات سے ہے۔

اس بات سے قطع نظر کہ یہ اعتراض کرنے والے اور ان کی مذہبی تعلیم کس قدر نسل پرستانہ ہے اور اس وقت اس اعتراض کو اچھالنے کا مقصد کیا ہے، اس بات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ وہ مذہب ہرگز خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا جو اُن امور سے نفرت کی تعلیم دے جو کسی انسان کے اختیار میں نہیں مثلاً رنگ، نسل، معذوری، جسمانی ساخت وغیرہ۔ نفرت صرف بداعمال سے جائز ہو سکتی ہے، بے قصور یا مجبور انسانوں سے نہیں۔ انسانی ضمیر ایسی ناانصافی پر مبنی تعلیم کو کبھی قبول نہیں کر سکتا چہ جائیکہ وہ خدا کی طرف منسوب ہو۔

اگر کہا جائے کہ پھر خدا نے بعض قوموں کو سزا کیوں دی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسی قومی سطح کی سزا بداعمال کا نتیجہ تھی کسی قوم یا نسل سے تعلق کا نہیں۔ مثلاً نوحؑ کی قوم کو سزا ملی تو نوحؑ اور ان پر ایمان لانے والوں کو اسی قوم سے ہونے کے باوجود بچا لیا گیا جبکہ ان کا بیٹا نوحؑ کی اولاد ہونے کے باوجود سزا سے نہ بچ سکا:
وَاصۡنَعِ الۡفُلۡكَ بِاَعۡيُنِنَا وَوَحۡيِنَا وَلَا تُخَاطِبۡنِىۡ فِى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا‌ ۚ اِنَّهُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ ...قُلۡنَا احۡمِلۡ فِيۡهَا مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ وَاَهۡلَكَ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَيۡهِ الۡقَوۡلُ وَمَنۡ اٰمَنَ ...وَحَالَ بَيۡنَهُمَا الۡمَوۡجُ فَكَانَ مِنَ الۡمُغۡرَقِيۡنَ (ھود: ۳۸ تا ۴۴) ہماری نگاہوں کے سامنے اور ہماری ہدایات کے مطابق کشتی بنا۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے، ان کے متعلق میرے ساتھ بات مت کرنا، وہ ضرور غرق ہوں گے... ہم نے اسے کہا کہ کشتی میں ہر قسم کے جوڑے رکھ اور اپنے اہل و عیال کو بھی، سوائے ان کے جن کے متعلق بات ہو چکی ہے، اور ان کو بھی جو ایمان لائے ہیں... تب نوحؑ اور اس کے بیٹے کے درمیان پانی کی لہر حائل ہو گئی اور وہ غرق ہونے والوں میں ہو گیا۔

اس سے ظاہر ہے کہ یہ سزا بداعمال کا نتیجہ تھی۔ اگر نسل کو سزا دینا ہوتی تو اسی نسل کے بعض لوگوں کو بچایا نہ جاتا اور اگر صرف نوحؑ کی نسل کو بچانا ہوتا تو آپؑ کا بیٹا غرق نہ ہوتا۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ ایسی آفاقی سزاؤں کے وقت بعض بے قصور بھی مارے جاتے ہیں۔ ان سے انصاف کا معاملہ خدا پر ہے۔ لَّا يَضِلُّ رَبِّىۡ وَلَا يَنۡسَى (طٰہٰ: ۵۳) میرا ربّ نہ تو غلطی کرتا ہے اور نہ ہی بھولتا ہے۔

قرآن کریم اور آنحضورؐ پر اعتراض

قرآن کریم پر اینٹی سیمیٹزم کا اعتراض متعدد مصنفین نے کیا ہے۔ ایک مصنف لکھتے ہیں:

"Numerous in volume and overwhelming in content are the Qur'anic passages, which serve as the basis of Muslim elemental anti-Semitism...Qur'an and hadiths (traditions of Muhammad) have numerous passages which proclaim enmity towards the Jews who are declared to be deceivers, conspirers, and killers of

Muhammad (by poisoning him)" (R. Israeli, Muslim Anti-Semitism in Christian Europe, 2009, Page 2)

یعنی ان کے نزدیک قرآن کریم میں کافی تعداد میں ایسی آیات ہیں جو مسلمانوں کی یہود سے نفرت کی بنیاد ہیں۔ ایک اور مصنف نے قرآن کریم کی ساٹھ سے زیادہ آیات پر یہود کے ساتھ نفرت اور امتیازی سلوک کا الزام لگایا ہے۔

(Andrew G. Bostom, The Legacy of Islamic Antisemitism)۔

قرآن کے ساتھ ساتھ آنحضورؐ پر بھی الزام لگایا گیا ہے کہ آپؐ نے یہود کے ساتھ نفرت کی تعلیم دی جو آج تک مسلمانوں کی یہود سے نفرت کی جڑ ہے:

"The very deep contemporary Arab and Muslim resentment of, anger against, and contempt toward Jews, Zionism, and Israel, has been embedded in the Arab/Muslim psyche for centuries not only as a sequel of the Arab-Israeli conflict, but principally as a result of the almost innate enmity the Prophet of Islam had taught and practiced towards the Jews he encountered" (R Israeli, Page ix)

مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اسلامی تعلیمات کا حقیقی، بنیادی، یقینی اور بالاترین ماخذ قرآن کریم ہے۔ اس لیے باقی تمام احادیث، تاریخی روایات، اقوال بزرگان کی تشریح قرآن کریم کی روشنی میں کرنی ضروری ہے۔ اس لیے اس مضمون میں قرآن کریم کی آیات پر کیے جانے والے اعتراضات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

اصولی امور

آیات پر اعتراضات کا جواب دینے سے پہلے اس ضمن میں چند اصولی امور کا بیان ضروری ہے۔

۱۔ اسلام ایک عالمی مذہب ہونے کا دعویدار اور تمام بنی نوع انسان کی برابری کا قائل ہے۔ اسلام کے نزدیک کوئی نسل کسی دوسری سے کمتر نہیں۔ فرمایا: قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (الاعراف:۱۵۹) اے وے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (الحجرات:۱۴) اے لوگو! ہم نے تم سب کو مرد و عورت سے ہی پیدا کیا ہے۔ تمہاری قوموں اور قبیلوں میں تقسیم محض تعارف کے لیے ہے ورنہ تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت کے لائق وہ ہے جو سب سے زیادہ خدا خوفی رکھتا ہے۔

اسی طرح آنحضورؐ نے فرمایا: یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى اَعْجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى اَسْوَدَ وَلَا اَسْوَدَ عَلَى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى۔ (احمد، مسند الانصار، ۲۳۴۸۹) اے لوگو! جان لو کہ تمہارا ربّ ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے۔ جان لو کہ عرب کو غیر عرب پر اور غیر عرب کو عرب پر کوئی برتری حاصل نہیں، نہ ہی سرخ کو سیاہ پر یا سیاہ کو سرخ پر، مگر تقویٰ کی بنا پر۔

پس اسلام میں قوم و رنگ و نسل و موروثی مذہب یا معاشرتی حیثیت کی وجہ سے تفریق کی وہ بنیاد، جس پر نفرت و امتیازی سلوک کی عمارت کھڑی ہوتی ہے، موجود ہی نہیں۔

۲۔ اسلام یہودیت کے خدا کی طرف سے ہونے کی تصدیق کرتا اور یہود کے انبیاء کو برگزیدہ تسلیم کرتا ہے۔ پس ان سے نفرت کی تعلیم کیسے دے سکتا ہے؟ فرمایا: اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ یَحْكُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ هَادُوْا ...(المائدہ:۴۵) یقیناً ہم نے تورات اتاری اُس میں ہدایت بھی تھی اور نور بھی۔ اس سے انبیاء جنہوں نے اپنے آپ کو (کلیۃً اللہ کے) فرمانبردار بنا دیا تھا یہود کے لئے فیصلہ کرتے تھے۔ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰى وَعِیْسٰى وَمَاۤ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا

نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۔ (البقرۃ:۱۳۷) تم کہہ دو ہم اللہ پر ایمان لے آئے اور اس پر جو ہماری طرف اتارا گیا اور جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور (اس کی) اولاد کی طرف اتارا گیا۔ اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور اس پر بھی جو سب نبیوں کو ان کے ربّ کی طرف سے عطا کیا گیا۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اُسی کے فرمانبردار ہیں۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۔ (الجاثیہ:۱۷) ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت دی اور ان کو اچھا رزق دیا اور انہیں تمام اقوام پر فضیلت بخشی۔

۳۔ جب قرآن کریم کسی گروہ کا ذکر کرتا ہے تو اس سے مراد اس گروہ کا ہر یک فرد نہیں ہوتا بلکہ صرف اس برائی یا اچھائی پر عمل کرنے والے لوگ مراد ہوتے ہیں جن کا ذکر اُس جگہ کیا جا رہا ہوتا ہے۔ مثلاً انہی یہود کے متعلق فرمایا: لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَھُمْ يَسْجُدُوْنَ ۔ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۔ (آل عمران:۱۱۴تا۱۱۶) تمام اہل کتاب برابر نہیں ہیں۔ انہی میں وہ بھی ہیں جو اپنے عہد پر قائم ہیں۔ وہ راتوں کو اٹھ کر اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور سجدے کرتے ہیں۔ وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور نیک باتوں کی طرف بلاتے اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور خیرات میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ نیک لوگ ہیں۔ اور وہ جو بھی اچھا کام کریں گے تو اس کی ناقدری نہ ہوگی اور اللہ متقیوں کو خوب جانتا ہے۔ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۔ (الاعراف:۱۶۰) موسیٰ کی قوم میں سے ایک حصہ ایسا ہے جو حق کے ساتھ راہنمائی اور عدل کرتے ہیں۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـــِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔ (البقرۃ:۶۳) وہ لوگ جو ایمان لائے، یعنی مسلمان، اور وہ لوگ جو یہودی ہیں اور جو مسیحی ہیں اور جو صابی ہیں، ان میں سے جو بھی اللہ اور آنے والے دن پر ایمان لایا اور نیک کام کیے، تو اس کا بدلہ اس کے رب کے پاس ہے اور ان کو کوئی خوف نہ ہو گا نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۔ (النساء:۱۶۳) یہود میں سے جو پختہ علم رکھنے والے اور ایمان لانے والے ہیں۔ جو اس پر بھی ایمان لاتے ہیں جو تجھ پر اتارا گیا اور اس پر بھی جو تجھ سے پہلا اتارا گیا اور عبادت کو قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور جو اللہ اور بعد میں آنے والے دن پر ایمان لاتے ہیں، ان کو ہم ضرور بہت بڑی جزا دیں گے۔ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓي اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۔ (الصّٰفّٰت:۱۱۴) ہم نے اسے (یعنی ابراہیم) کو برکت دی اور اسحاق کو بھی۔ ان کی اولاد میں سے وہ بھی ہیں جو بہت اچھے ہیں اور وہ بھی ہیں جو کھلے عام خود اپنے ہی اوپر ظلم کرنے والے ہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم کے نزدیک سب یہودی یا سب مسیحی ایک جیسے نہیں۔ قرآن کریم ان کے اعمال کے مطابق ان میں فرق کرتا ہے۔ اور ایسا ہی ہونا چاہیے۔

۴۔ جب ایک ہی بات مختلف اقوام کے متعلق کہی جائے تو اسے کسی ایک قوم کے متعلق نسلی تعصّب نہیں سمجھا جا سکتا۔ مثلاً اگر قرآن کریم جو الفاظ یہود کے متعلق استعمال فرماتا ہے وہی الفاظ عربوں یا مسلمانوں یا دیگر اقوام کے متعلق بھی استعمال فرماتا ہے تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ بات اینٹی سیمیٹزم ہے۔ مثلاً قرآن کریم عربوں کے متعلق فرماتا ہے: اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ (التوبۃ:۹۸) عرب بدو سب سے زیادہ سخت کافر ہیں اور منافق و سخت دل بھی۔ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا

اَسۡلَمۡنَا وَلَمَّا يَدۡخُلِ الۡاِيۡمَانُ فِيۡ قُلُوۡبِكُمۡ ۔(الحجرات: ۱۵)عرب بدو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے۔ ان کو کہہ دے نہیں! تم ایمان نہیں لائے بلکہ صرف ظاہری اطاعت کرتے ہو۔ ایمان تو ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل بھی نہیں ہوا۔اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنۡدَ اللّٰهِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۔(الانفال:۵۶)اللہ کے نزدیک سب سے برے جانور وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور ایمان نہیں لاتے۔

اور آنحضورؐ نے مسلمانوں کے متعلق فرمایا: فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَيَضَعُ الۡعَلَمَ، وَيَمۡسَخُ آخَرِيۡنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيۡرَ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيَامَةِ ۔ (صحیح بخاری، کتاب الاشربہ، باب ماجاء فیمن یستحل الخمر،۵۵۹۰) اللہ انہیں تباہ کرے گا اور ان پر غم و مصیبت کا پہاڑ گرائے گا اور ان کو مسخ کر کے قیامت تک کے لیے بندر اور سور بنادے گا۔

پھر قرآن کریم فرماتا ہے: وَاَتۡبَعۡنٰهُمۡ فِيۡ هٰذِهِ الدُّنۡيَا لَعۡنَةً ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ هُمۡ مِّنَ الۡمَقۡبُوۡحِيۡنَ ۔ (القصص:۴۳)(فرعون اور اس کے ساتھیوں) کے پیچھے ہم نے اس دنیا میں بھی لعنت لگادی اور آخرت کے روز بھی وہ رسوا کیے جائیں گے۔ وَاُتۡبِعُوۡا فِيۡ هٰذِهِ الدُّنۡيَا لَعۡنَةً وَّيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ عَادًا كَفَرُوۡا رَبَّهُمۡ ؕ اَلَا بُعۡدًا لِّعَادٍ قَوۡمِ هُوۡدٍ ۔(ھود:۶۱)اور ان پر اس دنیا میں بھی لعنت کی گئی اور قیامت کے دن بھی۔یقیناً عاد نے اپنے رب کی ناشکری کی، یقیناً ھود کی قوم عاد دور کردی گئی۔

پس کسی جانور کے ساتھ تشبیہ یا کسی لعنت کا تعلق اعمال سے ہے، قوم یا مذہب سے نہیں۔ مثلاً فرمایا: اِنَّ الَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡغٰفِلٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ لُعِنُوۡا فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ ۖ وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۔ (نور:۲۴)جو لوگ لاعلم، پاک باز مومن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں، ان پر دنیا میں بھی لعنت بھیجی جائے گی اور آخرت میں بھی۔ اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب مقدر ہے۔ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَكۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَيِّنٰتِ وَالۡهُدٰى مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الۡكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلۡعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلۡعَنُهُمُ اللّٰعِنُوۡنَ ۔اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا وَاَصۡلَحُوۡا وَبَيَّنُوۡا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوۡبُ عَلَيۡهِمۡ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ۔ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَمَاتُوۡا وَهُمۡ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ لَعۡنَةُ اللّٰهِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ ۔(البقرۃ:۱۶۰۔۱۶۳)جو لوگ اسے چھپاتے ہیں جو ہم نے کتاب میں لوگوں کے لیے واضح ہدایات اور نشانات کے طور پر اتارا ہے، ان پر اللہ بھی لعنت بھیجے گا اور وہ بھی لعنت بھیجیں گے جن کو لعنت بھیجنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ البتہ ان میں سے جو لوگ توبہ کریں گے اور اپنی اصلاح کریں گے اور حق کو ظاہر کر دیں گے، تو میں ان کی طرف جھکوں گا اور میں بہت جھکنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہوں۔ اور جو لوگ انکار کریں گے اور انکار ہی کی حالت میں مر جائیں گے، ان پر اللہ کی لعنت ہوگی اور فرشتوں کی بھی اور تمام لوگوں کی بھی۔

پس قرآن کریم کی تنقید کسی کی نسل پر نہیں بلکہ بداعمال پر ہے، خواہ وہ کسی قوم کا فرد ہو۔ اسی لیے توبہ کی صورت میں اس لعنت سے بچنے کا بھی دروازہ کھلا رکھا گیا ہے۔ پس ایسی تنقید کو نسلی تعصّب کہنا درست نہیں۔

۵۔ نئے مذہب کی ضرورت اسی وقت پیش آتی ہے جب سابقہ مذاہب کی تعلیم بگڑ جاتی ہے اور ان کے پیروکار راہ راست سے ہٹ جاتے ہیں۔ اگر اس وقت آکر مذہب نے اپنے سے پہلے نظریات کی غلطیوں اور ان کے پیروکاروں کی غلط کاریوں کی نشاندہی نہیں کرنی تو اس کے آنے کا مقصد ہی کیا ہے؟ یہ ضروری اور تعمیری تنقید ہے جو نسلی تعصّب نہیں کہلا سکتی۔ نیا مذہب تو کیا، ایک ہی مذہب میں آنے والے انبیاء بھی اپنے وقت کے لوگوں پر تنقید کرتے اور ان کو بد نتائج سے خبردار کرتے ہیں جیسا کہ حضرت داؤدؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور دیگر نبیوں نے بھی کیا۔

یہ لوگ، جو اسلام اور مسلمانوں پر تنقید کر رہے ہیں، کیا یہ نسلی تعصّب کو فروغ دے رہے ہیں؟ اگر نہیں، تو اسلام کی یہودیوں یا مسیحیوں پر تنقید نسلی تعصّب کیسے ہوگئی؟ اگر ان کو اسلام پر تنقید کا حق ہے تو اسلام کو یہودیت اور مسیحیت اور دہریت وغیرہ پر تنقید حق کیوں نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ہر کسی کو ہر اس عمل ہر تنقید کا حق ہے جو اس کے نزدیک غلط ہے۔ البتہ کسی ایسی بات پر تنقید جائز نہیں جو انسان کے اختیار میں نہ ہو۔ اس میں نسل بھی شامل ہے۔ چنانچہ اسلام نے کسی بھی جگہ کسی نسل پر غیر مشروط تنقید نہیں کی۔ اگر کی ہے تو اس قوم

ونسل کے کسی بدعمل کی وجہ سے کی ہے اور اس کا اثر اسی عمل تک محدود ہے۔

۶۔ تمام تر مذہبی مخالفت اور سیاسی اختلافات کے باوجود قرآن کریم نے کہیں بھی یہود کے ساتھ بدسلوکی کی تعلیم نہیں دی۔ چنانچہ زمانہ حال کے ایک مشہور یہودی مستشرق لکھتے ہیں:

It is important to note that the Qur'an does not call "anywhere to "kill the Jews." Neither does it single out „the Jews" as the enemy. Moreover, the Qur'an never associates Jews with the devil, despite the fact that al-shayṭān and iblīs occur as regular terms for Satan within it. These malicious sentiments and accusations against Jews were floating around in Christian writings by the time of Qur'anic emergence, yet the Qur'an does not pick them up. It would be wrong to label the Qur'an as antisemitic. The Qur'an does not racialize Jews, nor does it dehumanize them. It certainly does not call for their destruction." (Reuven Firestone in Lange et al., An End to Antisemitism, Vol 2, P106)

باوجود اس حقیقت کے کہ قرآن کریم کے نزول کے وقت یہود کو کوئی دنیاوی طاقت حاصل نہیں تھی، ان کی کوئی حکومت نہ تھی، اس وقت کی سب سے طاقتور حکومت، یعنی بازنطینی سلطنت، یہود کے خلاف تھی، عرب کے نزدیک واقعہ حبشہ کی حکومت بھی یہود کے خلاف تھی اور مسیحی رہنما یہود پر مظالم روا رکھتے تھے، قرآن کریم نے کہیں یہود کے ساتھ بدسلوکی یا ظلم کی تعلیم نہیں دی نہ ہی ان کو کہیں بلا تفریق تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن نے پہلے پہل یہود سے امید رکھی لیکن جب یہود نے اس کا انکار کر دیا تو پھر ان پر سختی کی۔ لیکن کیا یہ عجیب بات نہیں کہ یہود کی عرب میں طاقت مکمل طور پر ختم ہو جانے کے بعد بھی قرآن کریم میں ان کے ساتھ بدسلوکی کی کوئی ایک بھی آیت نہیں۔ بلکہ قرآن کریم ان کے ساتھ درگزر کرنے اور ان کی طرف سے زیادتیوں کو معاف کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

یہود کو اسلام کی دعوت

مندرجہ بالا اصولوں کے موافق اسلام نے اپنے سے قبل مذاہب بشمول یہودیت کے پیروکاروں کے بداعمال کی نشاندہی فرمائی اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی جدید تعلیم کو قبول کرنے کی دعوت دی: يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ۔ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ۔ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔ (البقرۃ:۴۱-۴۴) اے بنی اسرائیل! میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھی اور اس عہد کو پورا کرو جو تم نے میرے ساتھ باندھا تھا، پھر میں بھی اس عہد کو پورا کروں گا جو میں نے تمہارے ساتھ باندھا تھا اور صرف مجھ سے ہی ڈرو۔ جو کچھ میں نے اب نازل کیا ہے وہ اس کی تصدیق کر رہا ہے جو پہلے سے تمہارے پاس ہے، پس اس پر ایمان لاؤ اور اس کے اولین منکر مت بنو۔ حقیر دنیاوی فائدہ کے لیے میرے نشانوں کو نظر انداز مت کرو اور صرف مجھ سے ہی ڈرا کرو۔ دیکھو! جانتے بوجھتے حق کے کچھ حصہ کو چھپاتے ہوئے اس میں باطل مت ملایا کرو۔ خدا کی عبادت قائم کرو، اس کی راہ میں خرچ کرو اور اس کے سامنے پوری عاجزی اختیار کرنے والوں کی طرح جھک جاؤ۔

اس جگہ وضاحت کے ساتھ ”یہود“ کی بجائے ”بنی اسرائیل“ کہہ کر اس نسل کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ ان کے مسلمان ہو جانے کے بعد بھی قائم رہنی تھی۔ جب قرآن کریم بنی اسرائیل کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دے رہا ہے تو وہ ان کے ساتھ نسلی تعصّب کی تعلیم کیسے دے سکتا ہے؟ اس کے برعکس فرمایا: اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ۔ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ۔ (القصص:۵۳-۵۴) جن لوگوں کو پہلے کتاب دی گئی تھی وہ اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ اور جب ان کے سامنے آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے۔ یہ تو ہمارے رب کی

طرف اب نازل ہونے والا سچ ہے جبکہ ہم تو پہلے بھی اطاعت کرنے والے تھے۔ ان لوگوں کو دوگنا اجر ملے گا۔ کیونکہ انہوں نے الٰہی تعلیم کو مضبوطی سے پکڑے رکھا اور بدی کا جواب نیکی سے دیا اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا تھا اس میں سے خدا کی خاطر خرچ کیا۔

پس یہود کو، اگر وہ ایمان لائیں، دوہرا اجر دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ ان کے بنی اسرائیل سے ہونے کا کوئی اثر ان کے روحانی مقام پر نہیں۔ بلکہ ان میں سے نیک لوگوں کو عرب کے مشرکین پر اسلام قبول کر کے برتری حاصل کرنے کا موقع مہیا کیا گیا ہے۔

یہود کے ساتھ معاشرت

اسلام نے دیگر مذاہب کے ساتھ حسن سلوک پر زور دیا ہے۔ خصوصاً یہود کے ساتھ معاشرتی تعلق کا قرآن کریم میں کئی جگہ ذکر فرمایا ہے۔ مذہبی طور پر اسلام کے سب سے قریب مذہب یہودیت ہے۔ اگر یہودیت کے نکتہ نظر سے دیکھا جائے تو اس کے بھی سب سے نزدیک مذہب اسلام ہے۔ توحید، حلال و حرام، ذبح، ختنہ، شادی، طلاق وغیرہ بہت سے امور میں اسلامی تعلیم یہودی تعلیم کے قریب ہے۔ قرآن کریم میں بانی اسلام، محمد ﷺ کو بانی یہودیت، موسیٰؑ کا مثیل قرار دیا گیا ہے: اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا ۬ۙ شَاہِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا۔ (المزمل:۱۶) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح ایک پیغمبر بھیجا ہے جو تم پر گواہ ہے، جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف ایک پیغمبر بھیجا تھا۔

اس لیے کچھ تعجب کی بات نہیں کہ قرآن کریم میں سب سے زیادہ ذکر حضرت موسیٰؑ کا کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں بنی اسرائیل میں معروف دیگر انبیاء نوحؑ، ابراھیمؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ، لوطؑ، ہارونؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ، ایوبؑ، یسعیاہؑ، حزقیلؑ، دانیالؑ، زکریاؑ، یحییٰؑ، کا ذکر بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔ یہ بات یہود کے ساتھ حسن معاشرت کی بنیاد ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کے ساتھ کس طرح حسن معاشرت قائم رہ سکتی ہے جن کے بزرگوں کو جھوٹا اور خدا پر افتراء کرنے والا سمجھا جائے؟ اس بنیاد کے بعد دو چیزیں اہم ترین ہوتی ہیں، ایک آپس میں ملنا جلنا، ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا، مل کر کھانا پینا وغیرہ۔ دوسری بات آپس میں شادی بیاہ۔ اگر یہ دو باتیں موجود ہوں تو باقی سب امور ان کی ذیل میں آ جاتے ہیں۔

اسلام نے یہود کے ساتھ ملنا، کھانا، ایک دوسرے کے ہاں جانا جائز قرار دیا ہے۔ فرمایا: وَطَعَامُ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمۡ ۪ وَطَعَامُکُمۡ حِلٌّ لَّہُمۡ (المائدہ:۶) اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ان کا بنایا ہوا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا بنایا ہوا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔

چنانچہ احادیث میں دو دفعہ تو معین طور پر خود آنحضورؐ کے یہود کے ہاں دعوت پر تشریف لے جانے اور ان کے ہاں کھانا کھانے کا ذکر محفوظ ہے: اَنَّ يَهُودِيًّا دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خُبْزِ شَعِيرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ فَأَجَابَهُ (احمد، مسند المکثرین، ۱۳۲۰۱) ایک یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کی روٹی اور روغن کی دعوت دی جو آپؐ نے قبول فرمائی۔ اسی طرح خیبر میں ایک یہودی عورت نے آپؐ کی دعوت کی جو آپؐ نے قبول فرمائی۔ (مسلم، کتاب السلام، باب السم)

ایک دوسرے کے ہاں جانے اور مل جل کر کھانے پینے سے بھی زیادہ اہم تعلق رشتہ داری کا ہے۔ قرآن کریم نے مسلمانوں کے لیے یہودی عورتوں کے ساتھ نکاح جائز قرار دیا اور ان کے حقوق کی حفاظت فرمائی: وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الۡمُؤۡمِنٰتِ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ اِذَاۤ اٰتَیۡتُمُوۡہُنَّ اُجُوۡرَہُنَّ مُحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ وَلَا مُتَّخِذِیۡۤ اَخۡدَانٍ۔ (المائدہ:۶) تم سے پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی، ان میں سے پاک عورتیں تمہارے لیے جائز ہیں اگر تم ان کو حق مہر اور دیگر اخراجات ادا کرو، لیکن شرط یہ ہے کہ تم ان کے ساتھ شادی کرو، فساد یا خفیہ دوستیاں نہیں۔

پس قرآن کریم نے عرب مسلمانوں کو اپنی قوم اور خاندان کی مشرک عورتوں کے ساتھ شادی کرنے سے منع فرما دیا (البقرۃ:۲۲۲) لیکن غیر قوم اور غیر مذہب سے تعلق رکھنے والی یہودی عورتوں سے شادی کی اجازت دی! خواہ وہ اسلام نہ لائیں اور اپنے یہودی یا مسیحی مذہب پر قائم رہیں۔ اگر قرآن کریم میں یہود کے متعلق کوئی نسلی تعصّب پایا جاتا تو کبھی ایسا نہ ہوتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم کے نزدیک تفریق و تنقید کی وجہ رنگ و نسل نہیں بلکہ اعمال ہیں۔

خود آنحضورؐ نے بھی ایک یہودی خاتون سے شادی کی یعنی حضرت صفیہؓ سے، جن کو تمام مسلمان اُمّ المومنین یعنی مومنوں کی ماں کہتے ہیں۔(بخاری، کتاب الصلاۃ، باب مایذکر فی الفخذ) گو حضرت صفیہؓ مسلمان ہو گئیں، مگر مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ شادی کے لیے یہ شرط نہیں ہے۔ اسی لیے آج بھی بعض مسلمان ایسی اہل کتاب خواتین سے شادی کرتے ہیں جو اپنے آبائی مذہب پر قائم رہتی ہیں۔

قرآنی آیات پر اعتراض

مختلف مصنفین نے جن قرآنی آیات پر اینٹی سیمیٹزم کا اعتراض کیا ہے ان کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک حصہ وہ ہے جس میں یہود پر لعنت کا ذکر ہے۔ دوسرا وہ جس میں یہود کی مثال کسی جانور سے دی گئی ہے۔ اور تیسرا حصہ وہ جہاں ان کی ذلت کا ذکر ہے۔

۱۔ یہود پر لعنت کا ذکر: قرآن کریم میں مختلف جگہ پر یہود پر لعنت کا ذکر ہے۔ در حقیقت یہ لعنت خود تورات نے ان پر ڈالی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے: لیکن اگر تُو ایسا نہ کرے کہ خُداوند اپنے خُدا کی بات سُن کر اُس کے سب احکام اور آئین پر جو آج کے دِن مَیں تُجھ کو دیتا ہُوں اِحتیاط سے عمل کرے تو یہ سب لَعنتیں تُجھ پر نازِل ہوں گی اور تجھ کو لگیں گی۔ شہر میں بھی تُو لَعنتی ہو گا اور کھیت میں بھی لَعنتی ہو گا۔ تیرا ٹوکرا اور تیری کٹھوتی دونوں لَعنتی ٹھہریں گے۔ تیری اَولاد اور تیری زمین کی پَیداوار اور تیرے گائے بَیل کی بڑھتی اور تیری بھیڑ بکریوں کے بچّے لَعنتی ہوں گے۔ تُو اندر آتے لَعنتی ٹھہرے گا اور باہر جاتے بھی لَعنتی ٹھہرے گا۔ خُداوند اُن سب کاموں میں جِن کو تُو ہاتھ لگائے لَعنت اور اِضطراب اور پِھٹکار کو تُجھ پر نازِل کرے گا جب تک کہ تُو ہلاک ہو کر جلد نیست و نابُود نہ ہو جائے۔ یہ تیری اُن بداعمالیوں کے سبب سے ہو گا جن کو کرنے کی وجہ سے تُو مُجھ کو چھوڑ دے گا۔(استثناء، باب ۲۸ آیت ۱۵ تا ۲۰)

یہی بات انہی شرائط کے ساتھ قرآن کریم نے دوہرائی ہے اور بتایا ہے کہ لعنت تعلیم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے نہ کہ کسی نسل یا مذہب سے تعلق رکھنے کی وجہ سے۔ پس سب یہودیوں پر لعنت نہیں کی گئی بلکہ صرف ان پر کی گئی ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اور توبہ کا دروازہ ہمیشہ سے کھلا ہے، جو چاہے ایمان اور نیک اعمال کے ذریعہ اس لعنت سے بچ سکتا ہے۔

۱۔ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۔ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ۔ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ۔ (المائدہ: ۷۹ تا ۸۱) بنی اسرائیل میں سے ان لوگوں پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت ڈالی گئی جنہوں نے انکار کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ نافرمان اور حد سے بڑھنے والے تھے۔ وہ بری حرکتیں کرنے والوں کو روکتے نہ تھے اور بہت برا تھا جو وہ کرتے تھے۔ تو ان میں سے اکثر کو دیکھے گا کہ وہ انکار کرنے والوں کے دوست ہیں اور اپنے لیے برے اعمال ہی آگے بھیجتے ہیں اس لیے اللہ ان کو سزا دے گا اور وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

جیسا کہ آیت کے ابتدائی الفاظ سے ظاہر ہے یہاں وضاحت سے اس لعنت کا ذکر ہے جو خود بنی اسرائیل کے انبیاء نے ہی ان پر ڈالی ہے۔ بائبل میں داؤدؑ کی بنی اسرائیل پر اس لعنت بھیجنے کا ذکر ہے۔(زبور باب ۱۰۹) اس کی وجہ یہ تھی کہ یہود نے آپؑ پر نہایت سخت الزامات لگائے تھے (اور آج تک لگاتے ہیں) جن کے جواب میں آپؑ نے ان کے لیے ایسی سخت بد دعا کی کہ انسان پڑھ کر کانپ جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے بھی اپنے زمانہ کے یہود کے متعلق شدید افسوس کا اظہار کیا۔(متی باب ۲۳) اور انجیر کے درخت پر لعنت کی۔(مرقس باب ۱۱) بائبل کے مفسرین کے مطابق انجیر کے درخت سے یہود مراد ہیں۔ چنانچہ مستند جدید مفسرین میں سے مثلاً Kertelge اور Gnilka کا یہی خیال ہے۔ بلکہ جرمنی کے کیتھولک اور پروٹسٹنٹ چرچ کے بائبل کے متفقہ ترجمہ میں بھی یہی تشریح دی گئی ہے۔(Kertelge, Markusevangelium, P112, Gnilka, Das Evangelium nach Markus, P125, Einheitsübersetzung, Mt. 21, 18-22)۔

۲۔ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَـيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۔ (النساء:۴۷تا۴۸) جو لوگ یہودی ہیں ان میں سے بعض بات کو سیاق وسباق سے ہٹا کر پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا ہے اور ہم اس کا انکار کرتے ہیں، اب تو ہی سُن جبکہ تو سنتا ہی نہیں! اور اپنی زبان کو موڑتے ہوئے کہتے ہیں "راعنا" تاکہ دین کے معاملہ میں طعنہ دیں۔ اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور ہماری بات سن اور "انظرنا" بولتے، تو یہ ان کے لیے بہتر اور اچھا ہوتا۔ لیکن اللہ نے ان پر ان کے انکار کی وجہ سے لعنت ڈال دی ہے اس لیے ان میں سے چند لوگ ہی ایمان لائیں گے۔ اے لوگو جن کو کتاب دی گئی تھی، اس پر ایمان لاؤ جو ہم نے اب نازل کیا ہے اور اس کی تصدیق کرتا ہے جو پہلے سے تمہارے پاس ہے، قبل اس کے کہ ہم چہروں کو بگاڑ کر اوندھا کر دیں یا ان پر لعنت ڈالیں جس طرح ہم نے سبت والوں پر لعنت ڈالی تھی اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہنے والا ہے۔

ان آیات کا آغاز بھی انہی الفاظ سے ہوتا ہے کہ یہود میں سے "بعض" لوگ ایسا کرتے ہیں یعنی سب نہیں۔ اور ان پر لعنت کا سبب انبیاء کی مخالفت بتایا ہے، مذہب یا نسل نہیں۔ سبت کی خلاف ورزی کی سزا بائبل کے مطابق (گنتی ۱۵ آیات ۳۲ تا ۳۶) موت ہے۔ اور بائبل ہی کہتی ہے کہ سزائے موت پانے والا لعنتی ہوتا ہے۔ (استثناء، باب ۲۱ آیات ۲۲۔۲۳) پس یہ لعنت بھی درحقیقت بائبل ہی کی بیان کردہ ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ان میں سے کچھ لوگ ایمان بھی لائیں گے۔ یعنی جو لعنتی کاموں سے بچے گا، خواہ کسی قوم یا مذہب سے ہو، اس لعنت سے باہر رہے گا۔

۳۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۫ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۫ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۔ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۔ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۔ (البقرۃ:۸۸تا۹۰) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد متعدد پیغمبر بھیجے اور عیسیٰ بن مریم کو واضح نشانات کے ساتھ بھیجا اور اس کی مقدس روح سے مدد کی۔ کیا جب بھی تمہارے پاس کوئی پیغمبر ایسی چیز لائے جو تمہیں پسند نہ ہو تو تم تکبر اختیار کروگے؟ پھر تم نے کچھ کو تو جھٹلا دیا اور کچھ کو قتل کر دیا۔ انہوں نے کہا ہم بڑے لوگ ہیں ان باتوں سے متاثر نہیں ہوتے۔ نہیں! بلکہ اللہ نے ان پر ان کے انکار کی وجہ سے لعنت کی ہے اس لیے وہ چند باتوں پر ہی ایمان لاتے ہیں۔ جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے وہ کتاب آئی جو اس کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس ہے، تو انہوں نے اس چیز کا انکار کر دیا جسے وہ پہچان چکے تھے حالانکہ وہ اس سے پہلے کافروں کے مقابل پر فتح کی دعا مانگا کرتے تھے۔ پس انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

ان آیات میں ایک مرتبہ پھر وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ تمام یہودی لعنتی نہیں کیونکہ خدا کے بہت سے برگزیدہ نبی جن کا ذکر آیت کے آغاز میں ہے، وہ بھی اسی نسل اور اسی مذہب سے تھے اور ان نبیوں پر ایمان لانے والے لوگ بھی۔ سو یہاں بھی لعنت صرف ان لوگوں کے متعلق بتائی گئی ہے جنہوں نے اسرائیلی انبیاء کا انکار بلکہ ان کو قتل کیا۔ اس لیے وہ لوگ، جو ان باتوں میں ملوث نہیں، اس لعنت سے بری ہیں۔

۴۔ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۔ (المائدہ:۱۴) ان کے اپنے معاہدہ سے پھر جانے کے سبب ہم نے ان پر لعنت ڈالی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ وہ کلام کو سیاق وسباق سے ہٹا کر پیش کرتے ہیں اور جو کچھ انہیں یاد دلایا گیا تھا اس کا ایک حصہ بھلا بیٹھے ہیں۔ تو ہمیشہ ان کی جانب سے خیانت کی اطلاع پاتا رہے گا، سوائے چند لوگوں کے، اس

کے باوجود ان سے صرف نظر کر اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

یہاں بھی تورات کی اس لعنت کا ذکر ہے جو خدا کے ساتھ معاہدہ پورا نہ کرنے کی وجہ سے ان پر ڈالی گئی تھی۔ لکھا ہے: تُم میرے سب حکموں پر عمل نہ کرو بلکہ میرے عہد کو توڑو تو مَیں بھی تمہارے ساتھ اِس طرح پیش آؤں گا کہ دہشت اور تپِ دِق اور بُخار کو تُم پر مُقرّر کر دُوں گا جو تُمہاری آنکھوں کو چَوپٹ کر دیں گے اور تُمہاری جان کو گھلا ڈالیں گے اور تُمہارا بیج بونا فضُول ہو گا کیونکہ تُمہارے دُشمن اُس کی فصل کھائیں گے۔ اور مَیں خُود بھی تُمہارا مُخالِف ہو جاؤُں گا اور تُم اپنے دُشمنوں کے آگے شِکست کھاؤ گے اور جِن کو تُم سے عداوت ہے وُہی تُم پر حکمرانی کریں گے اور جب کوئی تُم کو رگیدتا بھی نہ ہو گا تب بھی تُم بھاگو گے۔ (احبار باب۲۶ آیت ۱۵۔۱۷)

قرآن کریم نے آیت میں "سوائے چند لوگوں" کے الفاظ سے یہ ظاہر فرما دیا ہے کہ اس جگہ بھی تمام لوگ مراد نہیں بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے خدا کے ساتھ کیا ہوا عہد توڑ دیا تھا۔ اور اس کا نتیجہ کیا نکالا ہے؟ یہ کہ ان سے درگزر کر اور ان کو معاف کر! کیا نسلی تعصّب کا یہ نتیجہ ہوتا ہے؟ تعصّب کا مقصد تو نفرت اور بدسلوکی ہوتا ہے جبکہ قرآن کریم عفو اور درگزر کرنے کا حکم دے رہا ہے۔

۵۔ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ۔ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ۔ (المائدہ:۶۰ تا۶۱) تو کہہ دے: اے اہل کتاب کیا تم ہم سے اس لیے دشمنی کرتے ہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو اس نے ہم پر اتارا اور اس پر بھی جو اس سے پہلے اتارا گیا تھا یا اس لیے کہ تم میں سے اکثر حد اطاعت سے نکل جانے والے ہیں؟ تو کہہ دے: کیا میں تمہیں وہ بات بتاؤں جو اللہ کے نزدیک اس سے بھی بری ہے؟ وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی ہو اور ان پر اس کا غضب بھڑکا ہو۔

یہاں بھی "اکثر" کے لفظ سے واضح فرمایا ہے کہ سب یہودی مراد نہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مسیحیت اور اسلام کے نزدیک اکثر یہودی اطاعت کے دائرہ سے نکل گئے تھے تبھی حضرت عیسیٰؑ کو بھیجنے کی ضرورت پڑی۔ اگر یہود کی اکثریت راہ راست پر قائم رہتی تو مسیحؑ کیوں آتے؟ پہلے نبیوں نے بھی ایسے لوگوں پر لعنت ڈالی ہے جو ان کی سخت مخالفت کرتے تھے اور ان پر الزامات لگاتے تھے، جیسا کہ حضرت داوٗدؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق گزر چکا ہے۔

۶۔ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۭ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۭ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ۔ (المائدہ:۶۳۔۶۵) تو دیکھے گا کہ ان میں سے بہت سے لوگ گناہ اور دشمنی میں بڑھتے جاتے اور حرام کھاتے ہیں۔ بہت ہی برا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ ان کے ربی اور علماء ان کو گناہ کی بات کرنے اور حرام کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے؟ بہت برا ہے جو وہ بناتے ہیں۔ یہود نے کہا خدا کی مٹھی بند ہے! ان پر یہ بات کہنے کے سبب لعنت کی گئی اور ان کی اپنی مٹھیاں بند کر دی گئی ہیں۔ ہر گز نہیں! اس کی دونوں مٹھیاں کھلی ہیں، وہ جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ اور جو کچھ تجھ پر اتارا گیا ہے، وہ ان کی اکثریت کو بغاوت اور انکار میں ہی بڑھاتا ہے۔ ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لیے بغض و دشمنی ڈال دی ہے۔ جب بھی یہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں، اللہ اسے بجھا دیتا ہے۔ اور یہ زمین میں فساد کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ان دونوں آیات میں "کثیر" کا لفظ استعمال کر کے واضح کیا گیا ہے کہ یہاں بھی تمام لوگ مراد نہیں۔ نیز لعنت کی وجہ خدا تعالیٰ پر ایک اعتراض کرنا اور متکبر ہونا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو یہ اعتراض نہیں کرتے وہ اس لعنت کے دائرہ سے باہر ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ان آیات کو سیاق و سباق میں دیکھنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے کہیں بھی تمام یہود کو لعنتی قرار نہیں دیا۔ ہر جگہ یہ واضح کیا ہے

کہ صرف وہ لوگ مراد ہیں جو کہ مخصوص بد اعمال پر مُصر ہیں۔ ایسی لعنتیں خود یہود کے متعدد انبیاء نے ان پر بھیجی ہیں۔ جب قرآن کریم یہود کے انبیاء کو برگزیدہ اور خاص طور پر ان کے جد امجد، حضرت ابراھیمؑ، اور یہودیت کے بانی، حضرت موسیٰؑ، کو مقرب الٰہی تسلیم کرتا ہے اور یہ اعلان کرتا ہے کہ اگر یہودی ان بد اعمال سے باز آجائیں جن کا ذکر ان آیات میں ہے تو ان کے لیے اس لعنت سے بچنے کا راستہ کھلا ہے، تو پھر اس پر نسلی تعصّب کا الزام کیونکر لگایا جا سکتا ہے؟

۲۔ بندر، سور، گدھے سے تشبیہ: دوسرا اعتراض ان آیات پر کیا گیا ہے جن میں یہود کو بندر، سور اور گدھے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ چنانچہ ایک مصنف نے اپنی کتاب کا عنوان ہی یہ رکھا ہے: Neil J Kressel, „The Sons of Pigs and Apes Muslim Antisemitism and the Conspiracy of Silence, Potomac Books, 2012۔ اس لیے ان آیات کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ حسب سابق یہاں بھی ظاہر ہو گا کہ قرآن کریم نے کسی بھی جگہ تمام یہود کو ان الفاظ سے یاد نہیں کیا نہ ہی یہود کی نسل یا ان کے مذہب کو ایسا خطاب دیا ہے بلکہ بعض اعمال کرنے والوں کو ایسا کہا ہے۔ فرمایا: وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ۔ (البقرۃ:۶۷) تم خوب جانتے ہو کہ تم میں سے جن لوگوں نے سبت کے معاملہ میں زیادتی کی ان کو ہم نے کہا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ۔ (الاعراف:۱۶۶) جب وہ اسے بھول گئے جو انکو یاد کروایا گیا تھا تو ہم نے برائی سے منع کرنے والوں کو بچا لیا اور جو ظلم کرنے والے تھے ان کو نافرمانی کرنے کی وجہ سے سخت عذاب میں مبتلا کر دیا۔ جب وہ ایسی حرکتیں کرنے لگے جن سے انہیں منع کیا گیا تھا تو ہم نے انہیں کہا کہ اب تم ذلیل بندر بن جاؤ۔ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ۔ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ۔ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (المائدہ:۶۱۔۶۳) کیا میں تمہیں خدا کے نزدیک اس سے بھی زیادہ بری بات بتاؤں؟ یہ کہ اللہ کی کسی پر لعنت ہو اور اس پر اس کا غصہ بھڑکے اور ان میں سے کچھ کو اس نے بندر، سور اور شیطان کے مرید بنا دیا۔ یہ لوگ سب سے برے اور سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ جب وہ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لاتے ہیں حالانکہ وہ انکار کرتے ہوئے ہی مجلس میں داخل ہوتے ہیں اور انکار کرتے ہی وہاں سے نکلتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کیا چھپا رہے ہیں۔ تو دیکھے گا کہ ان میں سے بہت سے لوگ گناہ اور دشمنی کرنے اور حرام کھانے میں جلدی کرتے ہیں۔ بہت برا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔ (الجمعہ:۶) ان لوگوں کی مثال، جن کو تورات دی گئی تھی مگر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا گدھے کی سی ہے جس نے کتابیں اٹھا رکھی ہوں۔ جو قوم اللہ کی آیات کا انکار کرے اس کی مثال کیا ہی بری ہے۔ اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

ان آیات میں یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ یہود میں سے ایک گروہ ہدایت پر قائم اور نصیحت کرنے والا تھا جبکہ دوسرا گروہ نافرمان تھا۔ پہلے گروہ کے متعلق فرمایا کہ ان کو ہم نے بچا لیا۔ اور دوسرے گروہ کے متعلق فرمایا کہ ان کو سزا دی گئی۔ سزا یہ تھی کہ ان کو بندر بنا دیا گیا۔ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ آنحضورؐ نے یہی الفاظ بندر اور سور مسلمانوں کے متعلق بھی استعمال فرمائے ہیں۔ پس بندر کہنے کی بنیاد کسی نسل یا مذہب پر نہیں ہے بلکہ اعمال پر ہے، خواہ وہ کسی قوم سے وقوع پذیر ہوں۔ اسی لیے مسلمانوں کے متعلق بھی یہی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ بندر محض مذہبی رسوم کی نقل کر سکتا اس میں روحانیت نہیں ہوتی، سور کھیتیاں اجاڑتا اور فساد برپا کرتا ہے جبکہ کتابیں اٹھانے والا گدھا بظاہر تو بہت علم رکھتا ہے مگر اس پر عمل نہیں کرتا۔ یہ تینوں باتیں اعمال سے تعلق رکھتی ہیں نہ کہ نسل سے۔

۳۔ دیگر آیات: اعتراضات کے تیسرے زمرہ میں وہ آیات ہیں جن میں یہود کے متعلق بعض سزاؤں کا ذکر ہے۔ ان میں سے اہم ترین یہ ہیں:

۱۔ وَاِذۡ قُلۡتُمۡ يٰمُوۡسٰى لَنۡ نَّصۡبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادۡعُ لَنَا رَبَّكَ يُخۡرِجۡ لَنَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ مِنۡۢ بَقۡلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوۡمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِىۡ هُوَ اَدۡنٰى بِالَّذِىۡ هُوَ خَيۡرٌ ؕ اِهۡبِطُوۡا مِصۡرًا فَاِنَّ لَكُمۡ مَّا سَاَلۡتُمۡ ؕ وَضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ وَالۡمَسۡكَنَةُ ۚ وَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ۔ (البقرۃ:۶۲) اسی طرح وہ وقت بھی یاد کرو جب تم نے موسیٰؑ کو کہا تھا کہ ہم روز ایک ہی کھانا نہیں کھا سکتے۔ پس تو اپنے رب کو پکار کہ وہ ہمارے لیے زمین سے اگائی ہوئی چیزیں بھی پیدا کرے جیسا کہ ترکاریاں، کھیرے، لہسن، دال اور پیاز۔ اُس نے جواب دیا کیا تم وہ چیز جو بہتر ہے اس سے بدلنا چاہتے ہو جو کمتر ہے؟ اگر تم ایسا ہی چاہتے ہو تو کسی شہر میں چلے جاؤ وہاں تمہیں یہ سب ملے گا۔ ان پر ذلت اور مسکینی مسلط کر دی گئی۔ اور انہوں نے خدا کا غضب بھڑکایا۔ اور یہ اس لیے ہوا کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار اور نبیوں کو ناحق قتل کیا کرتے تھے۔ اور اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھنے والے تھے۔ ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ اَيۡنَ مَا ثُقِفُوۡۤا اِلَّا بِحَبۡلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡمَسۡكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ۔ (آل عمران ۱۱۳) خواہ وہ کہیں بھی ہوں ان پر ذلت مسلط کر دی گئی ہے سوائے اس کے کہ اللہ یا لوگوں کے ساتھ معاہدہ کر لیں۔ اور ان پر اللہ کا غضب ہوا اور ان پر مسکینی مسلط کر دی گئی۔ اس کی وجہ تھی کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے اور اس لیے کہ وہ نافرمانی اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔

یہ بات، اسی شرط کے ساتھ خود تورات نے بیان کی ہے۔ لکھا ہے: خُداوند اُن سب کاموں میں جِن کو تُو ہاتھ لگائے لَعنت اور اِضطراب اور پِھٹکار کو تُجھ پر نازِل کرے گا جب تک کہ تُو ہلاک ہو کر جلد نیست و نابُود نہ ہو جائے۔ یہ تیری اُن بداعمالیوں کے سبب سے ہو گا جن کو کرنے کی وجہ سے تُو مُجھ کو چھوڑ دے گا۔... خُداوند تُجھ کو تیرے دُشمنوں کے آگے شِکست دِلائے گا۔... دُنیا کی تمام سلطنتوں میں تُو مارا مارا پِھرے گا۔... تُو اپنے سب دھندوں میں ناکام رہے گا اور تُجھ پر ہمیشہ ظُلم ہی ہو گا اور تُو لُٹتا ہی رہے گا اور کوئی نہ ہو گا جو تُجھ کو بچائے۔... پردیسی جو تیرے درمیان ہو گا وہ تُجھ سے بڑھتا اور سرفراز ہوتا جائے گا پر تُو پست ہی پست ہوتا جائے گا۔ وہ تُجھ کو قرض دے گا پر تُو اُسے قرض نہ دے سکے گا۔ وہ سر ہو گا اور تُو دُم ٹھہرے گا۔ اور چُونکہ تُو خُداوند اپنے خُدا کے اُن حُکموں اور آئِین پر جِن کو اُس نے تُجھ کو دِیا ہے عمل کرنے کے لیے اُس کی بات نہیں سُنے گا اِس لیے یہ سب لَعنتیں تُجھ پر آئیں گی اور تیرے پیچھے پڑی رہیں گی اور تُجھ کو لگیں گی جب تک تیرا ناس نہ ہو جائے۔ (استثناء، باب ۲۸، آیات ۲۰ تا ۴۵)

قرآن کریم اسی بات کو بیان فرما رہا ہے۔ وجہ بھی وہی ہے جو تورات میں لکھی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار جس میں وہ اس حد تک بڑھ جاتے تھے کہ آیات لانے والے انبیاء کے قتل کے درپے ہو جاتے تھے۔ اور یہ ذلت و مسکینی صرف انہی کے لیے ہے جو نافرمانی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ورنہ موسیٰؑ، جن کی تورات میں یہ انذار لکھا ہے، سے لے کر مسیحؑ کے زمانہ تک بہت سے انبیاء اور دیگر بزرگ بھی اسی نسل اور اسی مذہب سے آئے، جن کو قرآن کریم خدا تعالیٰ کا مقرب اور انعام یافتہ قرار دیتا ہے۔

۲۔ فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ يَكۡتُبُوۡنَ الۡكِتٰبَ بِاَيۡدِيۡهِمۡ ۚ ثُمَّ يَقُوۡلُوۡنَ هٰذَا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ لِيَشۡتَرُوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ فَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا كَتَبَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ وَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا يَكۡسِبُوۡنَ (البقرۃ:۸۰) پس تباہی ہو ان لوگوں کے لیے جو حقیر دنیاوی فائدہ کے لیے کتاب میں اپنی طرف سے باتیں لکھ کر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں۔ سو ان کے لیے تباہی ہو اس سبب سے جو وہ اپنی طرف سے لکھتے ہیں اور اس سبب سے جو وہ اس طریق پر کماتے ہیں۔

اس آیت پر اعتراض بھی ناقابل فہم ہے۔ یہاں بھی ایک مخصوص عمل کی مذمت کی گئی ہے۔ کسی نسل یا مذہب کی نہیں۔

۳۔ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۔ (التوبہ:۲۹)اہل کتاب میں سے جو لوگ اللہ پر اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جس سے اللہ اور اس کے رسول نے منع کیا ہے نہیں رکتے اور سچے دین کی پیروی نہیں کرتے، ان کے ساتھ اس وقت تک مقابلہ کر جب تک کہ وہ ذلیل ہو کر جزیہ نہ دے دیں۔

اس جگہ اول تو اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ دونوں کا ذکر ہے اس لیے اس آیت پر اینٹی سیمیٹزم کا الزام بے معنی ہے۔ دوسرے یہاں بھی انہی اہل کتاب کی بات ہو رہی ہے جن کا ذکر اس سورۃ میں آغاز سے انجام تک چل رہا ہے یعنی وہ لوگ جو اسلام کے خلاف پہلے سے جنگیں کر رہے تھے۔ عجیب بات یہ ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی، تو اس کے بعد مسلمانوں کی یہود کے ساتھ کوئی جنگ نہیں ہوئی! پس یہ ایک عمومی تعلیم ہے کہ جو اہل کتاب پہلے سے جنگ کر رہے ہیں (اس سورت کے نزول کے وقت وہ بعض عرب مسیحی قبائل تھے نہ کہ یہودی) ان کے ساتھ جنگ جاری رکھو۔ اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ اس آیت کے باوجود مدینہ میں یہودی آباد رہے اور وہ جزیہ بھی نہیں دیتے تھے کیونکہ میثاق مدینہ میں ان کے ساتھ جو معاہدہ ہوا تھا، انہوں نے اسے نہیں توڑا۔ چنانچہ آنحضورؐ کی وفات کے وقت بھی آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن تھی۔ (بخاری، کتاب الجہاد، ۲۹۱۶) جس سے ظاہر ہے کہ ان یہود کے ساتھ عام کاروباری اور تجارتی تعلقات بدستور جاری رہے۔

۴۔ وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا۔فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ (النساء:۱۵۵۔۱۵۶)ہم نے ان کو کہا کہ سبت کے معاملہ میں زیادتی نہ کرنا اور ہم نے ان سے ان باتوں پر پختہ عہد لیا۔ پھر اپنا عہد توڑنے کے سبب اور اللہ کی آیات کے انکار اور انبیاء کے ناحق قتل کے سبب اور اس لیے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارے دل تو پردوں میں ہیں، ہم نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ پس ان میں سے چند لوگ ہی ایمان لائیں گے۔

ان آیات میں اول تو استثنار کھا گیا ہے کہ چند لوگ بہر حال ایمان لائیں گے۔ دوسرے یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ جو سزا دی گئی، یعنی دل پر مہر کرنا، یہ ان کے اعمال کی وجہ سے تھی نہ کہ کسی نسل یا مذہب سے ہونے کے سبب۔ بائبل میں سبت توڑنے کی سزا، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، لعنتی موت تھی۔

خلاصہ

پس کسی لحاظ سے دیکھیں قرآن کریم پر اینٹی سیمیٹزم کا الزام غلط ہے۔ اسلام میں نسلی امتیاز کی کوئی بنیاد موجود نہیں۔ اسلام یہودیت کو خدا کی طرف سے آنے والا ایک سچا مذہب بیان کرتا ہے۔ یہود کے بزرگ انبیاء کو سچا اور خدا کا مقرب مانتا ہے۔ یہود کو اسلام لانے کی دعوت دیتا ہے۔ یہود کے ساتھ حسن معاشرت کی تعلیم دیتا ہے۔ ان کا ذبیحہ، ان کا کھانا، ان کے ہاں آنا جانا، یہودی عورتوں سے شادی تک جائز قرار دیتا ہے۔ البتہ یہود میں جو خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں اور ان کے اعمال میں جو بگاڑ آ چکا تھا، اس پر اسی طرح تنقید کرتا ہے اور اسی طرح کے الفاظ استعمال کرتا ہے جیسا کہ دیگر اقوام عربوں، بت پرستوں، مسیحیوں وغیرہ کے متعلق۔ اور ایسا کرنا ہر نئے مذہب کے لیے ضروری ہے ورنہ اس کی ضرورت ہی نہیں۔ قرآن کریم یہ بھی بیان فرماتا ہے کہ تمام یہود ایک جیسے نہیں۔ اور واضح کرتا ہے کہ یہود میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو خدا اور یوم آخرت پر ایمان لاتے اور عبادت کرتے ہیں۔ ان کا اجر ان کو ضرور ملے گا۔ قرآن کریم کی جن آیات پر اعتراض کیا گیا ہے ان کا جائزہ ظاہر کرتا ہے کہ جہاں یہود پر تنقید کی گئی ہے وہاں بعض اعمال کا ذکر ہو رہا ہے اور ساتھ ہی کہا گیا ہے کہ اگر وہ ان اعمال سے باز آ جائیں اور اپنے اعمال درست کر لیں تو اس تنقید کے نیچے نہ ہوں گے۔ یہی بات قرآن کریم مسیحیوں، مشرکین وغیرہ دوسری اقوام کے متعلق بھی کہتا ہے۔ پس قرآن کریم پر نسلی تعصّب کا الزام ہر لحاظ سے غلط ہے۔

جماعت احمدیہ گنی بساؤ کے پندرھویں جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء کا کامیاب انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے جماعت احمدیہ گنی بساؤ کو اپنا ۱۵واں جلسہ سالانہ ۲۶ تا ۲۸/دسمبر ۲۰۲۵ء دارالحکومت بساؤ میں جماعت کی زمین 'ربوہ' پر منعقد کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

جلسہ سالانہ کا تیسرا دن: اختتامی اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ قادیان سے براہِ راست خطاب ایم ٹی اے کے ذریعے مقامی زبان کریول کے ترجمہ کے ساتھ سنا گیا۔ اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اختتامی دعا کے ساتھ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

شمولیت و کوریج: الحمدللہ، جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء میں ۵۰۵۰/سے زائد افراد نے شرکت کی۔ جلسہ کی کارروائی کی نیشنل ٹی وی، ریڈیو چینلز، اخبارات اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر بھرپور انداز میں کوریج کی گئی۔ تمام تقاریر اور دروس فیس بک پر بھی لائیو نشر کیے گئے جس سے بیرون ملک مقیم گنی بساؤ کے مقامی لوگوں نے بھی فائدہ اٹھایا۔

اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو قبول فرمائے، جماعت احمدیہ گنی بساؤ کو ترقیات سے نوازے اور ہمیں خلافت احمدیہ کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین (رپورٹ: زاہد احمد بھٹی۔ مبلغ سلسلہ گنی بساؤ) (الفضل ڈاٹ آرگ، 10 فروری 2026ء)

جماعت احمدیہ سینیگال کے تیرھویں جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء کا کامیاب انعقاد

☆...”اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ“ کے مرکزی موضوع پر منعقدہ جلسہ سالانہ میں مختلف علمی وروحانی موضوعات پر تقاریر کا اہتمام

مہمانوں کی آمد: مورخہ ۲۵؍دسمبر بروز جمعرات شام سے ہی ملک کے دُور دراز ریجنز سے شاملین جلسہ قافلہ در قافلہ آنا شروع ہوگئے تھے اور ان میں ایسے احباب بھی شامل تھے جو ۶۰۰؍کلومیٹر سے زائد کا سفر کر کے جلسہ گاہ پہنچے تھے۔

دوران سال تعلیمی میدان میں اعلیٰ نمبر حاصل کرنے والے طلبہ میں مکرم امیر صاحب سینیگال نے انعامات تقسیم کیے۔ جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۲۵ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب جلسہ گاہ میں موجود تمام احباب نے توجہ سے سنا۔

حاضری: جلسہ سالانہ سینیگال ۲۰۲۵ء میں ملک کے ۱۴؍ریجنز کے ۱۵۱۰؍مرد وخواتین شامل ہوئے۔ ان کے علاوہ ہمسایہ ملک گیمبیا سے بھی وفد نے شرکت کی۔ نیز سعودی عرب سے ایک اور نیوزی لینڈ سے دو خدام نے خصوصی طور پہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لیے سفر اختیار کیا۔ اسی طرح ۲۰؍سے زائد غیر از جماعت احباب شامل ہوئے جن میں اکثر چیف آف ولیج اور مختلف دیہات کے نمائندگان تھے جو پہلی بار جلسہ سالانہ میں شامل ہو رہے تھے۔

میڈیا کوریج: جلسہ سے دس روز قبل سے ہی تین ریجنز میں ریڈیو سٹیشنز پر جلسہ سالانہ کی آگاہی کے لیے اعلانات کیے جاتے رہے۔ نیز بعد از جلسہ بھی جلسہ کے پروگرامز ریجنز کے ریڈیو سٹیشنز پر نشر ہوتے رہے۔

جلسہ گاہ مستورات: جلسہ کے دوسرے روز صبح مستورات کی جلسہ گاہ میں لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ خواتین مقررین نے جلسہ کے مرکزی موضوع کے تحت مختلف عناوین پر تقاریر کیں۔ حضور ﷺ کی شان میں حضرت مسیح موعودؑ کے بیان کردہ عربی قصائد بھی ناصرات نے نہایت خوش الحانی سے پڑھے۔

(رپورٹ: حافظ مصور احمد مزمل۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)

(الفضل ڈاٹ آرگ، 14 فروری 2026ء)

جماعت احمدیہ نائیجر کے اٹھارویں جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء کا بابرکت انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ نائیجر کو اپنا ۱۸واں جلسہ سالانہ ”رحمۃ للعالمین“ کے مرکزی موضوع پر مورخہ ۲۶ تا ۲۸، دسمبر ۲۰۲۵ء محمد آباد (گڈاں رومجی) ریجن مارادی میں منعقد کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ اس برس ایک لمبے عرصے کے استعمال کے لئے جلسہ گاہ تعمیر کی گئی، نائجر کے موسم اور تیز ہواؤں کے باعث جو مشکلات پیش آتی تھیں ان سے نجات حاصل ہوئی۔ الحمدللہ

اختتامی اجلاس میں جماعت احمدیہ نائیجر کو بھی یہ سعادت حاصل ہوئی کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قادیان کے جلسہ سالانہ سے ہونے والے اختتامی خطاب کی نشریات میں دیگر ممالک کے ساتھ ساتھ نائیجر بھی نشریات کا حصہ بنا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب اور دعا کے ساتھ ہی نائیجر کے جلسہ سالانہ کا بھی اختتام پذیر ہوا۔

بعد از دعا وترانے جو قادیان سے براہ راست پیش کیے گئے، مکرم عبد الرحمٰن صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نائیجر، مکرم حسن جیبو صاحب معلم سلسلہ، مکرم حسینی جیبو صاحب معلم سلسلہ اور مکرم احمد وبخاری صاحب معلم سلسلہ نے مل کر ترانۂ خلافت اردو زبان میں پیش کیا جس پر جلسہ گاہ میں موجود احباب نے بھی اس ترانہ میں اُن کا ساتھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی جلسہ سالانہ انتہائی روحانی اور جذباتی ماحول میں اپنے اختتام کو پہنچا۔ اختتام کے بعد تمام قافلوں نے واپسی کے لیے تیاری کا آغاز کر دیا۔

میڈیا کوریج: جلسہ کی کوریج ORTN جو کہ نیشنل حکومتی ٹی وی چینل ہے نے کی اور باقاعدہ طور پر اس کو ٹی وی پر نشر کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ میں ۳۳۴۰ احباب ومستورات نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ تمام شاملین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

(رپورٹ: کوثر جمیل۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)

(الفضل ڈاٹ آرگ، 17 فروری 2026ء)

جماعت احمدیہ برکینا فاسو کے چونتیسویں جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء کا بابرکت انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برکینا فاسو کا چونتیسواں جلسہ سالانہ ”کل برکۃ من محمد“ کے مرکزی موضوع پر مورخہ ۲۶ تا ۲۸؍ دسمبر ۲۰۲۵ء بستان مہدی، واگادوگو میں منعقد ہوا۔ امسال مکرم عمر معاذ کولی بالی صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ مالی نے جلسہ میں بطور مرکزی نمائندہ شرکت کی۔ وزیر پرائمری تعلیم و نیشنل زبانوں کی ترویج کے نمائندہ نے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ملک بھر سے بڑی تعداد میں شرکاء کی موجودگی جماعت کی مضبوط تربیت و تنظیم کا ثبوت ہے۔ لیو ریجن کے مقامی روایتی چیف نے کہا کہ چونکہ انسان کا امیر یا غریب اور کسی قبیلہ یا برادری میں پیدا ہونا اس کی اپنی مرضی نہیں، اس لیے ہمیں تفریق چھوڑ کر باہمی محبت کے ساتھ ایک دوسرے کی مدد اور مسائل کا حل کرنا چاہیے۔ بستان مہدی کے علاقے کے چیف نے کہا کہ ان کے والد نے تین دہائیاں قبل تحقیق کے بعد یہ زمین جماعت احمدیہ کو اس لیے دی تھی کہ وہ ایک پرامن اور محب وطن جماعت ہے۔

جلسہ قادیان میں براہ راست شرکت: جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب براہ راست سننے کے لیے مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہ دونوں طرف بڑی سکرین کا انتظام کیا گیا تھا۔ احباب جماعت نے نظم وضبط سے بیٹھ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب سنا۔ خطاب کے بعد اختتامی دعا کے ساتھ ہی برکینا فاسو کا ۳۴واں جلسہ سالانہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

حاضری: برکینا فاسو میں دہشت گردی کی وجہ سے بہت سے علاقوں سے سفر کرنا ممکن نہیں۔ اس لیے تمام ریجنز سے نمائندگی نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ ڈوری ریجن سے احباب جلسہ میں شامل ہونے کے لیے نہیں آسکے۔ ڈوری میں ویڈیو لنک کے ذریعہ تینوں دن جلسہ کی کارروائی دیکھی اور سنی جاتی رہی۔ مجموعی طور پر ڈوری میں ۷۰۰؍ سے زائد افراد جلسہ میں آن لائن شامل ہوئے۔ ملکی حالات خراب ہونے کے باوجود احباب بہت قربانی کر کے جلسہ میں شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال جلسہ کی حاضری ۶۱۴۱؍ رہی۔ اس میں ڈوری ریجن کے احباب شامل نہیں ہیں۔

سوشل میڈیا: شعبہ سوشل میڈیا نے جلسہ کی مکمل کارروائی براہ راست سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر نشر کی جس میں ایکس، فیس بک، یوٹیوب، انسٹاگرام اور ٹک ٹاک وغیرہ شامل ہیں۔ مجموعی طور پر ان تمام سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر سات لاکھ تیس ہزار ۹۱۹؍ لوگوں نے جلسہ کے تعارفی اشتہارات اور کارروائی دیکھی۔

نیشنل میڈیا پر خبریں: نیشنل ٹی وی چینل RTB کے علاوہ BF1 اور ٹی وی چینل 3 TV نے اپنے نیوز بلیٹن میں جلسہ سالانہ کی تفصیلی خبریں نشر کیں۔ اسی طرح مقامی آن لائن اخبارات نے بھی جلسہ کو کوریج دی۔

(رپورٹ: چودھری نعیم احمد باجوہ۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)(24 فروری 2026ء)

جماعت احمدیہ نائیجیریا کے اکہتر ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے جماعت احمدیہ نائیجیریا کو اپنا اکہتر واں جلسہ سالانہ مورخہ ۱۹/ تا ۲۱/ دسمبر ۲۰۲۵ء "واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا ولا تفرقوا" کے مرکزی موضوع پر نہایت کامیابی کے ساتھ احمدیہ کانفرنس گراؤنڈ الارو (Ilaro) میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعائیں تھیں کہ امسال جلسے کی حاضری ۳۵ ہزار ۱۷۷ رہی۔ الحمدللہ

جلسہ کی تیاری تو مہینوں قبل شروع ہو جاتی ہے لیکن جلسہ سے دو ہفتہ قبل تمام کارکنان الارو جمع ہو کر تیاری کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مورخہ ۱۷/ اگست بروز بدھ مکرم الحاجی عبدالعزیز الاتوے صاحب امیر جماعت احمدیہ نائیجیریا نے جلسہ کمیٹی اور نائبین امراء کے ہمراہ جلسہ گاہ کا دورہ کیا اور تمام شعبہ جات کا جائزہ لے کر کارکنان کو ہدایات دیں۔ اسی دن بعد از نماز ظہر مکرم امیر صاحب نے خاکسار (نمائندہ مبلغ انچارج)، نمائندہ پرنسپل جامعہ احمدیہ مکرم طارق محمود صاحب اور جملہ جلسہ کمیٹی کے ہمراہ علاقے کے چیف امام صاحب اور بادشاہ (Olu of Ilaro, Paramount Ruler of Yewa Land and chairman, Ogun state Council of Traditional rulers) کے ساتھ ملاقات کی۔ اور جلسہ میں آنے کی ایک بار پھر دعوت دی۔ یہ ہر سال جلسہ میں تشریف لاتے ہیں اور بھرپور تعاون کرتے ہیں۔

اس تقریر کے بعد شعبہ تعلیم کے تحت تقسیم اسناد کی تقریب منعقد کی گئی جس میں امیر صاحب نے تعلیمی میدان میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے والے احباب میں اسناد اور تمغے تقسیم کیے۔ امیر صاحب نے اجلاس کے آخر پر دعا کروائی۔ امیر صاحب نے تمام غیر از جماعت معزز مہمانوں کو مرکزی نمائش کا دورہ اور تعارف کروایا۔ ہر سال کی طرح امسال بھی ایک مرکزی نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جس میں جماعت کے تمام بڑے شعبوں کی طرف سے سٹال لگایا گیا تھا۔ معزز مہمانوں کے ساتھ ساتھ احباب جماعت بھی اس نمائش سے مستفیض ہوتے رہے۔

نماز ظہر وعصر کے بعد ۱۶/ نکاحوں کا اعلان کیا گیا۔

پروفیسر عبداللہ عبدالرحمٰن صاحب، وائس چانسلر منارۃ یونیورسٹی نے پہلے تعلیمی سال کے آغاز کا اعلان کیا۔ اور اس سے متعلقہ اہم معلومات دیں۔

اسی روز رات کو نو بج کر ۲۰ منٹ سے ۱۱ بجے تک مجلس سوال وجواب کا انعقاد ہوا۔ جس میں دو مبلغین مکرم حافظ عبدالغنی شوبامبی صاحب اور خاکسار، پروفیسر عبدالمجید حسن بیلو صدر قضاء بورڈ، مکرم عبداللطیف ایڈے لیگا صاحب معلم سلسلہ اور مکرم یوسف اسماعیل معلم سلسلہ نے احباب جماعت اور غیر از جماعت بھائیوں کے مختلف سوالات کے جواب دیے۔ دوران پروگرام ایک صاحب نے سوال کرنے کے بعد جماعت کی تعلیمات کو سراہا اور بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

(رپورٹ: سید اطہر محمود۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)

(الفضل ڈاٹ آرگ، 25 فروری 2026ء)

جماعت احمدیہ بینن کے چونتیسویں جلسہ سالانہ ۲۰۲۵ء کا بابرکت و کامیاب انعقاد

☆...گھانا، ٹوگو اور یوکے سے تشریف لائے مہمانوں سمیت ۳۹۴۲/ احباب کی شمولیت

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن کو ۱۹/ تا ۲۱/ دسمبر ۲۰۲۵ء اپنا ۳۴/ واں جلسہ سالانہ ”امن اور قومی اتحاد پر اسلامی نکتہ نظر“ کے مرکزی موضوع پر بینن کے ریجن پوبے کے علاقہ کیتو (Ketou) میں موجود جماعتی اراضی 'بستان مہدی' میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ بینن کے پہلے اجلاس میں ۶/ مختلف مہمانان اور اعلیٰ سیاسی افسران نے شمولیت کی اور اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ ان تمام مہمانان نے جماعت احمدیہ کو اپنے ۳۴/ ویں جلسہ سالانہ کے انعقاد پر مبارک باد پیش کی نیز جماعت احمدیہ کی ملک بھر میں خصوصاً جبکہ دنیا بھر میں عموماً انسانیت کی خدمات کو سراہتے ہوئے جماعت احمدیہ کی امن کے قیام کے لیے کاوشوں کا اعتراف کیا۔

بینن کی روایت کے مطابق مختلف مقامی زبانوں میں جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ چونکہ دُور دراز علاقوں سے احباب جلسہ سالانہ میں شرکت کے لیے آتے ہیں اور فرانسیسی زبان سمجھنے میں جن کو مشکل ہوتی ہے ان کے لیے مقامی زبان میں ایک خاص موضوع پر جلسہ کا انعقاد کیا جاتا ہے جن میں فولانی اور فونگبے زبان شامل ہیں۔ جلسہ کا عنوان ”آمد امام مہدی کی ضرورت و اہمیت“ تھا۔

امسال جلسہ سالانہ کے موقع پر قرآن و دیگر جماعتی کتب کی نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جو شاملین جلسہ کے لیے توجہ کا باعث بنی۔ اس کے علاوہ ہیومینٹی فرسٹ کی جانب سے ایک خصوصی سٹال کا اہتمام کیا گیا جس میں خلفائے کرام کی خوبصورت اور لیمینیٹ کی گئی تصاویر، Key Chains، ٹی شرٹ اور ٹوپیوں کے علاوہ کھانے کا سٹال لگایا گیا جو کہ احباب جماعت کی خصوصی توجہ کا مرکز بنا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ کی کارروائی بینن کے مختلف ٹی وی چینلز اور اخبارات میں نشر کی گئی۔

(رپورٹ: مرزا فرحان احمد بیگ۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل) (الفضل ڈاٹ آرگ (25مارچ2026ء)

آئیوری کوسٹ کے ریجن بندوکو میں دو احمدیہ مساجد کا بابرکت افتتاح

مسجد اکرام کا افتتاح: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کو ریجن بندوکو میں دو مساجد کے افتتاح کی توفیق ملی۔ مورخہ ۲۴؍ جنوری ۲۰۲۶ء بروز ہفتہ ریجن کی جماعت گابورو (Gbaboro) میں مسجد اکرام کی افتتاحی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اس بابرکت موقع پر ۵۰؍ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ اس گاؤں میں ۲۰۱۶ء میں جماعت احمدیہ کا قیام ہوا۔ تعمیر کردہ مسجد کا کل احاطہ ۴۸؍ مربع میٹر ہے۔ جبکہ اس مسجد کی تعمیر کے اخراجات مکرم اکرام اللہ رانجھا صاحب مقیم جرمنی کو ادا کرنے کی توفیق ملی۔

مسجد بیت الحیّ کا افتتاح: اس افتتاح کے اگلے دن مورخہ ۲۵؍ جنوری ۲۰۲۶ء کو ریجن کی دوسری جماعت واسیدے (Wasside) میں نو تعمیر شدہ مسجد بیت الحیّ کی باقاعدہ افتتاحی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اس گاؤں میں بھی ۲۰۱۶ء میں احمدیت کا نفوذ ہوا جہاں ۱۰۰؍ سے زائد احمدی احباب موجود ہیں۔ اس مسجد کا کل احاطہ ۶۳؍ مربع میٹر ہے۔ تعمیر کے اخراجات مکرم طارق ملک صاحب مقیم امریکہ کو ادا کرنے کی توفیق ملی۔ مسجد بیت الحیّ کی افتتاحی تقریب نہایت وقار اور شان کے ساتھ منعقد ہوئی جس میں ۴۰۰؍ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ شاملین میں علاقہ کے گورنر کے نمائندے، ڈپٹی گورنر، چیف کیبنٹ آف گورنر، ناسیان کے چیف امام کے نمائندے، آئیوارینٔ پریس ایجنسی (AIP) کے صحافی، مقامی کمیونٹی کے راہنما، جماعت احمدیہ کے اراکین اور بڑی تعداد میں دیہاتی شامل تھے۔ ڈپٹی گورنر نے جماعت احمدیہ کی انسانی خدمات کو سراہا اور جماعت کے لیے اپنی ذاتی تحسین کا اظہار کیا۔ اس تقریب کی کوریج قومی اخبار (AIP) کے نمائندے نے کی۔ رپورٹ: عبد النور۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل

(الفضل ڈاٹ آرگ، 3مارچ2026ء)

غلبۂ احمدیت کے بعد سیاست کی فضا کیسی ہو گی؟

سوال: مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کی طرف سے تیار کردہ تربیتی امور سے متعلق سوال و جواب پر مشتمل مسودہ میں ایک سوال کہ احمدیت کے غلبہ کی صورت میں دنیا کی سیاسی فضا کیسی ہو گی کے بارے میں راہنمائی فرماتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ ۲۶ رمئی ۲۰۱۸ء میں فرمایا:

جواب: سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی دو حکومتوں کے آپس میں لڑنے اور باقیوں کو ان کے درمیان صلح کروانے کا جو حکم دیا ہے اس میں دراصل یہ پیشگوئی بھی ہے کہ جب ساری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہو جائے گا تو اس وقت بھی ساری دنیا میں ایک حکومت نہیں ہو گی بلکہ الگ الگ حکومتیں ہوں گی۔

پس اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب احمدیت کا غلبہ ہو گا تو دنیا میں سیاسی لحاظ سے اگرچہ الگ الگ حکومتیں ہوں گی جن کے ملکی قوانین اسلامی قوانین سے نہیں ٹکرائیں گے۔ لیکن اس زمانہ میں سیاست اور روحانیت کے معاملات الگ الگ طے ہوں گے۔ خلافت حقہ اسلامیہ تو ساری دنیا میں ایک ہی ہو گی اور تمام حکومتیں علمی اور روحانی اعتبار سے خلیفۂ وقت سے راہنمائی حاصل کریں گی۔ لیکن ان کے سیاسی معاملات میں خلیفۂ وقت کا کوئی دخل نہیں ہو گا۔ اور کوئی خلیفہ خود فوج لے کر کسی حکومت پر حملہ آور نہیں ہو گا۔

بنیادی مسائل کے جوابات قسط ۶، مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل، ۱۵ر جنوری ۲۰۲۱ء (الفضل ڈاٹ آرگ، 4 فروری 2026ء)

انجام بخیر کی دعا

یا الٰہی کر عطا
فوزِ یوم القضا

زندگی سعید ہو
منزلِ شہید ہو

انبیاء کا ساتھ ہو
دشمنوں کو مات ہو

آمین!

ڈاکٹر فرید احمد

حِسَاب الجُمَّل

محمد اظہر منگلا۔ استاد جامعہ احمدیہ گھانا

حساب الجمّل کا تعارف

عربی حروفِ تہجّی کے ہر حرف کی اعداد (نمبروں) میں ایک قیمت مقرر ہے۔ جب کسی لفظ کے تمام حروف کی قیمتوں کو جمع کیا جائے تو ان کے میزان کو اُس لفظ کا قائم مقام سمجھا جاتا ہے۔ اِس طرح کسی لفظ یا کسی عبارت کے ہر حرف کی قیمتوں کا حساب کرنے کے طریق کو حساب الابجد یا حساب الجمّل کہتے ہیں۔

حروفِ تہجی کی ترتیب اور ان کے اَعداد (نمبر)

حساب الجمل میں حروف تہجی کی ترتیب اَعداد (نمبروں) کے حساب سے وضع کی گئی ہے۔ اس ترتیب کو یاد کرنے کے لئے ان حروف میں سے تین تین یا چار چار حروف کا ایک لفظ بنایا گیا جسے آسانی سے یاد کیا جا سکتا ہے۔ وہ الفاظ اور ان کے اَعداد (نمبر) یہ ہیں:

اَبْجَدْ، هَوَّزْ، حُطِّيْ، كَلِمَنْ، سَعْفَصْ، قَرِشَتْ، ثَخَذْ، ظَضَغْ

ا	ب	ج	د
۱	۲	۳	۴
ہ	و	ز	
۵	۶	۷	
ح	ط	ي	
۸	۹	۱۰	
ک	ل	م	ن
۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
س	ع	ف	ص
۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
ق	ر	ش	ت
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰
ث	خ	ذ	
۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	
ظ	ض	غ	
۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰	

حساب الجمل میں قانون یہ ہے کہ تمام لکھے ہوئے حروف شمار ہوں گے، اگرچہ ان میں سے بعض تلفظ میں ادا نہ ہوتے ہوں۔ تمام حرکات کو ہٹا دیا جائے گا۔ حرکات اِشباعیہ (کھڑی زبر، کھڑی زیر اور اُلٹی پیش) شمار نہیں ہوں گی۔ مشدّد حرف پر سے تشدید ہٹا دی جائے گی یعنی مشدّد حرف ایک حرف شمار ہو گا نہ کہ دو۔ مثلاً اَلصّٰلِحٰتُ میں حرکات (اعراب) ہٹا دی جائیں تو یہ رہ جائے گا: الصلحت یعنی یہ ۶ حروف شمار ہوں گے۔ الصلحت میں لام تلفظ میں نہیں آتا، لیکن لکھنے میں آتا ہے اسے شامل کیا جائے گا۔ اور ص پر تشدید ہے۔ مگر ایک ہی ص شمار ہو گا۔

اردو حروف تہجی کے بعض حروف عربی حروف تہجی میں نہیں مثلاً پ۔ ٹ۔ وغیرہ۔ ان کے لیے قاعدہ یہ ہے کہ پ کو ب شمار کریں گے۔ ٹ کو ت۔ چ کو ج۔ ڈ کو د۔ ڑ کو ر۔ ژ کو ز۔ گ کو ک۔ ہمزہ کو الف۔ (ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل، ۲۳؍دسمبر ۲۰۲۳ء)

مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ”مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار“ میں پ کو ب شمار کیا جائے گا۔

یہود میں حساب الجمّل کا رواج

حساب الابجد/حساب الجمل کی تاریخ حضرت مسیحؑ سے بھی صدیوں قبل تک جاتی ہے۔ یہود میں خاص طور پر حساب الجمل کا بہت رواج تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیرِ کبیر میں الٓمّٓ کے تحت تحریر فرمایا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک یہودی حُیَیبن اَخطب اپنے بعض ساتھیوں کے ہمراہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا، سنا ہے آپ پر الٓمّٓ وحی نازل ہوئی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: ہاں۔ وہ کہنے لگا اس کے اعداد ۷۱ بنتے ہیں، یعنی آپ کی امت کا زمانہ ۷۱ سال ہے۔ پھر پوچھا کچھ اور حروف بھی نازل ہوئے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا: الٓمّٓصٓ۔ اُس نے کہا اِس کے اعداد ۱۶۱ ہیں۔ کہا کچھ اور بھی ہے؟ تو فرمایا الٓمّٓرٰ۔ اُس نے کہا یہ تو ۲۷۱ سال کا عرصہ ہوا۔ پھر وہ کہنے لگا ہم پر معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے۔ معلوم نہیں آپ کا زمانہ چھوٹا ہے یا بڑا، پھر وہ اٹھ کر چلا گیا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ بات تو بہر حال غلط ہے کہ ان حروف میں آپؐ کے زمانے کا ذکر ہے۔ کیونکہ آپؐ کا زمانہ تو قیامت تک ہے۔ مگر آپؐ نے یہود کی

باتوں کی تردید بھی نہیں کی۔ لہٰذا ان مدتوں سے مراد یہ ہے کہ اِن سالوں میں خاص واقعات اسلامی تاریخ میں ہوں گے۔ پھر حضورؓ نے ان واقعات کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔(تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں تفسیر کبیر جلد اول۔ زیر آلمّٓر)

تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حساب الجمل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں بھی حساب الجمل کا ذکر ملتا ہے۔ بعض قرآنی آیات اور کچھ دیگر واقعات کے اوقات کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بذریعہ کشوف والہامات اطلاع دی گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "اس عاجز کے ساتھ اکثر یہ عادت اللہ جاری ہے کہ وہ سبحانہ بعض اسرار اعدادِ حروفِ تہجی میں میرے پر ظاہر کر دیتا ہے۔" (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۱۹۰)

"قرآن شریف کے حروف اور اُن کے اعداد بھی معارف مخفیہ سے خالی نہیں ہوتے۔" (نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد ۱۸، صفحہ ۴۲۲)

سورۃ العصر کے اعداد (۴۷۳۹)/(۴۷۴۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعض تحریرات میں سورۃ العصر کے اعداد ۴۷۳۹/ اور بعض میں ۴۷۴۰/ لکھے ہیں۔ یہ فرق لفظ الْاِنْسَان کی وجہ سے ہے۔ "الْاِنْسٰن" الف کے بغیر فتحہ اعشبائیہ (کھڑی زبر) کے ساتھ بھی لکھا جاتا ہے۔ اگر الف کو شمار کیا جائے تو سورۃ العصر کے اعداد ۴۷۴۰ بنتے ہیں اور الف کے بغیر اعداد ۴۷۳۹ بنتے ہیں۔

وَالْعَصْرِ

و	ا	ل	ع	ص	ر
۶	۱	۳۰	۷۰	۹۰	۲۰۰

اِنَّ الْاِنْسَانَ

اِ	ن	ا	ل	اِ	ن	س	ن
۱	۵۰	۱	۳۰	۱	۵۰	۶۰	۵۰

لَفِيْ خُسْرٍ

ل	ف	ي	خ	س	ر
۳۰	۸۰	۱۰	۶۰۰	۶۰	۲۰۰

اِلَّا الَّذِيْنَ

اِ	ل	ا	ا	ل	ذ	ي	ن
۱	۳۰	۱	۱	۳۰	۷۰۰	۱۰	۵۰

آمَنُوْا

آ	م	ن	و	ا
۱	۴۰	۵۰	۶	۱

وَعَمِلُوا

و	ع	م	ل	و	ا
۶	۷۰	۴۰	۳۰	۶	۱

الصّٰلِحٰتِ

ا	ل	ص	ل	ح	ت
۱	۳۰	۹۰	۳۰	۸	۴۰۰

وَتَوَاصَوْا

و	ت	و	ا	ص	و	ا
۶	۴۰۰	۶	۱	۹۰	۶	۱

بِالْحَقِّ

ب	ا	ل	ح	ق
۲	۱	۳۰	۸	۱۰۰

وَتَوَاصَوْا

و	ت	و	ا	ص	و	ا
۶	۴۰۰	۶	۱	۹۰	۶	۱

بِالصَّبْرِ

ب	ا	ل	ص	ب	ر
۲	۱	۳۰	۹۰	۲	۲۰۰

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "ایک دفعہ میں نے آدم کے سن پیدائش کی طرف توجہ کی تو مجھے اشارہ کیا گیا کہ ان اعداد پر نظر ڈال جو سورۃ العصر کے حروف میں ہیں کہ انہیں میں سے وہ تاریخ نکلتی ہے۔" (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۱۹۰)

"قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں اُن کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ مثلاً یہ جو اس عاجز پر کھلا ہے کہ ابتدائے خلقتِ آدم سے جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت تک مدّت گزری تھی وہ تمام مدت سورۃ والعصر کے اعداد حروف میں بحساب قمری مندرج ہے یعنی چار ہزار سات سو چالیس (۴۷۴۰)۔ اب بتلاؤ کہ یہ دقائق قرآنیہ جس

میں قرآن کریم کا اعجاز نمایاں ہے کس تفسیر میں لکھے ہیں۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحات ۲۵۹-۲۵۸)

"حجج الکرامہ میں ابن واطیل سے روایت لکھی ہے کہ مسیح عصر کے وقت آسمان پر سے نازل ہو گا اور عصر سے ہزار کا آخری حصہ مراد لیا ہے۔ دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۸۔ اِس قول سے ظاہر ہے کہ اس جگہ ہزار سے مراد ہزار ششم ہے اور ہزار ششم کے عصر کا وقت اس عاجز کی پیدائش کا زمانہ ہے جو حضرت آدم کی پیدائش کے زمانہ کے مقابل پر ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ آخری زمانہ کا جو ہزار ہے وہ آدم کے چھٹے دن کے مقابل پر ہزار ششم ہے جس میں مسیح موعود کا آنا ضروری ہے اور آخری حصّہ اس کا وقت عصر کہلاتا ہے پس ابن واطیل کا اصل قول جو سرچشمہ نبوت سے لیا گیا ہے اِس طرح پر معلوم ہوتا ہے نزول عيسى يكون في وقت صلٰوة العصر في اليوم السادس من الأيام المحمدية حين تمضي ثلاثة أرباعه۔ یعنی نزول عیسیٰ محمدی دن کے عصر کے وقت میں ہو گا جب تین حصے اُس دن کے گذر چکیں گے۔ یعنی ہزار ششم کا آخری حصہ کچھ باقی رہے گا اور باقی سب گذر چکے گا اس وقت عیسیٰ کی رُوح زمین پر آئے گی۔ یاد رہے کہ صوفیہ کی اِصطلاح میں یوم محمدی سے مراد ہزار سال ہے جو روز وفات آنحضرت ﷺ سے شمار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہم اسی حساب سے سورۃ والعصر کے اعداد لکھ کر ثابت کر چکے ہیں کہ اس عاجز کی پیدائش اس وقت ہوئی تھی جبکہ یوم محمدی میں سے صرف گیارہ سال باقی رہتے تھے جو اس دن کا آخری حصہ ہے۔" (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷، صفحات ۲۸۵-۲۸۱)

"اور یاد رہے کہ اگرچہ قرآن شریف کے ظاہر الفاظ میں عمر دنیا کی نسبت کچھ ذکر نہیں۔ لیکن قرآن میں بہت سے ایسے اشارات بھرے پڑے ہیں جن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عمر دنیا یعنی دَور آدم کا زمانہ سات ہزار سال ہے۔ چنانچہ منجملہ ان اشارات قرآنی کے ایک یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ایک کشف کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے کہ سورۃ العصر کے اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت ﷺ کے مبارک عصر تک جو عہد نبوت ہے یعنی تیئیس (۲۳) برس کا تمام وکمال زمانہ یہ کل مدت گذشتہ زمانہ کے ساتھ ملا کر ۴۷۳۹ برس ابتدائے دنیا سے آنحضرت ﷺ کے روز وفات تک قمری حساب سے ہیں... اور شمسی حساب سے یہ مدت ۴۵۹۸ ہوتی ہے۔"

"حاشیہ۔ اس حساب کے رُو سے میری پیدائش اس وقت ہوئی جب چھ ہزار میں سے گیارہ برس رہتے تھے سو جیسا کہ آدم علیہ السلام اخیر حصہ میں پیدا ہوا ایسا ہی میری پیدائش ہوئی۔" (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد ۱۷، صفحات ۲۵۲-۲۵۱)

"یہ خوب یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جیسے یہ آیت دو معنوں پر مشتمل ہے ایسے ہی صدہا نمونے اسی قسم کے کلام الٰہی میں پائے جاتے ہیں اور اسی وجہ سے اُس کو معجزانہ کلام کہا جاتا ہے جو ایک ایک آیت دس دس پہلو پر مشتمل ہوتی ہے اور وہ تمام پہلو صحیح ہوتے ہیں بلکہ قرآن شریف کے حروف اور اُن کے اعداد بھی معارف مخفیہ سے خالی نہیں ہوتے مثلاً سورۃ والعصر کی طرف دیکھو کہ ظاہری معنوں کی رُو سے یہ بتلاتی ہے کہ یہ دُنیوی زندگی جس کو انسان اس قدر غفلت سے گذار رہا ہے آخر یہی زندگی ابدی خُسران اور وبال کا موجب ہو جاتی ہے... لیکن اس سورۃ کے ساتھ یہ ایک عجیب معجزہ ہے کہ اس میں آدم کے زمانہ سے لے کر آنحضرتؐ کے زمانہ تک دنیا کی تاریخ اَبْ-جَدْ کے حساب سے یعنی حساب جمل سے بتلائی گئی ہے۔ غرض قرآن شریف میں ہزارہا معارف وحقائق ہیں اور در حقیقت شمار سے باہر ہیں۔"

(نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد ۱۸، صفحہ ۴۲۲)

"اس ششم ہزار کے لوگوں کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج رکھا ہے اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔ چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام آخر الزمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظل کے ہو کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدّد صدی بھی ہے اور مجدّد الف آخر بھی۔ اِس بات میں نصاریٰ اور یہود کو بھی اختلاف نہیں کہ آدم سے یہ زمانہ ساتواں ہزار ہے۔ اور خدا نے جو سورہ والعصر کے اعداد سے تاریخ آدم میرے پر ظاہر کی اس سے بھی یہ زمانہ جس میں ہم ہیں ساتواں ہزار ہی ثابت ہوتا ہے۔ اور نبیوں کا اِس پر اتفاق تھا کہ مسیح موعود ساتویں ہزار کے سر پر ظاہر ہو گا اور چھٹے ہزار کے اخیر میں پیدا ہو گا کیونکہ وہ سب سے آخر ہے جیسا کہ آدم سب سے اوّل تھا۔ اور آدم چھٹے دن جمعہ کی اخیر ساعت میں پیدا ہوا اور چونکہ خدا کا ایک دن دنیا کے ہزار سال کے برابر ہے اِس مشابہت سے خدا نے مسیح موعود کو ششم ہزار کے اخیر میں پیدا کیا۔ گویا وہ بھی دن کی آخری گھڑی ہے اور چونکہ اوّل اور آخر میں ایک نسبت ہوتی ہے اس لئے مسیح موعود کو خدا نے آدم کے رنگ پر پیدا کیا۔...یہودی فاضل بھی اس کے قائل رہے ہیں اور قرآن شریف سے بھی صاف طور پر یہی نکلتا ہے کہ آدم سے اخیر تک عمر بنی آدم کی سات ہزار سال ہے اور ایسا ہی پہلی تمام کتابیں بھی باتفاق یہی کہتی ہیں اور آیت اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ (الحج:۴۸) سے بھی یہی نکلتا ہے اور تمام نبی واضح طور پر بھی خبر دیتے آئے ہیں اور جیسا کہ مَیں بیان کر چکا ہوں سورۃ والعصر کے اعداد سے بھی یہی صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آدم سے الف پنجم میں ظاہر

ہوئے تھے اور اِس حساب سے یہ زمانہ جس میں ہم ہیں ہزار ہفتم ہے جس بات کو خدا نے اپنی وحی سے ہم پر ظاہر کیا اس سے ہم انکار نہیں کر سکتے اور نہ ہم کوئی وجہ دیکھتے ہیں کہ خدا کے پاک نبیوں کے متفق علیہ کلمہ سے انکار کریں۔"

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد ۲۰، صفحات ۲۱۰-۲۰۸)

"سر کو پیٹو! آسماں سے اب کوئی آتا نہیں
عمرِ دنیا سے بھی اب ہے آ گیا ہفتم ہزار"

کتب سابقہ اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ عمر دنیا کی حضرت آدم علیہ السلام سے سات ہزار برس تک ہے اِسی کی طرف قرآن شریف اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے کہ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (الحج:۴۸)۔ یعنی خدا کا ایک دن تمہارے ہزار برس کے برابر ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے میرے دل پر یہ الہام کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ تک حضرت آدمؑ سے اسی قدر مدت بحساب قمری گذری تھی جو اِس سورۃ کے حروف کی تعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کے رو سے حضرت آدمؑ سے اب ساتواں ہزار بحساب قمری ہے جو دنیا کے خاتمہ پر دلالت کرتا ہے اور یہ حساب جو سورۃ والعصر کے حروف کے اعداد کے نکالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کے حساب سے قریباً تمام و کمال ملتا ہے صرف قمری اور شمسی حساب کو ملحوظ رکھ لینا چاہیے اور ان کی کتابوں سے پایا جاتا ہے جو مسیح موعود کا چھٹے ہزار میں آنا ضروری ہے اور کئی برس ہو گئے کہ چھٹا ہزار گزر گیا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد ۲۱، صفحات ۱۴۷-۱۴۶)

"استنباط آیاتِ قرآنی سے معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا کی عمر حضرت آدم سے لے کر سات ہزار (۷۰۰۰) سال ہے۔ اور اس میں سے ہمارے زمانہ تک چھ ہزار (۶۰۰۰) برس گذر چکے ہیں۔ جیسا کہ اعداد سورۃ والعصر سے معلوم ہوتا ہے۔ اور بموجب حساب قمری کے اب ہم ساتویں ہزار میں ہیں۔ اور جو مسیح موعود چھٹے ہزار کے اخیر پر قائم ہونا تھا وہ قائم ہو چکا ہے۔"

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد ۲۱، صفحات ۲۶۰-۲۵۹)

نام "غلام احمد قادیانی" کے اعداد (۱۳۰۰)

غ	ل	ا	م	ا	ح	م	د
۱۰۰۰	۳۰	۱	۴۰	۱	۸	۴۰	۴
ق	ا	د	ی	ا	ن	ی	
۱۰۰	۱	۴	۱۰	۱	۵۰	۱۰	

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو اَلآیَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَیْنِ ہے ایک یہ بھی منشاء ہے کہ تیرہویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہو گا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرہویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو (۱۳۰۰) ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اِس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحات ۱۹۰-۱۸۹)

"اللہ تعالیٰ نے میرا نام غلام احمد قادیانی رکھ کر اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا کیونکہ اس نام میں تیرہ سو کا عدد پورا کیا گیا ہے۔ غرض قرآن اور احادیث سے اس بات کا کافی ثبوت ملتا ہے کہ آنے والا مسیح چودھویں صدی میں ظہور کرے گا۔"

(کتاب البریّہ، روحانی خزائن، جلد ۱۳، صفحہ ۲۵۸)

"جس نے دعویٰ کیا اُس کا نام بھی یعنی غلام احمد قادیانی اپنے حروف کے اعداد سے اشارہ کر رہا ہے یعنی تیرہ سو (۱۳۰۰) کا عدد جو اِس نام سے نکلتا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ تیرھویں صدی کے ختم ہونے پر یہی مجدد آیا جس کا نام تیرہ سو کا عدد پورا کرتا ہے۔ مگر آپ لوگوں کی اب تک آنکھ نہیں کھلی۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد ۱۵، صفحات ۱۵۸-۱۵۷)

۱۳۰۰ ہجری کو عیسوی تاریخ میں تبدیل کیا جائے تو ۱۸۸۲ء بنتا ہے۔ ۱۸۸۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ حصہ سوم تصنیف فرمائی۔

آیت اِنَّا عَلٰی ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ کے اعداد میں ۱۸۵۷ کے غدر کی طرف اشارہ

وَاِنَّا عَلٰی

و	اِ	ن	ا	ع	ل	ی
۶	۱	۵۰	۱	۷۰	۳۰	۱۰

ذَهَابٍ بِهٖ

ذ	ہ	ا	ب	ب	ہ
۷۰۰	۵	۱	۲	۲	۵

لَقٰدِرُوْنَ

ل	ق	ا	د	ر	و	ن
۳۰	۱۰۰	۱	۴	۲۰۰	۶	۵۰

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”آیت اِنَّا عَلٰی ذَھَابٍ بِہٖ لَقَادِرُوْنَ (المؤمنون:۱۹) میں ۱۸۵۷ء کی طرف اشارہ ہے جس میں ہندوستان میں ایک مفسدہ عظیم ہو کر آثار باقیہ اسلامی سلطنت کے ملک ہند سے ناپدید ہو گئے تھے کیونکہ اس آیت کے اعداد بحساب جمل ۱۲۷۴ ہیں اور ۱۲۷۴ کے زمانہ کو جب عیسوی تاریخ میں دیکھنا چاہیں تو ۱۸۵۷ء ہوتا ہے۔ سو درحقیقت ضعفِ اسلام کا زمانہ ابتدائی یہی ۱۸۵۷ء ہے جس کی نسبت خدائے تعالیٰ آیت موصوفہ بالا میں فرماتا ہے کہ جب وہ زمانہ آئے گا تو قرآن زمین پر سے اٹھایا جائے گا۔ سو ایسا ہی ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کی حالت ہو گئی تھی کہ بجُز بد چلنی اور فسق و فجور کے اسلام کے رئیسوں کو اور کچھ یاد نہ تھا جس کا اثر عوام پر بہت پڑ گیا تھا انہیں ایام میں انہوں نے ایک ناجائز اور ناگوار طریقہ سے سرکار انگریزی سے باوجود نمک خوار اور رعیت ہونے کے مقابلہ کیا۔ حالانکہ ایسا مقابلہ اور ایسا جہاد ان کے لئے شرعًا جائز نہ تھا کیونکہ وہ اس گورنمنٹ کی رعیّت اور ان کے زیر سایہ تھے اور رعیّت کا اس گورنمنٹ کے مقابل پر سر اٹھانا جس کی وہ رعیّت ہے اور جس کے زیر سایہ امن اور آزادی سے زندگی بسر کرتی ہے سخت حرام اور معصیت کبیرہ اور ایک نہایت مکروہ بدکاری ہے۔ جب ہم ۱۸۵۷ء کی سوانح کو دیکھتے ہیں اور اس زمانہ کے مولویوں کے فتوؤں پر نظر ڈالتے ہیں جنہوں نے عام طور پر مہریں لگا دی تھیں جو انگریزوں کو قتل کر دینا چاہیئے تو ہم بحر ندامت میں ڈوب جاتے ہیں کہ یہ کیسے مولوی تھے اور کیسے اُن کے فتوے تھے۔ جن میں نہ رحم تھا نہ عقل تھی نہ اخلاق نہ انصاف۔ ان لوگوں نے چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔ ننھے ننھے بچوں اور بے گناہ عورتوں کو قتل کیا اور نہایت بے رحمی سے انہیں پانی تک نہ دیا۔ کیا یہ حقیقی اسلام تھا یا یہودیوں کی خصلت تھی۔ کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ خدائے تعالےٰ نے اپنی کتاب میں ایسے جہاد کا کسی جگہ حکم دیا ہے۔ پس اس حکیم و علیم کا قرآن کریم میں یہ بیان فرمانا کہ ۱۸۵۷ء میں میرا کلام آسمان پر اُٹھایا جائے گا یہی معنے رکھتا ہے کہ مسلمان اس پر عمل نہیں کریں گے جیسا کہ مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ خدائے تعالیٰ پر یہ الزام لگانا کہ ایسے جہاد اور ایسی لڑائیاں اس کے حکم سے کی تھیں یہ دوسرا گناہ ہے۔ کیا خدائے تعالیٰ ہمیں یہی شریعت سکھلاتا ہے کہ ہم نیکی کی جگہ بدی کریں۔ اور اپنی محسن گورنمنٹ کے احسانات کا اس کو یہ صلہ دیں کہ اُن کی قوم کے صغر سن بچوں کو نہایت بے رحمی سے قتل کریں اور ان کی محبوبہ بیویوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں۔ بلاشبہ ہم یہ داغ مسلمانوں خاص کر اپنے اکثر مولویوں کی پیشانی سے دھو نہیں سکتے کہ وہ ۱۸۵۷ء میں مذہب کے پردہ میں ایسے گناہ عظیم کے مرتکب ہوئے جس کی ہم کسی قوم کی تواریخ میں نظیر نہیں دیکھتے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ انہوں نے اور بھی ایسے بُرے کام کئے جو صرف وحشی حیوانات کی عادات ہیں نہ انسانوں کی خصلتیں۔ انہوں نے نہ سمجھا کہ اگر اُن کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے کہ ایک ممنون منت اُن کا اُن کے بچوں کو مار دے اور ان کی عورتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرے تو اُس وقت اُن کے دل میں کیا کیا خیال پیدا ہو گا۔ باوجود اس کے یہ مولوی لوگ اس بات کی شیخی مارتے ہیں کہ ہم بڑے متقی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ نفاق سے زندگی بسر کرنا انہوں نے کہاں سے سیکھ لیا ہے۔ کتاب الٰہی کی غلط تفسیروں نے انہیں بہت خراب کیا ہے اور ان کے دلی اور دماغی قویٰ پر بہت بُرا اثر ان سے پڑا ہے۔ اس زمانہ میں بلاشبہ کتاب الٰہی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جائے کیونکہ حال میں جن تفسیروں کی تعلیم دی جاتی ہے وہ نہ اخلاقی حالت کو درست کر سکتی ہیں اور نہ ایمانی حالت پر نیک اثر ڈالتی ہیں بلکہ فطرتی سعادت اور نیک روشی کی مزاحم ہو رہی ہیں۔ کیوں مزاحم ہو رہی ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دراصل اپنے اکثر زوائد کی وجہ سے قرآن کریم کی تعلیم نہیں ہے قرآنی تعلیم ایسے لوگوں کے دلوں سے مٹ گئی ہے کہ گویا قرآن آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ وہ ایمان جو قرآن نے سکھلایا تھا اس سے لوگ بے خبر ہیں وہ عرفان جو قرآن نے بخشا تھا اس سے لوگ غافل ہو گئے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ قرآن پڑھتے ہیں مگر قرآن اُن کے حلق کے نیچے نہیں اُترتا۔ انہیں معنوں سے کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اُٹھایا جائے گا۔ پھر انہیں حدیثوں میں لکھا ہے کہ پھر دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہو گا جیسا کہ فرمایا ہے لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ مُعَلَّقًا عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ مِّنْ فَارِس یہ حدیث درحقیقت اسی زمانہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جو آیت إِنَّا عَلٰى ذَهَاب بِهٖ لَقَادِرُوْنَ میں اشارۃً بیان کیا گیا ہے۔“ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحات ۴۹۳-۴۸۹ حاشیہ)

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ کے اعداد۔) ۱۲۷۵(

وَآخَرِينَ

و	آ	خ	ر	ي	ن
٦	١	٦٠٠	٢٠٠	١٠	٥٠

مِنْهُمْ لَمَّا

م	ن	ہ	م	ل	م	ا
۴۰	۵۰	۵	۴۰	۳۰	۴۰	۱

يَلْحَقُوا بِهِمْ

ي	ل	ح	ق	و	ا	ب	ه	م
۱۰	۳۰	۸	۱۰۰	۶	۱	۲	۵	۴۰

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”اور اس جگہ ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسا اللہ جلّ شانہٗ نے ظاہر الفاظ آیت میں وَآخَرِينَ مِنْهُمْ کا لفظ استعمال کر کے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ لوگ جو کمالات میں صحابہ کے رنگ میں ظاہر ہوں گے وہ آخری زمانہ میں آئیں گے ایسا ہی اس آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ کے تمام حروف کے اعداد سے جو ۱۲۷۵ ہیں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا جو آخَرِينَ مِنْهُمْ کا مصداق جو فارسی الاصل ہے اپنے نشاء ظاہر کا بلوغ اس سن میں پورا کر کے صحابہ سے مناسبت پیدا کر لے گا سو یہی سن ۱۲۷۵ ہجری جو آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ (الجمعۃ:۴) کے حروف کے اعداد سے ظاہر ہوتا ہے اس عاجز کی بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولّد روحانی کی تاریخ ہے جو آج کے دن تک چونتیس برس ہوتے ہیں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ آخَرِينَ مِنْهُمْ کا لفظ جمع ہے پھر ایک پر کیوں کر اطلاق پا سکتا ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کا ایک پر اطلاق کر دیا ہے کیونکہ آپ نے اس آیت کی شرح کے وقت سلمان فارسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ فارس کے اصل سے ایک ایسا رجل پیدا ہو گا کہ قریب ہے جو ایمان کو ثریا سے زمین پر لے آوے۔“ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد ۵، صفحات ۲۲۰-۲۱۹)

یا غفور کے اعداد۔ (۱۲۹۷)

ي	ا	غ	ف	و	ر
۱۰	۱	۱۰۰۰	۸۰	۶	۲۰۰

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہین احمدیہ حصہ سوم کے ٹائٹل پیج پر درج ذیل شعر تحریر فرمایا ہے اور شعر کے اوپر ۱۲۹۷ تاریخ لکھی ہے۔

از بس کہ یہ مغفرت کا بتلاتی ہے راہ
تاریخ بھی یا غفور (۱۲۹۷) نکلی وہ واہ

(براہین احمدیہ، حصہ سوم۔ ٹائٹل پیج)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”دانیال نبی کی کتاب میں مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ وہی لکھا ہے جس میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت بہت لوگ پاک کئے جائیں گے اور سفید کئے جائیں گے اور آزمائے جائیں گے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے اور شریروں میں سے کوئی نہیں سمجھے گا پر دانشور سمجھیں گے اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قائم کی جائے گی ایک ہزار دو سو نوے (۱۲۹۰) دن ہوں گے۔ مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس (۱۳۳۵) روز تک آتا ہے۔ اس پیشگوئی میں مسیح موعود کی خبر ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا۔ سو دانیال نبی نے اس کا یہ نشان دیا ہے کہ اس وقت سے جو یہود اپنی رسم قربانی سو ختنی کو چھوڑ دیں گے اور بد چلنیوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ایک ہزار دو سو نوے سال ہوں گے جب مسیح موعود ظاہر ہو گا سو اِس عاجز کے ظہور کا یہی وقت تھا کیونکہ میری کتاب براہین احمدیہ صرف چند سال بعد میرے مامور اور مبعوث ہونے کے چھپ کر شائع ہوئی ہے اور یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک بارہ سو نوے (۱۲۹۰) ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا۔ پھر سات سال بعد کتاب براہین احمدیہ جس میں میرا دعویٰ مسطور ہے تالیف ہو کر شائع کی گئی جیسا کہ میری کتاب براہین احمدیہ کے سرورق پر یہ شعر لکھا ہوا ہے:

از بس کہ یہ مغفرت کا دکھلاتی ہے راہ
تاریخ بھی یا غفور (۱۲۹۷) نکلی وہ واہ

سو دانیال نبی کی کتاب میں جو ظہور مسیح موعود کے لئے بارہ سو نوے (۱۲۹۰) برس لکھے ہیں۔ اِس کتاب براہین احمدیہ میں جس میں میری طرف سے مامور اور منجانب اللہ ہونے کا اعلان ہے صرف سات برس اِس تاریخ سے زیادہ ہیں جن کی نسبت میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ اِن سات برس سے پہلے کا ہے یعنی بارہ سو نوے (۱۲۹۰) کا۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحات ۲۰۸-۲۰۷)

پیشگوئی كَلْبٌ يَّمُوْتُ عَلَى كَلْبٍ کے اعداد۔ (۵۲)

ک	ل	ب
۲۰	۳۰	۲

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ ایک شخص کی موت کی نسبت خدائے تعالیٰ نے اعداد تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ كَلْبٌ يَّمُوْتُ عَلٰی كَلْبٍ یعنی وہ کتّا ہے اور کُتے کے عدد پر مرے گا جو باون (۵۲) سال پر دلالت کر رہے ہیں یعنی اُس کی عمر باون (۵۲) سال سے تجاوز نہیں کرے گی جب باون سال کے اندر قدم دھرے گا تب اُسی سال کے اندر اندر راہی ملک بقا ہو گا۔“ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ۳، صفحہ ۱۹۰)

چنانچہ ایک سخت معاند احمدیت ۴؍ اپریل ۱۹۷۹ء کو جبکہ وہ باون (۵۲) سال کے

اندر قدم رکھ چکا تھا (اس وقت اس کی عمر ۵۱ سال اور ۲ ماہ تھی) تختہ دار پر لٹکا یا گیا۔

مسجد مبارک کی تاریخ (۱۳۰۰)

مبارَكٌ ومبارِكٌ

م	ب	ا	ر	ک
۴۰	۲	۱	۲۰۰	۲۰

و	م	ب	ا	ر	ک
۶	۴۰	۲	۱	۲۰۰	۲۰

و كلُّ امرٍ

و	ک	ل	ا	م	ر
۶	۲۰	۳۰	۱	۴۰	۲۰۰

مبارَكٌ

م	ب	ا	ر	ک
۴۰	۲	۱	۲۰۰	۲۰

يُجْعلُ فيه

ي	ج	ع	ل	ف	ي	ه
۱۰	۳	۷۰	۳۰	۸۰	۱۰	۵

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”ایک مرتبہ میں نے اس مسجد کی تاریخ جس کے ساتھ میرا مکان ملحق ہے الہامی طور پر معلوم کرنی چاہی تو مجھے الہام ہوا مُبَارِكٌ وَّمُبَارَكٌ وَّكُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَكٍ يُّجْعَلُ فِيْهِ۔ یہ وہی مسجد ہے جس کی نسبت میں اسی رسالہ میں لکھ چکا ہوں کہ میرا مکان اس قصبہ کے شرقی طرف آبادی کے آخری کنارہ پر واقع ہے اسی مسجد کے قریب اور اس کے شرقی منارہ کے نیچے جیسا کہ ہمارے سیّد و مولیٰ کی پیشگوئی کا مفہوم ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔“ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد ۳ صفحہ ۱۹۰)

مسجد مبارک کے متعلق اس الہام کے اعداد ۱۳۰۰ بنتے ہیں۔ ۱۳۰۰ کو عیسوی تاریخ میں تبدیل کیا جائے تو یہ عدد ۱۸۸۲ء بنتا ہے۔ چنانچہ مسجد مبارک کی بنیاد (حضرت پیر سراج الحق صاحب کی عینی شہادت کے مطابق) ۱۸۸۲ء میں اور حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراثؓ کی تحقیق کے مطابق ۱۸۸۳ء میں رکھی گئی۔

الہام ”مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار“ کے اعداد۔ (۱۳۲۶)

مکن تکیہ

م	ک	ن	ت	ک	ي	ه
۴۰	۲۰	۵۰	۴۰۰	۲۰	۱۰	۵

بر عمر

ب	ر	ع	م	ر
۲	۲۰۰	۷۰	۴۰	۲۰۰

ناپائیدار

ن	ا	پ	ا	ی	د	ا	ر
۵۰	۱	۲	۱	۱۰	۴	۱	۲۰۰

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فارسی میں الہام ہوا: ”مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار“ ناپائیدار عمر پر بھروسہ مت کر۔ (تذکرہ، صفحہ ۵۳۸)

اس الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپؑ کا سن وفات بھی بتایا گیا ہے چنانچہ اس کے اعداد ۱۳۲۶ ہیں۔

۱۳۲۶ کو عیسوی تاریخ میں تبدیل کیا جائے تو ۱۹۰۸ء بنتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی۔

اس الہام کے اعداد شمار کرتے ہوئے ”پ“ کو ”ب“ شمار کیا جائے گا، جیسا کہ مضمون کے شروع میں بتایا جا چکا ہے۔

معزز قارئین الفضل کو دعوت

خاکسار درج ذیل دو جملوں کو حل نہیں کر سکا۔ معزز قارئینِ الفضل کو دعوت ہے کہ وہ ان جملوں کو حل کرنے میں مدد فرمائیں۔

آتھم کی موت

”وَمات آتم“ بعد مرور نصفٍ من الأشهر المسيحية، وما نفعه فراره من البلدة الى البلدة، وان شئت فافهم زمان وفاته من هذه الفقرة هَوَى دجّالٌ ببٌّ في عذاب الهاوية المهلكة۔“

(انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۴)

ترجمہ: اور آتھم عیسوی مہینوں میں سے آدھے مہینے گزرنے کے بعد (یعنی جولائی ۱۸۹۶ء کو) ہلاک ہوا۔ اور اُس کے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف فرار نے اس کو کچھ فائدہ نہیں پہنچایا۔ اگر تم چاہو تو اس جملے سے اس کی وفات کے زمانہ کو معلوم کر سکتے ہو۔ ”هَوَى دجّالٌ ببٌّ في عذاب الهاوية المهلكة“ یعنی ایک فریبہ دجال ہلاک کرنے والی جہنم کے عذاب میں گرفتار ہوا۔

هَوَی دجّالٍ ببٍّ في عذاب

ه		و	ی
۴	۳	۱	۳۰
د	ج	ا	ل
۵	۶		۱۰
ب			ب
۲			۲

فِيْ عذاب

ف	ي	ع	ذ	ا	ب
۸۰	۱۰	۷۰	۷۰۰	۱	۲

الهاوية

ا	ل	ه	ا	و	ي	ة
۱	۳۰	۵	۱	۶	۱۰	۵

المهلكة

ا	ل	م	ه	ل	ک	ة
۱	۳۰	۴۰	۵	۳۰	۲۰	۵

اس جملے کے اعداد ۱۱۱۵ بنتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس عربی جملے کے اوپر "۱۸۹۲السنة العيسوية" تحریر فرمایا ہے۔ (احباب اس جملے کو حل کرنے میں مدد فرمائیں۔)

عیسی عند المنارۃ دمشق کے اعداد

وقد القي في قلبي ان قول عِيسَى عِنْدَ الْمَنَارَةِ دِمَشْق، اشارةً الى زمان ظهوره، فان اعداد حروفه تدل على السنة الهجرية التي بعثني الله فيه۔ (حمامۃ البشری۔ روحانی خزائن، جلد ۷، صفحہ ۲۲۵) ترجمہ: اور میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ قول " عِیسَی عِنْدَ الْمَنَارَةِ دِمَشْق "(عیسیٰ دمشق کے کنارہ کے پاس) میں اُن کے ظہور کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ اس (جملے) کے حروف کے اعداد اس سن ہجری پر دلالت کرتے ہیں جس میں اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا۔

عِیسَی عِنْدَ

ع	ي	س	ی	ع	ن	د
۷۰	۱۰	۶۰	۱۰	۷۰	۵۰	۴

الْمَنَارَةِ

ا	ل	م	ن	ا	ر	ة
۱	۳۰	۴۰	۵۰	۱	۲۰۰	۵

دِمَشْق

د	م	ش	ق
۴	۴۰	۳۰۰	۱۰۰

اس جملے کے اعداد ۱۰۴۵ بنتے ہیں۔ حدیث اَلْآیَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَیْنِ (یعنی نشانات ۲۰۰ سال بعد ظہور پذیر ہوں گے) سے اخذ کرتے ہوئے ۱۰۴۵ کے عدد میں ۲۰۰ جمع کر لیے جائیں تو ۱۲۴۵ بن جاتا ہے۔ اور ۱۲۴۵ کو عیسوی سن میں تبدیل کریں تو ۱۸۳۰ء بنتا ہے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سنِ پیدائش کے قریب ترین ہے۔

لیکن ایک مشکل باقی رہ جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تحریر کے مطابق یہ جملہ آپؑ کی بعثت کی طرف اشارہ کرتا ہے نہ کہ پیدائش کی طرف۔ اس توجیہ میں بھی تشنگی باقی ہے۔ (صاحب علم اور اہل ذوق سے اس جملے کو حل کرنے میں مدد کی درخواست ہے۔) (الفضل ڈاٹ آرگ، 3 فروری 2026ء)

امریکہ میں کتبِ سلسلہ کے حصول کا مرکز
AMI Bookstore
amibookstore.us

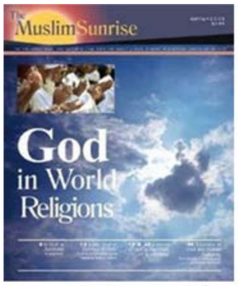

Subscribe at
amibookstore.us

جماعتہائے امریکہ کا کیلنڈر 2026ء

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
جنوری یکم جنوری۔جمعرات	نئے سال کا پہلا دن		وفاقی تعطیل
3-4 جنوری، ہفتہ تا اتوار	لوکل، معاون تنظیمیں، ریویو 2025ء، منصوبہ جات 2026ء	لوکل و تنظیمیں	جماعت
3 جنوری، ہفتہ	Qur'an Talks 7:00 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
4 جنوری، اتوار	یومِ تحریکِ جدید	لوکل	جماعت
5-11 جنوری، پیر تا اتوار	ہفتہ تحریکِ جدید۔وعدہ جات	لوکل	جماعت
10 جنوری، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
18 جنوری، اتوار	جلسہ سیرۃ النبی ﷺ	ریجنل	جماعت
19 جنوری، پیر	مارٹن لوتھر کنگ جونیئر ڈے، لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
23-25 جنوری، جمعہ تا اتوار	انصار لیڈرشپ کانفرنس	مجلس انصاراللہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
21-30 جنوری، بدھ تا جمعہ	وصیت عشرہ	شعبہ وصیت	جماعت
فروری 31 جنوری تا یکم فروری، ہفتہ تا اتوار	لوکل، معاون تنظیمیں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
یکم تا 10 فروری، اتوار تا منگل	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
7 فروری، ہفتہ	سہ ماہی فلائر تقسیم (شعبہ تبلیغ، ذیلی تنظیمیں، وقفِ نَو)	لوکل	جماعت
7 فروری، ہفتہ	Qur'an Talks 7:00 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
7 فروری، ہفتہ	نیشنل لجنہ مینٹرنگ کانفرنس	لجنہ اماءاللہ	ورچوئل
14 فروری، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
14-15 فروری، ہفتہ تا اتوار	مصلح موعود والی بال ٹورنامنٹ، امریکہ	مجلس صحت	ساؤتھ ورجینیا، ورجینیا
15 فروری، اتوار	شہد کی مکھیاں پالنا اور گھر میں باغبانی	شعبہ زراعت	ویبینار
16 فروری، پیر	پریزیڈنٹس ڈے، لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
19 فروری تا 19 مارچ، جمعرات تا جمعرات	ماہِ رمضان	لوکل	جماعت
21 فروری، ہفتہ	نیشنل تعلیمی ویبینار	شعبہ تعلیم	ویبینار
22 فروری، اتوار	یومِ مصلح موعود	لوکل	جماعت
28 فروری، ہفتہ	افطار برائے مہمانان، اوپن ہاؤس	شعبہ امور خارجیہ	جماعت
مارچ 28 فروری تا یکم مارچ، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
20مارچ،جمعۃ المبارک	عید الفطر	لوکل	جماعت
21-30مارچ،ہفتہ تا پیر	وصیت عشرہ	شعبہ وصیت	جماعت
22مارچ،اتوار	پاتھ وے ٹُو پیراڈائس(Pathway to Paradise)	شعبہ وصیت	ویبینار
27-29مارچ،جمعہ تا اتوار	ACE 2026	شعبہ صنعت و تجارت	ڈیلس،ٹیکساس
28مارچ،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
29مارچ،اتوار	یومِ مسیح موعود	لوکل	جماعت
اپریل یکم تا 10/اپریل،بدھ تا جمعہ	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
3-5/اپریل،جمعہ تا اتوار	لوکل اجتماع (اطفال الاحمدیہ و خدام الاحمدیہ)	مجلس خدام الاحمدیہ	جماعت
4-5/اپریل،ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
4/اپریل،ہفتہ	Qur'an Talks،7 EST بجے شام	تربیت	ویبینار
5/اپریل،اتوار	اپنی تاریخ جانیے،7:30 EST بجے شام	شعبہ اشاعت	زوم میٹنگ
10-12/اپریل،جمعہ تا اتوار	نیشنل لجنہ مینٹرنگ کانفرنس	لجنہ اماء اللہ	کولمبس،اوہایئو
18/اپریل،ہفتہ	نیشنل تعلیمی ویبیبار	شعبہ تعلیم	ویبینار
18-19/اپریل،ہفتہ تا اتوار	ریجنل اجتماعات،انصار اللہ	مجلس انصار اللہ	ریجنل
19/اپریل،اتوار	گھر میں آرگینک باغبانی	شعبہ زراعت	ویبینار
24-26/اپریل،جمعہ تا اتوار	مجلس شوریٰ،جماعت امریکہ	دفتر جنرل سیکرٹری	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
مئی یکم تا 3 مئی،جمعہ تا اتوار	مسرور انٹر نیشنل سپورٹس ٹورنامنٹ (MIST)	مجلس خدام الاحمدیہ	
2-3مئی،ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
2مئی،ہفتہ	Qur'an Talks،7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
2-3مئی،ہفتہ تا اتوار	ریجنل اجتماعات،انصار اللہ	مجلس انصار اللہ	ریجنل
3-4مئی،اتوار تا پیر	نیشنل سیمینار،ڈے آن دی ہِل (Day on the Hill)	شعبہ امورِ خارجیہ	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
9مئی،ہفتہ	ایک دوسرے کے لیے لباس،7 EST بجے شام	شعبہ رشتہ ناتا	ویبینار
9-10مئی،ہفتہ تا اتوار	نیشنل وقفِ نَو کیریئر ایکسپو،جماعت امریکہ	شعبہ وقفِ نَو	آن لائن / ساؤتھ ورجینیا، نارتھ ورجینیا
9-10مئی،ہفتہ تا اتوار	لوکل قرآن کانفرنس	شعبہ تعلیم القرآن و وَقفِ عارضی	جماعت
16مئی،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	آسٹن،ٹیکساس
16-17مئی،ہفتہ تا اتوار	دوسرا خدام ریفریشر کورس	مجلس خدام الاحمدیہ	مجالس
21-30مئی،جمعرات تا ہفتہ	وصیت عشرہ	شعبہ وصیت	جماعت

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
22-24 مئی، جمعہ تااتوار	مسرور کرکٹ ٹورنامنٹ، امریکہ	مجلسِ صحت	ایلبنی، نیویارک
24 مئی، اتوار	یوم خلافت	لوکل	جماعت
25 مئی، پیر	میموریل ڈے لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
27 مئی، بدھ	عیدالاضحیٰ	لوکل	جماعت
30 مئی، ہفتہ	سہ ماہی فلائر تقسیم (شعبہ تبلیغ، ذیلی تنظیمیں، وقفِ نَو)	لوکل	جماعت
جون یکم تا 10 جون، پیر تابدھ	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
5-7 جون، جمعہ تااتوار	13واں سالانہ قرآن پاک سائنس سمپوزیم/ MSLM26	نیشنل	Bethesda Marriott, MD
6 جون، ہفتہ	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
6-7 جون، ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
6-7 جون، ہفتہ تااتوار	نیشنل ایجوکیشنل ایکسی لینس ڈے	شعبہ تعلیم	جماعت
13 جون، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
15-19 جون، پیر تاجمعہ	نیشنل یوتھ کیمپ	شعبہ تعلیم	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
20-24 جون، ہفتہ تابدھ	نیشنل وقفِ نَو سمر کیمپ (برائے طلباء)	شعبہ وقفِ نَو	لاس اینجلس، کیلیفورنیا
20-24 جون، ہفتہ تابدھ	نیشنل وقفِ نَو سمر کیمپ (برائے طالبات)	شعبہ وقفِ نَو	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
21 جون، اتوار	پاتھ وے ٹُو پیراڈائس (Pathway to Paradise)	شعبہ وصیت	ویبینار
27-28 جون، ہفتہ تااتوار	روحانی فٹنس کیمپ	شعبہ تربیت	جماعت
27 جون، ہفتہ	نیشنل تعلیم، ویبینار	شعبہ تعلیم	ویبینار
28 جون، اتوار	اپنی تاریخ جانیے، 7:30 EST بجے شام	شعبہ اشاعت	زوم میٹنگ
جولائی 4 جولائی، ہفتہ	یوم آزادی		وفاقی تعطیل
3-5 جولائی، جمعہ تااتوار	جلسہ سالانہ یو ایس اے	نیشنل	رچمنڈ، ورجینیا
10-12 جولائی، جمعہ تااتوار	جلسہ سالانہ کینیڈا		
11-12 جولائی، ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
13-19 جولائی، پیر تااتوار	نیشنل حفظ القرآن کیمپ	شعبہ تعلیم القرآن ووَقفِ عارضی	ورچوئل
21-30 جولائی، منگل تاجمعرات	وصیت عشرہ	شعبہ وصیت	جماعت
24-26 جولائی، جمعہ تااتوار	جلسہ سالانہ یو کے		
اِگست یکم تا 2/ اگست، ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
یکم تا 10 / اگست، ہفتہ تااتوار	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
یکم اگست، ہفتہ	Qur’an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
15/ اگست، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
15/ اگست، ہفتہ	سہ ماہی فلائر تقسیم (شعبہ تبلیغ، ذیلی تنظیمیں، وقفِ نَو)	لوکل	جماعت
16-15/ اگست، ہفتہ تا اتوار	روحانی فِٹنس کیمپ	شعبہ تربیت	جماعت
23-21/ اگست، جمعہ تا اتوار	مجلس شوریٰ، خدام الاحمدیہ	مجلس خدام الاحمدیہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
29/ اگست، ہفتہ	نیشنل تعلیم، ویبینار	شعبہ تعلیم	ویبینار
ستمبر 6-5 ستمبر، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
5 ستمبر، ہفتہ	Qur’an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
6 ستمبر، اتوار	یومِ تحریکِ جدید	لوکل	جماعت
13-7 ستمبر، پیر تا اتوار	ہفتہ تحریکِ جدید، چندہ وصولی		
7 ستمبر، پیر	لیبر ڈے لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
12 ستمبر، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ملواکی، وسکانسن
12 ستمبر، ہفتہ	تحریکِ جدید نیشنل ویبینار	نیشنل	ویبینار
13 ستمبر، اتوار	اپنی تاریخ جانیے، 7:30 EST بجے شام	شعبہ اشاعت	زوم میٹنگ
20-18 ستمبر، جمعہ تا اتوار	لجنہ مجلسِ شوریٰ	لجنہ اماء اللہ	کوئینز، نیویارک
20 ستمبر، اتوار	پاتھ وے ٹُو پیراڈائس (Pathway to Paradise)	شعبہ وصیت	ویبینار
27-25 ستمبر، جمعہ تا اتوار	نیشنل اجتماع، مجلس انصاراللہ	مجلس انصاراللہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
30-21 ستمبر، پیر تا بدھ	عشرہ وصیت	شعبہ وصیت	جماعت
اکتوبر یکم تا 10/ اکتوبر، جمعرات تا ہفتہ	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
4-3/ اکتوبر ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
3/ اکتوبر ہفتہ	Qur’an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
3/ اکتوبر ہفتہ	وقفِ نَو ریجنل اجتماعات، 16 ریجنز	شعبہ وقفِ نَو	ریجنل
11-9/ اکتوبر جمعہ تا اتوار	نیشنل اجتماع، مجلس خدام الاحمدیہ۔ خدام و اطفال	مجلس خدام الاحمدیہ	باغِ احمد، نیو جرسی
11-9/ اکتوبر جمعہ تا اتوار	چوتھا لجنہ اماء اللہ نیشنل اجتماع	لجنہ اماء اللہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
10/ اکتوبر ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
17/ اکتوبر ہفتہ	ایک دوسرے کے لیے لباس، 7 EST بجے شام	شعبہ رشتہ ناتا	ویبینار
24/ اکتوبر ہفتہ	نیشنل تعلیمی ویبینار	شعبہ تعلیم	ویبینار
25-24/ اکتوبر ہفتہ تا اتوار	انصار مجلسِ شوریٰ	مجلس انصاراللہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ

مقام	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	تفصیل	تاریخ۔دن
ورچوئل	شعبہ تعلیم القرآن ووَقفِ عارضی	نیشنل قرآن کانفرنس	5-24/اکتوبر ہفتہ تااتوار
جماعت	لوکل وتنظیمیں	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	**نومبر** 31/اکتوبر تا یکم نومبر، ہفتہ تااتوار
ریجنل	مجلس انصاراللہ	مجلس انصاراللہ واک اے تھان HQ/VA and SW Regions))((Walk-a-Thon	6نومبر، جمعہ
ویبنار	شعبہ تربیت	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	7نومبر، ہفتہ
جماعت	لوکل	سہ ماہی فلائر تقسیم (شعبہ تبلیغ، ذیلی تنظیمیں، وقفِ نَو)	7نومبر، ہفتہ
ورچوئل	شعبہ تعلیم القرآن ووقفِ عارضی	نیشنل قرآن کانفرنس برائے بچگان	8نومبر، اتوار
مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ	مجلس خدام الاحمدیہ	فضلِ عمر قائدین کانفرنس/اطفال ریفریشر کورس	15-13/نومبر، جمعہ تااتوار
زوم میٹنگ	نیشنل جماعت	نیشنل عاملہ میٹنگ	14نومبر، ہفتہ
جماعت	شعبہ وصایا	وصیت عشرہ	30-21نومبر، ہفتہ تاپیر
وفاقی تعطیل		تھینکس گونگ ویک اینڈ	29-26نومبر جمعرات تااتوار
جماعت	شعبہ تربیت	صلوٰۃ عشرہ	**دسمبر** یکم تا 10 دسمبر، منگل تاجمعرات
مجلس	مجلس خدام الاحمدیہ	پہلا خدام ریفریشر کورس	6-5 دسمبر، ہفتہ تااتوار
جماعت	لوکل وتنظیمیں	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	6-5 دسمبر، ہفتہ تااتوار
ویبنار	شعبہ تربیت	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	5 دسمبر، ہفتہ
مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ	نیشنل جماعت	نیشنل عاملہ میٹنگ	12 دسمبر، ہفتہ
جماعت	شعبہ تعلیم	نیشنل ایجوکیشنل ایکی لینس ڈے	13 دسمبر، اتوار
ویبنار	شعبہ وصیت	پاتھ وے ٹُو پیراڈائس (Pathway to Paradise)	13 دسمبر، اتوار
ویبنار	AEA	نیشنل اے ای اے (AEA) ویبنار	13 دسمبر، اتوار
ویبنار	شعبہ تعلیم	نیشنل تعلیم ویبنار	19 دسمبر، ہفتہ
زوم میٹنگ	شعبہ اشاعت	اپنی تاریخ جانیے، 7:30 EST بجے شام	20 دسمبر، اتوار
وفاقی تعطیل		کرسمس ڈے	25 دسمبر، جمعۃ المبارک
چینو، کیلیفورنیا	نیشنل جماعت	ویسٹ کوسٹ جلسہ سالانہ (ممکنہ تاریخ)	27-25 دسمبر جمعہ تااتوار

Essay Writing Competitions for 2026 مقابلہ مضمون نویسی

Rules:

The essay can either be in English or in Urdu.

The scope and extent of coverage of a topic depends on the age of the participants.

The text of the essay must be typed in Word or an equivalent application. Essay should be provided in the original text file and not in a PDF. Pictures and graphics should be attached as graphic files and should not be inserted in the text file.

An essay of more than 1,000 words must have subheadings.

References should be properly mentioned at the end of the essay. Reference to a website is not acceptable if the source is available in print. References to Internet are generally discouraged. References to books should include the following:

1. The author(s), or editor(s)
2. The title (in italics)
3. The edition
4. The publisher's name
5. Year and place of publication

Translation of a quote should list the source of the translation. If the translation is by the author, it should mention that the translation is by the author.

Must be submitted online via email at publications@ahmadiyya.us. Please mention your phone number to call, your chapter and your auxiliary affiliation.

Prizes:

Essays will be judged by the auxiliary groups. The top three positions in each group will be awarded prizes. Select submissions will be considered for publication.

Topics:

Topic Area: Signs of Latter Days (Submit by 15 February 2026)

Signs of the latter days in the Holy Quran and their fulfillment

Signs of the latter days in Hadith and their fulfillment

Signs of the latter days in Islamic literature and their fulfillment

Signs of the latter days in world religions and their fulfillment

Signs of the latter days (comprehensive view, an overview or an aspect)

Topic Area: Rejuvenation of Islam (Submit by 15 June 2026)

Concept of God

Status of the Holy Prophet, may peace and blessings of Allah be upon him

Beauties of the Holy Quran

Salvation through Islam

Death of Jesus - Holy Quran

Death of Jesus - Hadith

Death of Jesus - global witness

Truth of the Promised Messiah, may peace be upon him

Topic Area: Heavenly Schemes Launched by the Ahmadi Khulafā (Submit by 15 December 2026)

Comprehensive view, an overview or an aspect of the fruits of a scheme or schemes launched by an Ahmadi Khalifah or by Ahmadi Khulafā. (publications@ahmadiyya.us)

History Quiz Competition مقابلہ تاریخ دانی

Know Your History Challenge

All competitions will be held by four auxiliary groups: 1. Atfal. 2. Nasirat. 3. Lajna. 4. Khuddam and Ansar.

Chapter Level Competitions to be held in January/February 2026 will advance three members from each group to regional level.

Regional Level Competition to be held in March/April 2026 will advance three members from each group to national level.

National Level Competition to be held in May 2026 will advance the winners and the runners up in each group.

Questions will be posed from the following publications in the order they are listed:

Ahmadiyyat in America (1992)

Ahmadiyya Gazette April-September 2020 (Hundred Years of Ahmadiyyat in the US).

Fath-e-Azeem (the Great Victory) (2023)

Ahmadiyya Gazette USA Centennial Souvenir Edition Oct 2020 – Sep 2021

Ahmadiyya Gazette USA Oct 2021 – Sep 2022 (Special Issue on Inspired Souls)

Ahmadiyya Gazette March-June 2024 on Ahmadiyya Mosques in the US

African American Journey to Islam (2020)

The US Souvenir 1889-1989 (1989)

Khuddam Souvenir (1989)

Jalsa, A Historical Review (75th Jalsa Souvenir)

The Ahmadiyya Gazette May-June 2025 - Jalsa Salana Issue

Ahmadiyya Gazette USA Oct 2022 – Apr 2023 100-Year Timeline of Ahmadiyya Islam in the US

NY Souvenir 1989 (1989)

Annual Report of the Central Lajna Imā'illāh 1981-1982 (English, 1982)

Statistical Charts on the Progress of Ahmadiyyat (English, 1987)

Bait-ur-Rahman Inauguration 1994

US 50th Jalsa Souvenir (1998)

Fulfillment of a Grand Prophecy (2000)

Khuddam 25th Ijtima Anniversary Souvenir (2003)

Bait-ul-Jami Inauguration (2004)

Why Islam is My Choice (2007)

Faith Affirmed – A Journey to Ahmadiyyat Islam (2008)

By the Dawn's Early Light: Short Stories by American Converts to Islam (2009)

Perseverance (2016)

USA Khilafat Centenary Souvenir (2008)

Ahmadiyya Mosques Around the World (2008)

Al-Nur April-September 2020

General Resources:

Writings of the Promised Messiah, may peace be upon him (Ruhani Khaza'in), Discourses of the Promised Messiah, may peace be upon him (Malfūzāt), Correspondence of the Promised Messiah, may peace be upon him (Maktoobat-i-Ahmad), Review of Religions, Al-Hakam, Badr/Al-Badr, Al-Fazl, Tarikh-i-Ahmadiyyat, Moslem/Muslim Sunrise (English, since 1921), Ahmadiyya Gazette USA (English, since 1950), Al-Nur USA (Urdu, since 1979) and (publications@ahmadiyya.us)

کیا آپ نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی سب کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہے؟

جو کتابیں آپ نے پڑھ لی ہیں، ان پر نشان لگائیں اور جو نہیں پڑھیں انہیں amibookstore.us سے خرید کر مطالعہ فرمائیں۔

روحانی خزائن جلد نمبر 1
- ☐ براہین احمدیہ چہار حصص

جلد نمبر 2
- ☐ پُرانی تحریریں
- ☐ سُرمۂِ چشمِ آریہ
- ☐ شحنۂِ حق
- ☐ سبز اشتہار

جلد نمبر 3
- ☐ فتحِ اسلام
- ☐ توضیحِ مرام
- ☐ ازالۂ اوہام

جلد نمبر 4
- ☐ الحق مُباحثہ لدھیانہ،
- ☐ الحق مباحثہ دہلی
- ☐ آسمانی فیصلہ
- ☐ نشانِ آسمانی
- ☐ ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات

جلد نمبر 5
- ☐ آئینۂ کمالاتِ اسلام

جلد نمبر 6
- ☐ برکات الدعا
- ☐ حُجّۃ الاسلام
- ☐ سچائی کا اظہار
- ☐ جنگِ مقدس
- ☐ شہادۃُ القرآن

جلد نمبر 7
- ☐ تحفۂ بغداد
- ☐ کراماتُ الصّادقین
- ☐ حمامۃُ البُشریٰ

جلد نمبر 8
- ☐ نُورُ الحق دو حصّے
- ☐ اتمام الحُجّۃ
- ☐ سِرُّ الخلافہ

جلد نمبر 9
- ☐ انوارِ اسلام
- ☐ مِنَنُ الرّحمان
- ☐ ضیاء الحق
- ☐ نورُ القرآن دو حصّے
- ☐ معیارُ المذاہب

جلد نمبر 10
- ☐ آریہ دھرم
- ☐ سَت بچن
- ☐ اسلامی اصول کی فلاسفی

جلد نمبر 11
- ☐ انجامِ آتھم

جلد نمبر 12
- ☐ سراجِ منیر
- ☐ استفتاء اردو
- ☐ حجۃ اللّٰہ
- ☐ تحفۂ قیصریہ
- ☐ محمود کی آمین
- ☐ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب
- ☐ جلسۂ احباب

جلد نمبر 13
- ☐ کتابُ البریہ
- ☐ البلاغ
- ☐ ضرورۃُ الامام

جلد نمبر 14
- ☐ نجمُ الہدیٰ
- ☐ رازِ حقیقت
- ☐ کشف الغطاء
- ☐ ایّامُ الصُّلح
- ☐ حقیقتُ المہدی

جلد نمبر 15
- ☐ مسیح ہندوستان میں
- ☐ ستارہ قیصرہ
- ☐ تریاقُ القلوب
- ☐ تحفۂ غزنویہ
- ☐ روئیداد جلسہ دعاء

جلد نمبر 16
- ☐ خطبۃ الہامیۃ
- ☐ لُجّۃُ النّور

جلد نمبر 17
- ☐ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد
- ☐ تحفہ گولڑویہ
- ☐ اربعین
- ☐ مجموعہ آمین

جلد نمبر 18
- ☐ اعجازُ المسیح
- ☐ ایک غلطی کا ازالہ
- ☐ دافع البلاء
- ☐ الہُدیٰ
- ☐ نزولُ المسیح
- ☐ گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے
- ☐ عصمتِ انبیاء علیہم السلام

جلد نمبر 19
- ☐ کشتیِ نوح
- ☐ تحفۃُ الندوہ
- ☐ اعجازِ احمدی
- ☐ ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی
- ☐ مواہب الرحمان
- ☐ نسیمِ دعوت
- ☐ سناتن دھرم

جلد نمبر 20
- ☐ تذکرۃُ الشّہادتین
- ☐ سیرۃُ الابدال
- ☐ لیکچر لاہور
- ☐ اسلام (لیکچر سیالکوٹ)
- ☐ لیکچر لدھیانہ
- ☐ رسالہ الوصیت
- ☐ چشمۂ مسیحی
- ☐ تجلّیاتِ الٰہیہ
- ☐ قادیان کے آریہ اور ہم
- ☐ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟

جلد نمبر 21
- ☐ براہین احمدیہ جلد پنجم

جلد نمبر 22
- ☐ حقیقۃُ الوحی
- ☐ الاِستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی (اردو ترجمہ)

جلد نمبر 23
- ☐ چشمۂ معرفت
- ☐ پیغامِ صُلح

احمدیہ کتب کے لئے amibookstore.us کی سہولت سے فائدہ اٹھائیں۔

محفوظ قلعہ میں داخل ہونے کے لیے دعاؤں کی خصوصی تحریک

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اگست 2024ء میں دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا ایک رؤیا تھا کہ ان کو ایک بزرگ نے کہا کہ

اگر جماعت کا ہر فرد، ہر بڑا دو سَو دفعہ یہ درود شریف سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھے، درمیانی عمر کے افراد ایک سَو دفعہ اور بچے تینتیس تینتیس دفعہ پڑھیں اور جو چھوٹے بچے ہیں ان کو ان کے والدین تین چار دفعہ یہ خود پڑھوا دیں۔ اسی طرح سَو دفعہ استغفار کریں۔ مَیں اس میں یہ شامل کرتا ہوں کہ سَو دفعہ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کا بھی ورد کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو رؤیا میں یہی دکھایا گیا تھا کہ اگر یہ کرو گے تو ایک محفوظ قلعے میں داخل ہو جاؤ گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

دو سَو دفعہ یہ درود شریف پڑھیں

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

سَو دفعہ استغفار کریں

رَبِّ كُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

سَو دفعہ ورد کریں

مقابلۂ مضمون نویسی 2026

اصول:

مضمون یا تو انگریزی میں ہو سکتا ہے یا اردو میں۔
کسی موضوع کے احاطے کی گنجائش اور حد شرکاء کی عمر پر منحصر ہے۔
مضمون کا متن ورڈ یا اس کے مساوی ایپلی کیشن میں ٹائپ کیا جانا چاہیے۔ مضمون اصل ٹیکسٹ فائل میں فراہم کیا جانا چاہئے نہ کہ پی ڈی ایف میں۔
تصاویر اور گرافکس کو گرافک فائلوں کے طور پر منسلک کیا جانا چاہئے اور ٹیکسٹ فائل میں نہیں ڈالا جانا چاہیے۔
ایک ہزار سے زیادہ الفاظ کے مضمون میں ذیلی عنوانات ہونا ضروری ہے۔
مضمون کے آخر میں حوالہ جات کا صحیح طور پر ذکر ہونا چاہیے۔ اگر حوالہ چھپا ہوا دستیاب ہو تو ویب سائٹ کا حوالہ قابل قبول نہیں ہے۔
انٹرنیٹ کے حوالے دینے کی عام طور پر حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ کتابوں کے حوالہ جات میں درج ذیل چیزیں شامل ہونی چاہئیں:

1. مصنف یا مدیر
2. عنوان (ترچھی تحریر میں)
3. ایڈیشن
4. ناشر کا نام
5. اشاعت کا سال اور مقام اشاعت

اقتباس کے ترجمہ میں ترجمہ کے ماخذ کی فہرست ہونی چاہیے۔ اگر ترجمہ مصنف کا ہے، تو اس میں ذکر کرنا چاہیے کہ ترجمہ مصنف کا ہے۔
مضمون publications@ahmadiyya.us پر ای میل کے ذریعے آن لائن جمع کرانا ضروری ہے۔ براہ کرم رابطہ کرنے کے لیے اپنا فون نمبر، اپنی جماعت اور اپنی ذیلی تنظیم کا نام لکھیں۔
براہ کرم ایک ایسا موضوع منتخب کریں جو اس کے بھیجنے کی مخصوص تاریخ سے مطابقت رکھتا ہو۔
صرف ایک موضوع کا انتخاب کافی ہے۔
مضامین کا جائزہ موضوع سے مطابقت، مکمل (موضوع سے متعلق مختلف پہلوؤں کا جامع احاطہ کیا گیا ہے)، اسلوب (گرامر، بہاؤ، پڑھنے کی اہلیت، مواد کی ترتیب) اور علمیت (اصل تاریخی اور عصری حوالہ جات) کی بنیاد پر کیا جائے گا۔

انعامات:

مضامین کا مقابلہ ذیلی تنظیموں کے درمیان کیا جائے گا۔ ہر گروپ میں پہلی تین پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات سے نوازا جائے گا۔ اشاعت کے لیے منتخب مضامین پر غور کیا جائے گا۔

موضوعات:

موضوع کا احاطہ: آخری ایام کی نشانیاں (15 مئی 2026 تک جمع کروائیں)

قرآن پاک میں آخری ایام کی نشانیاں اور ان کی تکمیل
احادیث میں آخری ایام کی نشانیاں اور ان کی تکمیل
اسلامی کتب میں آخری ایام کی نشانیاں اور ان کی تکمیل
عالمی مذاہب میں آخری ایام کی نشانیاں اور ان کی تکمیل
آخری دنوں کی نشانیاں (جامع مضمون، ایک جائزہ یا ایک پہلو)

موضوع کا احاطہ: اسلام کی تجدید (15 دسمبر 2026 تک جمع کروائیں)

خدا کا تصور
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ
قرآن پاک کی خوبصورتی اور فضائل
اسلام کے ذریعے نجات
عیسیٰ علیہ السلام کی وفات - قرآن پاک کی رو سے
عیسیٰ علیہ السلام کی وفات - حدیث کی رو سے
یسوع کی موت - عالمی گواہی
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی

موضوع کا احاطہ: احمدی خلفاء کی طرف سے شروع کی گئی آسمانی اسکیمیں (15 مئی 2027 تک جمع کروائیں)

احمدی خلیفہ یا احمدی خلفا کی طرف سے شروع کی گئی اسکیم یا اسکیموں کے ثمرات کا جامع جائزہ، یا کسی ایک اسکیم کا جائزہ یا ایک پہلو۔

مجھے آپ کی تلاش ہے!

1 ← کیا آپ محنت کرنا جانتے ہیں۔ اتنی محنت کہ تیرہ چودہ گھنٹے دن میں کام کر سکیں۔

2 ← کیا آپ سچ بولنا جانتے ہیں اتنا کہ کسی صورت میں آپ جھوٹ نہ بول سکیں آپ کے سامنے آپ کا گہرا دوست اور عزیز بھی جھوٹ نہ بول سکے آپ کے سامنے کوئی اپنے جھوٹ کا بہادرانہ قصہ سنائے تو آپ اُس پر اظہار نفرت کیے بغیر نہ رہ سکیں۔

3 ← کیا آپ جھوٹی عزت کے جذبات سے پاک ہیں گلیوں میں جھاڑو دے سکتے ہیں۔ بوجھ اُٹھا کر گلیوں میں پھر سکتے ہیں۔ بلند آواز سے ہر قسم کے اعلان بازاروں میں کر سکتے ہیں سارا سارا دن پھر سکتے ہیں۔ اور ساری ساری رات جاگ سکتے ہیں۔

4 ← کیا آپ اعتکاف کر سکتے ہیں جس کے معنیٰ ہوتے ہیں (الف) ایک جگہ دِنوں بیٹھے رہنا (ب) گھنٹوں بیٹھے وظیفہ کرتے رہنا (ج) گھنٹوں اور دنوں کسی انسان سے بات نہ کرنا

5 ← کیا آپ سفر کر سکتے ہیں۔ اکیلے اپنا بوجھ اُٹھا کر بغیر اس کے کہ آپ کی جیب میں کوئی پیسہ ہو۔ دشمنوں اور مُخالفوں میں ناواقفوں اور نا آشناؤں میں؟ دنوں، ہفتوں مہینوں؟

6 ← کیا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ بعض آدمی ہر شکست سے بالا ہوتے ہیں۔ وہ شکست کا نام سننا پسند نہیں کرتے وہ پہاڑوں کو کاٹنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ دریاؤں کو کھینچ لانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اس قربانی کیلئے تیار ہو سکتے ہیں۔

7 ← کیا آپ میں ہمت ہے۔ کہ سب دنیا کہے نہیں اور آپ کہیں ہاں۔ آپ کے چاروں طرف لوگ ہنسیں اور آپ سنجیدگی قائم رکھیں لوگ آپکے پیچھے دَوڑیں اور کہیں ٹھہر تو جا ہم تجھے ماریں گے اور آپ کا قدم بجائے دوڑنے کے ٹھہر جائے اور آپ اسکی طرف سر جھکا کر کہیں لو مار لو۔ آپ کسی کی نہ مانیں کیونکہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں مگر آپ سب سے منوالیں کیونکہ آپ سچے ہیں۔

8 ← آپ یہ نہ کہتے ہوں کہ میں نے محنت کی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام کر دیا۔ بلکہ ہر ناکامی کو اپنا قصور سمجھتے ہوں، آپ یقین رکھتے ہوں کہ جو محنت کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے اور جو کامیاب نہیں ہوتا اُس نے محنت ہرگز نہیں کی۔

9 ← اگر آپ ایسے ہیں تو آپ اچھا مبلغ اور اچھا تاجر ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں مگر آپ ہیں کہاں خدا کے ایک بندہ کو آپ کی دیر سے تلاش ہے۔ اے احمدی نوجوان! ڈھونڈ اس شخص کو اپنے صوبہ میں اپنے شہر میں اپنے محلہ میں اپنے دِل میں کہ اسلام کا درخت مُرجھا رہا ہے اِسی کے خون سے وہ دوبارہ سرسبز ہو گا۔

مرزا محمود احمدؓ

خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ۔